حضور شہید راہ مدینہ اشرف المشائخ پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت علامہ مولانا سید شاہ **انوار اشرف عرف مثنی میاں الاشرفی الجیلانی** علیہ الرحمۃ والرضوان
مدفون جنت البقیع کے گوشہ حیات پر ایک جامع اور مکمل دستاویز

شہیدِ راہِ مدینہ
کی
حیات و خدمات

حسبِ فرمائش
قائد اہلِ سنت پیر طریقت رہبر شریعت شہزادہ حضور شہید راہ مدینہ حضرت علامہ مولانا سید شاہ
معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ، یوپی و صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء

زیرِ اہتمام
گلشن مسلک کے مہکتے پھول حضرت الشاہ **سید علی اشرف** صاحب الاشرفی الجیلانی
محبِ قوم و ملت حضرت الشاہ **سید حسن اشرف** صاحب الاشرفی الجیلانی
افضل الصوفیہ حضرت الشاہ **سید حسین اشرف** صاحب الاشرفی الجیلانی

مزار مبارک
حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ
جنت البقیع شریف

مرتب
مولانا مفتی محمد ابراہیم آسی
جامعہ قادریہ اشرفیہ، چھوٹا سونا پور، ممبئی

چھوٹا سونا پور، شکلاجی اسٹریٹ، ممبئی نمبر ۸

شہیدِ راہِ مدینہ کی حیات وخدمات

یعنی

حضور شہید راہِ مدینہ اشرف المشائخ پیرِ طریقت رہبرِ شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ

انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان

کے گوشہ حیات پر ایک جامع اور مکمل دستاویز

حسب فرمائش

قائد اہل سنت پیر طریقت رہبر شریعت شہزادۂ حضور شہید راہِ مدینہ حضرت علامہ مولانا الحاج سید شاہ

معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف معین میاں

سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ، ضلع امبیڈکر نگر، یوپی وصدر آل انڈیا سنی جمیعۃ العلما

زیر اہتمام

نباض قوم وملت جناب سید علی اشرف اشرفی جیلانی   مخیر قوم وملت جناب سید حسن اشرف اشرفی جیلانی

افضل الصوفیاء جناب سید حسین اشرف اشرفی جیلانی

مرتب

مولانا محمد ابراہیم آسی

جامعہ قادریہ اشرفیہ، چھوٹا سونا پور، مولانا شوکت علی روڈ، ممبئی ۸

نام: شہیدراہِ مدینہ کی حیات وخدمات

موضوع: سوانح عمری

حسب فرمائش: سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف معین میاں

زیر اہتمام: نباض قوم وملت جناب سید علی اشرف اشرفی جیلانی
مخیر قوم وملت جناب سید حسن اشرف اشرفی جیلانی
افضل الصوفیاء جناب سید حسین اشرف اشرفی جیلانی

مرتب: مولانا مفتی محمد ابراہیم آسیؔ

نظر ثانی: علامہ مولانا مقصود احمد بستوی، پرنسپل جامعہ حنفیہ بستی

پروف ریڈنگ: مولانا مفتی محمد شاہ نواز مصباحی، پروفیسر مولانا محمود خان اشرفی
حافظ وقاری رئیس احمد واسطی

کمپوزنگ: فرید شیخ، ممبئی

اشاعت بموقع: اکیسواں سالانہ عرس شہیدِ راہِ مدینہ

سنہ اشاعت: ۱۴۴۵ھ / ۲۰۲۴ء

ناشر: جامعہ قادریہ اشرفیہ، چھوٹا سونا پور، مولانا شوکت علی روڈ ممبئی

ملنے کا پتہ: رضا اکیڈمی، ۵۲ رڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی
دفتر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء، سانکلی اسٹریٹ، مدنپورہ ممبئی
جامعہ قادریہ اشرفیہ، چھوٹا سونا پور، مولانا شوکت علی روڈ ممبئی
مدرسہ اشرفیہ قادریہ بسکھاری شریف، فیض آباد یوپی
سنی مسجد بلال، چھوٹا سونا پور شکلاجی اسٹریٹ، ممبئی
دار العلوم اشرفیہ غریب نواز، ممبئی کالونی اشرف نگر، ممبرا

فہرست باب

فہرست مضامین

پہلا باب۔۔۔۔۔۔۔ابتدائیہ

دوسراباب۔۔۔۔۔۔۔ شجرۂ مبارکہ

تیسراباب۔۔۔۔۔۔۔دینی خدمات

چوتھا باب۔۔۔۔۔۔۔عشق رسول

پانچواں باب۔۔۔۔۔۔۔ یادوں کے نقوش

چھٹا باب ----- دینی مدارس کا قیام اور تعلیمی سرگرمیاں

ساتواں باب۔۔۔۔۔۔۔ علماء ومشائخ کے گراں قدر تاثرات

آٹھواں باب ۔۔۔۔۔۔۔ دانشوران ولیڈران کے تاثرات

نواں باب۔۔۔۔۔۔ غیر مسلم لیڈران کے تاثرات

دسواں باب۔۔۔۔۔۔۔ منظوم خراج عقیدت

گیارہواں باب۔۔۔۔۔۔۔ تعزیتی خطوط

بارہواں باب۔۔۔۔۔۔۔ عرس کے موقع پر اخباری رپورٹ

تیرہواں باب۔۔۔۔۔خاتمہ

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

پہلا باب۔۔۔۔۔۔ابتدائیہ

حمد

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا
ہمیں بھیک مانگنے کو ترا آستاں بتایا
تجھے حمد ہے خدایا

تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا
تمہیں دافع بلایا تمہیں شافع خطایا
کوئی تم سا کون آیا
تجھے حمد ہے خدایا

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے ترے پایۂ کا نہ پایا
تجھے یک نے یک بنایا
تجھے حمد ہے خدایا

فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ یہ ملا ہے تم کو منصب
جو گدا بنا چکے اب اُٹھو وقت بخشش آیا
کرو قسمت عطایا
تجھے حمد ہے خدایا

ارے اے خدا کے بندو! کوئی میرے دل کو ڈھونڈو
مرے پاس تھا ابھی تو ابھی کیا ہوا خُدایا
نہ کوئی گیا نہ آیا
تجھے حمد ہے خدایا

ہمیں اے رضؔا ترے دل کا پتا چلا بہ مشکل
درِ روضہ کے مقابل وہ ہمیں نظر تو آیا
یہ نہ پوچھ کیسا پایا
تجھے حمد ہے خدایا

حمد

اس کو بھی مانئے اللہ کی عظمت کا نشاں

نتیجۂ فکر: بسملؔ اعظمی

دیکھتے سب ہیں مگر سیکڑوں پردے میں نہاں
اسکی قدرت ہے ہر اک رنگ میں ہر شئی سے عیاں

روشنی دن کو دی راتوں کو اندھیرے بخشے
حق و باطل کا کیا فرق زمانے میں عیاں

حکم بندوں کو تھا ہو جائیں وہیں سر بہ سجود
جب مؤذن کو میرے رب نے دیا حکم اذاں

اپنی ہی ذات میں ہر چیز مکمل کردی
اس کو بھی مانئے اللہ کی عظمت کا نشاں

کتنا کم ظرف ہے بندہ تیرا اے رب کریم
بندگی کو یہ سمجھ لیتا ہے تجھ پر احساں

نوکِ خامہ کو بھلا کیسے ہو جنبش بسملؔ
جب وہ ہر شئی سے ہے واقف تو عیاں راچہ بیاں

نعت شریف

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ

نتیجۂ فکر: اقبال عظیم

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ

چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

غلامان محمد دور سے پہچانے جاتے ہیں
سر شوریدہ شوریدہ دل گرویدہ گرویدہ

مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ

وہی اقبالؔ جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراق طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ

نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بزبان فارسی

جاں فدا می کنم کجا است ایں نصیبم

نتیجۂ فکر: مولانا محمد ابراہیم آسیؔ

حجر درود خواند درعشق رسولم
شجر سلام گوید درحب نبیم

ملک بہ روضہ آید صبح و مسا گرائد
مرازیں جاگرداں دیدم ترا حبیبم

بر لب جاں می آید از فراق حبیبم
جاں فدا می کنم کجا است ایں نصیبم

نتواں دید موسیٰ بر جبل خدارا
ما زاغ البصر شان تو حبیبم

من تشنہ لبم تو داری حوض کوثر
توئی است ساقی ساغربدہ حبیبم

بخش گناہ آسیؔ توئی است شفیعم
بگزیں ایں عرضم نظر کن یا حبیبم

منقبت درشان مخدوم سمناں

ہے آج بھی حکومت سب کے دلوں پہ تیری

نتیجہ فکر: مفتی عبدالمقتدر خان جالوی

اے غمزدوں کے والی مخدوم سید اشرف
منگتے نہ لوٹے خالی مخدوم سید اشرف

کیا شان ہے نرالی مخدوم سید اشرف
سلطان ہے سوالی مخدوم سید اشرف

روضے کے چاروں جانب میلہ لگا ہوا ہے
فیض و کرم ہے جاری مخدوم سید اشرف

ہے آج بھی حکومت سب کے دلوں پہ تیری
چھوڑی ہے گرچہ شاہی مخدوم سید اشرف

جو بھی مریض پہونچا روضہ پہ تیرے آقا
رب نے شفا عطا کی مخدوم سید اشرف

جب بھی گیا ہوں در پہ سرکار شاہ سمناں
مانگی مراد پائی مخدوم سید اشرف

مانا مصیبتوں میں، مَیں گھر گیا ہوں لیکن
تیری نظر ہے کافی مخدوم سید اشرف

امراض چاہے جو ہوں سب کیلئے ہے کافی
اکسیر نیر پانی مخدوم سید اشرف

یہ عبد گھر گیا ہے رنج و الم میں آقا
کردے عطا رہائی مخدوم سید اشرف

منقبت درشانِ حضورشہیدراہِ مدینہ

ہم عاشقوں کی تمنا میاں مثنیٰ ہیں

نتیجہ فکر: اظہارمقدر کچھوچھوی

درِ علوم کے زینہ میاں مثنیٰ ہیں
رضائے فاطمہ زہرا میاں مثنیٰ ہیں

ہم عاشقوں کی تمنا میاں مثنیٰ ہیں
جمال و حسن سراپا میاں مثنیٰ ہیں

قلم کو روک مصنف ابھی نہ زحمت دے
سمجھ لے پہلے کیا کیا میاں مثنیٰ ہیں

ہمارے آپ کے جیسے یہ دو ہی چار ہیں کیا
سبھی کے مونس و ملجا میاں مثنیٰ ہیں

نظر سے دیکھ یا دل سے اگر عقیدت ہے
شبیہ شہ بطحا میاں مثنیٰ ہیں

اندھیرے دور نہ جائیں تو پھر کریں ہی کیا
سراج مجلس و جلسہ میاں مثنیٰ ہیں

حضور اشرف سمناں کے وہ چہیتے ہیں
سخی شہرِ کچھوچھہ میاں مثنیٰ ہیں

تضمین بر سلام رضا

نتیجہ فکر: مولانا مقصود احمد بستوی

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

پیکر علم و فن ابر جودو کرم
جس کے قدموں پہ قربان جاہ و حشم
وہ مثنیٰ میاں تھے خدا کی قسم
ایسے پیرِ طریقت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

جس کے وردِ زباں تھا یہی ہر گھڑی
موت آئے مگر ہو دیارِ نبی
قبر جس کی بنی نزد عثماں غنی
ان کی نورانی تربت پہ لاکھوں سلام
مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

یانبی سلام علیک

یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یا حبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک
کیا کہوں آقا میں کیا ہوں　　خادم غوث الوریٰ ہوں
عاشق خواجہ پیا ہوں　　شاہِ سمناں کا گدا ہوں
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک
ہو کرم محبوب داور　　سیدی مثنیٰ میاں پر
قبر ہو ان کی منور　　فیض بھی سب کو عطا کر
یا نبی سلام علیک　　یا رسول سلام علیک
یاحبیب سلام علیک　　صلوٰۃ اللہ علیک
ہو کرم محبوب داور　　مرشدی معین میاں پر
ہمت و قوت عطا کر　　دین کی خدمت لیا کر

انتساب

یہ کتاب ''شہید راہِ مدینہ کی حیات وخدمات'' روحانی حصول برکت کے لئے عارف باللہ، فنافی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کنز الکرامات، جبل الاستقامت، گنجینۂ معرفت، غواص بحر حقیقت، متبع راہ شریعت، امام الاولیاء، تاج الاصفیا، سراج الانبیاء، نائب رسول، وارث انبیاء، شہنشاہ سمناں، تارک السلطنت، امام العارفین، زبدۃ الصالحین، غوث العالم، محبوب یزدانی، مخدوم حضرت میر اوحدالدین سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی بارگاہ عظمت میں پیش خدمت ہے۔

سگِ بارگاہِ مخدوم سمناں
احقر محمد ابراہیم آسیؔ
جامعہ قادریہ اشرفیہ، ممبئی

سوانح نگاری ضروری کیوں؟

ازقلم: مولانا محمدابراہیم آسیؔ، جامعہ قادریہ اشرفیہ

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ سوانح عمری تاریخ کی ایک شاخ ہوتی ہے سوانح نگاری سے مراد کسی شخص کی سوانح عمری پر گزشتہ حالات زندگی کوتحریر کرنا۔ یہ بات بھی عیاں ہے کہ سوانح عمری، دلچسپ شعبہ ادب میں نہیں ہوتا۔ نیز یہ کہ نوع انسانی کا دلکش ترین مرکز مطالعہ ہمیشہ سے انسان ہی رہا ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔

سوانح عمری بیانیہ تحریر کے مختلف اقسام میں سے ایک ہے یہ نہایت ہی شوق سے پڑھی جاتی ہے اور نہایت آسانی کے ساتھ زندگی کے مقاصد پر اس کا اطلاق کیا جاسکتا ہے سوانح نگاری اس صاحب سوانح کی شخصیت کے تمام اہم پہلوؤں کے بارے میں ہماری معلومات میں اضافہ کرتی ہے اور صاحب سوانح کے دینی وملی ارتقا کو سمجھنے میں ہماری معاون ہوتی ہے یہ کہنا مشکل ہے کہ کوئی ایک سوانح حیات صاحب سوانح کی مکمل دینی اور تاریخی تصویر پیش کرسکتی ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ سوانح عمری ہمیں صاحب سوانح سے اس قدر قریب کردیتی ہے کہ اتنی قربت شاید ذاتی ملاقاتوں سے حاصل نہ ہو اس تعریف کی وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سوانح عمری کسی انسان کی شخصیت سے پورے تعارف اور مکمل آشنائی کا وسیلہ ہے۔

کسی بھی بڑے انسان کی سوانح عمری تنہا اس کی سوانح عمری نہیں ہوتی اس کا ماحول اور اس کے ماحول سے وابستہ بہت سے افراد اور اشخاص بھی اپنے ذہن اور زندگی کے اعتبار سے اس میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک سوانح عمری کے مطالعہ کے بارے میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کسی ایک انسان کی ہی زندگی کا مطالعہ نہیں ہے بلکہ اس سے وابستہ بہت سے پہلوؤں کا مطالعہ ہے جس میں تاریخ وتہذیب دونوں ہی سمٹ آتے ہیں ماہرین ادبیات سوانح نگاری کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''اس میں کسی شخص کے حالات زندگی اور شخصیت کے بارے میں لکھا جاتا ہے یہ ایک مختصر مضمون بھی ہوسکتا ہے اور پوری کتاب بھی سوانح نگاری فرد واحد کی شخصیت کو منظر عام پر لانے کا نام ہے جس سے اس کی فطرت وسیرت کا کوئی پہلو پوشیدہ نہ رہے''۔

سوانح، تاریخ کی ایک شاخ ہے اور بعض خصوصیات کی وجہ سے اس کا شمار ادب میں بھی کیا جاتا ہے اب سوانح محض انسان کی پیدائش، خاندان، تعلیم، مشاغل، زندگی اور وفات کا بیان ہی نہیں بلکہ فرد کے ظاہر و باطن، لمحات واطوار، اخلاق ومعاشرت اور زندگی کے تمام پہلو بھی اس میں شامل ہیں بلاشبہ سوانح نگاری ادب اور تاریخ کا حسین سنگم ہے اس میں ادبی اوصاف بھی ہونے چاہئے اور تاریخی عنصر بھی، سوانح عمری کی جامع تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے ''سوانح عمری سے مراد عمر اور ماحول پر اثر ڈالنے والے عوامل کے حوالے سے کسی شخص کی داخلی اور خارجی زندگی کے تمام اہم پہلوؤں کا ایک جامع مفصل اور معروض مطالعہ جو اس کی زندگی کے ارتقاء اور اس کے ظاہر و باطن کو روشنی میں لا کر اس کی ایک جیتی جاگتی تصویر پیش کرے۔''

سوانح ایک ایسی مکمل دستاویز ہے جس میں کسی انسان کی ولادت سے وفات تک تمام حالات، واقعات، افکار وافعال، زمان ومکان کی صراحت کے ساتھ محفوظ ہوتے ہیں سوانح کے مطالعہ پر زمان ومکان کے تناظر میں کسی انسان کی چلتی پھرتی متحرک تصویر اس طرح سرگرم اور مصروف عمل نظر آتی ہے کہ اس کی سیرت اور شخصیت اور سرگزشت کے تمام پہلو ہمارے سامنے آجاتے ہیں خلّاق ازل نے ہر انسان کو مخصوص شکل وصورت، قدوقامت، عادت واطوار، سیرت وکردار، دینی وفکری صلاحتیں عطا کی ہیں۔

انسان کے اعمال اور افعال میں اس کے ظاہری اور باطنی اوصاف کا بڑا دخل ہے کسی شخصیت کا مطالعہ نہ صرف اس کی خارجی دنیا بلکہ داخلی کائنات کا بھی مطالعہ ہوتا ہے عام طور پر کسی قومی رہنما، مذہبی پیشوا، مدبرین سیاست، ماہر مقرر، محقق، نقاد، شاعر، ادیب، فلسفی، پیر ومرشد فن کے بڑے ماہر فنکار کو سوانح عمری کے لئے منتخب کیا جاتا ہے قدیم تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم دور میں صرف بزرگان دین اور حکمرانوں کی سوانح عمری لکھی جاتی تھی لیکن تعلیم کی اشاعت اخبار اور رسائل کی مقبولیت

اورقارئین کے رجحان میں تبدیلی کے باعث سوانح نگاری کے موضوعات میں بھی وسعت پیدا ہوئی اس امر کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ سوانح نگاری محض کسی شخص کی زندگی میں پیش آنے والے حالات وواقعات کا دفتر تیار کرنے کا نام نہیں بلکہ تحقیقی عمل ہے۔

یہ زمان ومکان کے آئینے میں کسی مخصوص فرد کی شخصیت اوراس کے احوال وکوائف کی بے رس وبے کیف روداد نہیں بلکہ تخلیقی عناصر کی کارفرمائی، جمالیاتی قدروں، ادبی محاسن کی شمولیت کے سبب فن کا حصہ بھی ہے۔فن سوانح نگاری ایک شعوری مگر تخلیقی عمل ہے سوانح نگار کو موضوع کا انتخاب کرنا پڑتا ہے، اس کے حدود متعین کرنے پڑتے ہیں، واقعات فراہم کرنا اورانہیں سچائی کی کسوٹی پر پرکھنا پڑتا ہے۔ سوانح نگار کے لئے ان تمام مراحل سے گزرنا ناگریز ہے۔سوانح عمری کو مکمل انداز میں پیش کرنے تک تخلیقی عمل کا ایک طویل سلسلہ ہے۔انسانی زندگی واقعات کا خزانہ اورمسائل کا انبار ہوتی ہے ان میں ہر واقعہ اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے، زندگی کا سلسلہ انہیں واقعات کی کڑیوں سے بنتا ہے۔انسانوں کی یاد رفتگان ہمیشہ دل میں رہی ہے، اپنے اسلاف اور بزرگوں کے کارناموں کو جمع کرنے اور یاد رکھنے کا دستور زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے اس دور میں بھی جب کہ انسان تحریر کے فن سے ناآشنا تھا اپنے خاندان یا قبیلے کے سورماؤں اورسرداروں کے ممیات اوران کے کارناموں کو گیتوں اورقصہ کہانیوں کی شکل میں محفوظ کرکے سینہ بہ سینہ نسل درنسل منتقل کیا جاتا تھا ان زبانی روایات کو سوانح نگاری کا پہلا قدم کہا جاسکتا ہے۔

فن تحریر کے ایجاد کے بعد بڑے لوگوں کے کارناموں کو تحریری شکل میں محفوظ کیا جانے لگا، اہرام مصر کے اندرونی دیواروں پر جو کچھ لکھا ہے انہیں تحریری سوانح نگاری کے اولین نقوش کہا جاسکتا ہے۔ آپ کے ہاتھ میں کتاب ''تجلیات انوار اشرف'' ہے، یہ کتاب پیر طریقت رہبر شریعت حضور شہید راہِ مدینہ حضرت علامہ ومولانا الحاج الشاہ سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ الاشرفی الجیلانی (مدفون جنت البقیع) کے حالات زندگی پر مشتمل ایک جامع تاریخی دستاویز ہے تاکہ آنے والی نسلیں یاد رفتگان کے ساتھ ان کے کارناموں کو بھی یاد رکھیں اورانہیں اپنے لئے مشعل راہ بنائیں۔

ہدیۂ تشکر

از قلم: مولانا محمد ابراہیم آسیؔ

وقت پَر لگا کر پرواز کرتا رہا۔ دن ہفتوں میں، ہفتہ مہینوں میں، اور مہینہ سال میں بدلتا چلا گیا۔ اور یہ پتہ ہی نہیں چلا کہ ۲۱ رسال کا ایک طویل عرصہ کیسے بیت گیا۔ حضور شہید راہِ مدینہ علیہ الرحمۃ والرضوان ہم سے بچھڑ کے ۲۱ رسال ہو گئے۔ جنت البقیع کے مقدس قبرستان میں صحابہ کرام کی جھرمٹ میں آرام فرما ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ کل ہی کی بات ہے۔ آپ کا منور چہرہ، آپ کی دلکش مسکراہٹ، آج بھی آنکھوں کے سامنے ہے۔ ہر عظیم الشان شخصیت کی سوانح عمری لکھی جاتی ہے، اور لکھی جانی بھی چاہئے۔ سوانح عمری کیوں ضروری ہے؟ قارئین اگلے صفحات میں اس کی اہمیت وافادیت ملاحظہ فرمائیں گے۔

حضور شہید راہِ مدینہ بھی عظیم نہیں، عظیم ترین ہیں۔ آپ کی سوانح عمری ترتیب دینا میرے لئے باعث فخر ہی نہیں، باعث اعجاز بھی ہے۔ بلا مبالغہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کچھوچھہ مقدسہ سے تارک السلطنت علیہ الرحمۃ والرضوان اور جنت البقیع سے حضور شہید راہ مدینہ کا فیضان ہے کہ اپنی کم علمی و بے بضاعتی کے سبب اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہونچایا، میری عمر نصف صدی سے کم پر محیط ہے اور میرے قلم کی عمر اس کا بھی نصف۔ میرے قلم نے صحرائے تصنیف وتالیف میں تیز رفتاری کے ساتھ سفر کیا اور بیس کتابوں کا تحفہ قوم وملت کے سامنے پیش کیا۔ میری زندگی کے ماہ وسال کام آ گئے۔ مجھے اپنے کمزور قلم کا بے حد احساس ہے۔ اس بارگاہ میں نہ جانے کتنے صاحب قلم وقرطاس، صبح وشام دامن پسارے کھڑے ہیں۔ مجھ جیسے کمزور وناتواں سے کام لینا اس شعر کے مصداق ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

پیر طریقت، رہبر شریعت شہزادہ حضور شہید راہ مدینہ، حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی، سجادہ نشین خانقاہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ، وصدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کی

فرمائش اور صاحبزادگان حضور شہید راہ مدینہ، نباض قوم وملت، عالی جناب سید علی اشرف اشرفی جیلانی، مخیر قوم وملت عالی جناب سید حسن اشرف اشرفی جیلانی، اور افضل الصوفیا عالی جناب سید حسین اشرف اشرفی جیلانی کے زیر اہتمام ''شہید راہِ مدینہ کی حیات وخدمات'' کا کام شروع ہوا۔اور بحمدہٖ تعالیٰ ۲۱ر واں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ کے موقع پر یہ کتاب منظر عام پر آئی۔اور میں مشکور اور ممنون ہوں معین المشائخ اور شہیدِ راہِ مدینہ کے تمام صاحبزادگان کا کہ مجھے یہ کام کرنے کا موقع میسر ہوا۔اور شکر گزار ہوں ان تمام حضرات کا جنہوں نے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور ساتھ دیا۔اور ان تمام مضامین نگار، کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر بارگاہِ شہید راہ مدینہ میں خراجِ عقیدت پیش کیا۔اور شکر گزار ہوں پروف ریڈنگ،نظر ثانی، کمپوزنگ، ڈیزائنگ اور ہر طرح سے تعاون کرنے والے کا۔تمام حضرات کے لئے دعاء گو ہوں کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کے صدقے ان سبھوں کو قدم قدم پر حضور شہیدِ راہ مدینہ کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔آمین۔بجاہِ سید المرسلین

اعتذار

کتاب کی کمپوزنگ، تصحیح، پروف ریڈنگ، مضامین کی ترتیب، اور اشاعت و طباعت میں حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی نہ رہنے پائے۔اس کے باوجود بتقاضائے بشری، اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو اور قابل عفو ہو۔تو درگزر کر دیں۔بصورت دیگر مجھے اطلاع کریں۔تاکہ دوسرے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کر لی جائے۔

طالب دعا

محمد ابراہیم آسی

جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی

ای میل:mdibrahimaasi@gmail.com

آنکھوں دیکھا حال

اہل محبت نے یہ کہہ کے صبر کیا
جانے والے یہاں کے تھے ہی نہیں

از قلم: صاحبزادہ حضور شہید راہ مدینہ عالی جناب سید حسن اشرف اشرفی جیلانی

قلم میرے ہاتھ میں ہے اور کاغذ میرے سامنے واقعہ تحریر کرتے ہوئے کلیجہ منہ کو آرہا ہے۔

اکیس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی ایسا محسوس ہورہا ہے کہ یہ بس کل ہی کی تو بات ہے۔ اکیس سال قبل ابو ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ ابو کی نوازشیں شفقتیں ہم سب بھائی، بہنوں پر بے پناہ تھیں۔ ہم پر ہی کیا مریدین، متوسلین، خانوادۂ اشرفیہ کے ہر ہر فرد پر آپ کا دست شفقت تھا کسی کو بابو، کسی کو اپنا بیٹا کہہ کر مخاطب کرتے۔ ابو کی ہلکی سی مسکراہٹ بھی پورے گھر کی زندگی میں روشنی بکھیر دیتی تھی۔ ابو! کے وصال کا جہاں حزن وملال ہے وہیں فخر بھی۔ ایسا مقام ومرتبہ اور شہادت عظمیٰ ہزاروں میں نہیں لاکھوں میں شاید کسی کو نصیب ہو۔ تمام مہینوں میں افضل رمضان، عمرہ کی عظیم سعادت، مدینہ منورہ کا مقدس شہر، تمام قبرستانوں میں افضل قبرستان جنت البقیع، عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قدم مبارک، موتوں میں بہترین موت شہادت، ابو کو اللہ تعالیٰ نے کیا نہیں عطا فرمایا۔

رمضان کا مقدس مہینہ، عمرہ کی سعادت، مدینہ منورہ کی مقدس زمین، جنت البقیع کا اعلیٰ قبرستان، عثمان غنی کی پائینتی اور شہادت کی موت، کیوں نہ ہمیں فخر ہو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر۔ جو ابو کو ملی، قرآن مقدس کا فرمان کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرو۔ ابو، کو جو نعمتیں ملی ہیں اسی کا تو ہم چرچا کررہے ہیں۔

یہ ۲۰۰۳ء کی بات ہے رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہم پر سایہ فگن تھا ابو، معمول کے مطابق رمضان میں ہر سال سادات کرام کو نذرانہ بھیجا کرتے تھے۔ اس وقت پوسٹ کے ذریعہ فارم پُری کر کے رقم بھیجی جاتی تھی۔

ممبئی سے وطن بھیجتے تھے جن میں چھوٹے بھی ہوتے، عزیز و اقارب بھی ہوتے، اس میں زیادہ تر غرباء، سادات کرام کا نام شامل ہوتا۔ اس سال بھی فارم بھر رہے تھے میں گھر پر ہی موجود تھا۔ ابو نے آواز دی حسن میاں! میں فوراً حاضرِ بارگاہ ہوا اور ادباً عرض کیا جی ابو! آپ نے فرمایا اس سال تم اور حسین میاں میرے ساتھ عمرہ کے لئے چلو گے؟ میں نے عرض کیا ابو! معین میاں کو ساتھ لے لیجئے۔ ابو نے کہا نہیں، تم اور حسین میاں میرے ساتھ چلو، تھوڑی دیر کے بعد مجھے بلائے اور صدری کی جیب سے ۵۰/ روپے نکال کر دیئے اور کہا کہ جاؤ فوٹو کھچوالو۔ مرچنٹ ٹور والے کو دینا ہے پھر میں نے کہا ابو! معین میاں کو ساتھ لے لیجئے۔ آپ نے تحکمانہ انداز میں کہا۔ تم دونوں میرے ساتھ چلو معین آجائیں گے۔ میں نے ابو کے حکم پر سرخم کرلیا۔ میرے علم وگماں میں بھی نہیں تھا کہ ابو کے الفاظ معین آجائیں گے کا کیا معنیٰ ہے۔

عمرہ کی تیاریاں مکمل ہوئی۔ ابو کے ساتھ میں اور میرے چھوٹے بھائی افضل الصوفیاء سید حسین میاں اشرفی جیلانی گھر سے ائرپورٹ کے لئے تیار ہوگئے۔ دوست احباب رشتے دار متعلقین سے الوداعی کلمات، مصافحہ، معانقہ ہونے لگا۔ ابو اس طرح لوگوں سے مل رہے تھے گویا کہ آخری ملاقات ہو۔ چشم حیرت سے دیکھنا، مسکرا کر معنی خیز نظر ڈالنا، سر پر ہاتھ رکھنا، خود دعاء کرنا، دعا کے لئے کہنا، آخر ملنے، ملانے کا وقت مکمل ہوا۔ ہم دونوں بھائی اور ابو، الوداع کہنے والوں کے ساتھ ائرپورٹ پہونچ گئے۔ ہمارا مقدس سفر شروع ہوگیا۔ بمبئی سے مکہ معظّمہ پہونچے۔ ہوٹل میں قیام ہوا عمرہ اور طواف کی سعادتیں حاصل ہوتی رہیں۔ ایک دن ابو مجھے ۲۰/ ریال دیئے اور کہا کہ اس کا چُھٹا کرالو۔ جو نابینا حبشی فقیر حرم میں ہوتے ہیں انہیں تقسیم کرکے آؤ۔ اور تاکیداً کہا کچھ بچانا نہیں۔ قیام مکہ کے بعد جب مدینہ منورہ کی روانگی کا وقت آیا وہاں کی تیاری ہونے لگی۔ ابو نے مجھے ۱۰/ ریال دیئے کہ آب زمزم کا کین لے کر آؤ ساتھ لے کر چلنا ہے۔ مرچنٹ ٹور کی جانب سے ہر سال جو ڈرائیور گاڑی لے کر جاتا ہے۔ ان سے کہو کہ چلنے کی تیاری کرے، ڈرائیور نے معذرت کرتے ہوئے کہ حضرت رات ٹھہر جائیں کار کی کچھ ٹیکنیکی مرمت ہورہی ہے۔ کل صبح تک درست ہوجائیگی۔ ابو نے مجھ سے کہا ہوٹل والے سے کہہ کر ٹیکسی کا

بندوبست کراؤ۔ مجھے رات میں ہی مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہونا ہے۔ اتفاقاً اس وقت بارش بھی ہورہی تھی۔ میں نے کہا کہ بارش بھی ہورہی ہے صبح مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوتے ہیں۔ جب تک کار کی بھی درست ہوجائیگی۔ ابو نے کہا مدینہ چلو مدینہ، وہاں کا جلوہ دیکھنا کیا ہوتا ہے۔

آخر ابو کے حکم پر بعد نماز عشاء سامان، اورزمزم کا کین، وہیل چیئر گاڑی میں رکھے جانے کی تیاری ہونے لگی۔ گجرات کے ایک سید صاحب جو ابو کے بہت زیادہ معتقد تھے۔ انہوں نے عرض کیا حضور میں بھی ساتھ مدینہ منورہ چلنا چاہتا ہوں۔ ابو نے کہا چلے چلو گاڑی میں جگہ بھی ہے۔ ہم لوگ کا چارنفوس پر مشتمل یہ مختصر قافلہ۔ میں، ابو، میرے چھوٹے بھائی افضل الصوفیاء سید حسین میاں اشرفی اور گجرات کے سید صاحب، ابو گاڑی کی اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے پاس تھے۔ میں، حسین میاں اور گجرات کے سید صاحب پچھلی سیٹ پر تھے۔ مدینہ منورہ کی طرف رواں دواں ہو گئے تھوڑی دیر چلنے کے بعد ہمارا قافلہ حدود مکہ سے باہر ہو گیا۔ اگلی سیٹ پر ابو آنکھ بند کئے ہوئے ہاتھ میں تسبیح لے کر وظائف میں مشغول ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سید صاحب نے سرگوشی کے انداز میں میرے کان میں کہا کہ شاید حضرت سو گئے ہیں۔ ابو کچھ بولے نہیں، بلکہ آنکھ بند کئے ہوئے اپنے ہاتھوں سے تسبیح بلند کر کے ہلائے۔ اس بات کا اشارہ تھا کہ میں سویا نہیں ہو۔ بلکہ آنکھیں بند کر کے مدینہ منورہ کی یاد میں اپنے رب کی تسبیح پڑھ رہا ہوں۔

گاڑی کافی تیز رفتار سے سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ تقریباً ایک سو اسی کی رفتار سے گاڑی چل رہی تھی کئی گھنٹے کی مسافت کے بعد ہم لوگ مدینہ منورہ کے حدود کے قریب پہنچ گئے مدینہ منورہ کے حدود کا جو بورڈ لگا ہوا تھا وہ ریڈیم، کی وجہ سے چمک رہا تھا۔ جب ہم لوگ اس بورڈ کو عبور کر کے حدود مدینہ منورہ میں داخل ہورہے تھے۔ ابو نے ہاتھ کے اشارہ سے ہمیں وہ بورڈ دکھایا کہ اب ہم مدینہ منورہ کے حدود میں داخل ہو گئے ہیں۔ حدود مدینہ میں داخل ہونے کے کچھ دیر بعد ایک زوردار دھاکہ کی آواز میرے کان میں آئی۔ آنِ واحد میں دیکھا کہ ہماری گاڑی آگے آگے چل رہا ایک تیل کے ٹینکر سے ٹکرا گئی ہے۔ اس کے بعد مجھ میں غنودگی طاری ہونے لگی۔ نیم غنودگی کی حالت میں دیکھا کہ کئی گاڑیاں ارد گرد آ کر رُکی۔ لکھنو

اطراف کے ایک بڑے مولانا بھی آئے۔ابو کا سر گاڑی کے ڈیش بورڈ سے ٹکا ہوا تھا۔گاڑی سے باہر نکال کر مصلیٰ بچھا کر ابو کو اس میں لٹائے۔نبض میں ہاتھ رکھا اور کہا۔**انالله وانااليه راجعون** میں نے سوچا کہ ابو بے ہوش ہیں اس لئے یہ پڑھ رہے ہیں۔یہ کوئی ڈاکٹر تو ہیں نہیں۔اس لئے مجھے اطمینان تھا۔لوگوں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کسی نے کہا ممبئی کے مثنیٰ میاں ہیں۔ہم لوگوں نے کہا کہ کچھوچھہ درگاہ فیض آباد سے سید انوار اشرف مثنیٰ میاں ہیں۔میں نے کہا سید صاحب مکہ میں مرچنٹ ٹور کو فون لگا یئے۔

سید صاحب کے پاس موبائیل تھا۔انہوں نے سب سے پہلے مکہ فون کیا مرچنٹ ٹور سے رابطہ کیا اور پوری صورت حال سے آگاہ کیا۔

۲۰ رمنٹ کے بعد ایمبولینس آ گئی، مجھے اور حسین میاں کو قریبی شفا خانہ میں ابتدائی طبی امداد کے لئے ۳۰ رکلومیٹر دور لے گئے۔ابتدائی طبی امداد فراہم کرنے کے بعد ایمبولینس کے ذریعہ مدینہ منورہ کے اسپتال میں لے گئے۔میرے گھٹنے کی ہڈی کئی جگہ سے ٹوٹ چکی تھی۔اور حسین میاں کو سر میں شدید چوٹ آئی تھی۔میں ایک اسپتال میں تھا اور حسین میاں دوسرے اسپتال میں۔

یہ حادثے کی خبر آناً فاناً مکہ مکرمہ، ممبئی، فیض آباد تک پہونچ گئی۔لوگ کثیر تعداد میں مدینہ منورہ پہنچنے لگے۔حادثہ کے فوراً بعد ڈرائیور کو پولیس نے حراست میں لے لیا۔حکومتی تفتیش سے پتہ چلا کہ پوری غلطی ڈرائیور کی تھی۔میرے چچا زاد بھائی سید سلطان اشرف بھی سعودی میں تھے وہ مدینہ منورہ آ گئے میں دو دن تک اسپتال میں رہا اس دوران زیادہ تر مجھ پر غنودگی طاری رہتی۔باہر کے حالات سے میں بے خبر رہا۔۲ر دن بعد دیکھا کہ اسپتال کے بیڈ کے پاس میرے چھوٹے بھائی معین المشائخ سید معین الدین اشرفی جیلانی معین میاں کھڑے ہیں۔اس وقت میں ذہنی طور پر مکمل تیار نہیں تھا۔میں نے سوچا کہ شاید حادثہ کی خبر سن کر آ گئے ہوں گے۔نیم غنودگی کی حالت میں کبھی آنکھیں کھولتا کبھی بند کر لیتا۔دیکھا کہ معین میاں کے قریب میری چھوٹی بہن زہرہ فاطمہ کھڑی ہیں۔میرا دل دھک سے بیٹھ گیا اور میں سمجھ گیا کہ کوئی بڑا حادثہ ہوا ہے۔ورنہ بہن نہ آتی۔وہ لوگ آپس میں سرگوشی کر رہے تھے کہ اب بتا دیا

جائے۔اسی درمیان میرے کان میں یہ آواز آئی۔کسی نے کہا کہ حضرت کو وہ مقدس جگہ مل گئی جس کی وہ تمنا کرتے تھے۔تب مجھے یقین ہوگیا کہ ابواب اس دنیا میں نہیں رہے۔ابو کی شہادت ہوگئی۔اتنا سنتے ہی میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگیا اور زبان سے بے ساختہ نکلا **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

کچھ لوگ اصرار کرنے لگے کہ جسم مبارک کو ہندوستان لے جایا جائے۔میں نے کہا کہ اس سے اچھی زمین اور کہاں مل سکتی ہے۔کیوں کہ ابو کی خواہش بھی یہی تھی۔ابو اکثر کہا کرتے تھے۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

ہر خوشی وغم میں سہارا بننے والے ابو، اب نہیں رہے یہ سوچ کر ہی دل پاش پاش ہوگیا۔

اسپتال سے وہیل چیئر کے ذریعہ ہوٹل میں منتقل ہوگیا۔غنی بھائی کو گجرات سے اطلاع ملی کہ کوئی مثنیٰ باپو، ہیں ان کا وصال ہوگیا ہے۔غنی بھائی تقریباً چالیس سال سے مدینہ منورہ میں قیام پزیر ہیں۔وہ بھی تجہیز وتدفین کے لئے کوشش شروع کردیئے۔قانونی کاروائی کی تکمیل کے لئے بھی کوشش جاری تھی۔

غنی بھائی نے بلدیہ کے افسران سے پتہ لگایا کہ ایک میت آئی ہے۔جو حادثہ میں انتقال ہوا ہے افسران نے کہا کہ کیا نام ہے؟غنی بھائی نے کہا مثنیٰ باپو، نام ہے افسران نے کہا کہ اس نام کی کوئی میت نہیں آئی ہے۔لوگوں نے بتایا کہ مثنیٰ باپو نہیں بلکہ سید انوار اشرف ہے پاسپورٹ میں یہی نام ہے۔غنی بھائی دوبارہ گئے افسران کو نام بتایا کہ یہ نام ہے افسران نے کہا کہ ہاں اس نام سے میت آئی ہوئی ہے۔غنی بھائی اندر گئے اور ابو کے چہرہ کو دیکھنے کے بعد کہا کہ ایسا منور چہرہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی دیکھا نہیں ہے۔غنی بھائی کا کہنا ہے کہ چہرہ دیکھنے کے بعد میری کیفیت بدل گئی۔تجہیز وتدفین تک یہیں رہا۔پھر غنی بھائی قانونی کاروائی میں لگ گئے۔غنی بھائی نے کہا مثنی باپو کے چہرہ کو دیکھنے کے بعد پھر میں اپنی دکان میں گیا ہی نہیں۔مصروف ہی رہا جب تک کہ تجہیز وتدفین کا مرحلہ مکمل نہیں ہوا۔

غسل کے بعد لوگوں نے زیارت کی۔بلدیہ کے افسران سے کہا کہ حضرت کی بیٹی بھی آئی ہوئی

ہیں۔ان کوبھی دیکھنے کی اجازت دی جائے۔افسران نے سختی سے منع کردیاتھوڑی دیر کے بعد حکام نے کہاکہ شیخ کی بیٹی کہاں ہیں؟ اعلیٰ افسران نے ان کوزیارت کی اجازت دے دی۔گویاکہ ابوکے روحانی تصرف نے افسران کے دلوں کوپھیردیا۔میری چھوٹی بہن زہرہ فاطمہ اور پرنسپل سہیل لوکھنڈوالا کی اہلیہ کو جسم اطہر کے پاس جانے کی اجازت ملی۔

تقریباً ۲۰/سے ۲۵/منٹ تک میری چھوٹی بہن اپنے ابو کے پاس روتی رہی۔ایک غمزدہ بیٹی اپنے والدکاآخری دیدارکررہی تھی۔

ہزاروں کی تعداد میں مریدین،متوسلین، مکہ سے مدینہ منورہ پہونچ گئے کافی تعداد میں میمن حضرات بھی تجہیز وتدفین میں شامل ہوئے۔جنازہ میں ہزاروں کامجمع تھا۔جس میں عربی،عجمی،مصری سبھی ممالک کے لوگ شامل تھے۔دعوت اسلامی اورسنی دعوت اسلامی کے مبلغین بھی جنازے میں شریک ہوئے اورمغسل میں نماز جنازہ اداکی گئی۔نماز جنازہ کے بعد ہزاروں کے ہجوم میں۔

کعبے کے بدرالدجی تم پہ کروڑوں درود
طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

کاہدیہ بارگاہِ رسالت میں نچھاورکرتے ہوئے جنازہ لےکررواں دواں ہوئے۔

کچھ لوگ کہنے لگےاس طرح سلام پڑھنے پر پولیس اورمُتوّہ پریشان نہ کرے۔

لیکن الحمدللہ!کسی طرح کی کوئی رکاوٹ نہیں ہوئی۔سب سے پیچھے وہیل چیئر پرمیں تھا۔کئی لوگ میرے وہیل چیئرکولےکرچل رہے تھے۔پورامنظرمیری آنکھوں کے سامنے تھا۔جنازے میں حسین میاں بھی شامل تھے۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی پائنتی میں ابوکی قبرتیارکی گئی۔امیرسنی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولاناشاکرعلی نوری نے قبرمیں جسم مبارک کواتارا۔

جنت البقیع میں جوسڑک بنی ہوئی ہےاسی پرمیراوہیل چیئر ایک کنارے تھا۔جب بھیڑ بھاڑ کم ہوئی دوچارلوگ سہارادےکرقریب لے گئے۔میرے ہاتھ میں مٹی دیئےاورمیں نے ابوکی قبرکوحسرت

بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے مٹی قبر میں ڈالی۔

تجہیز وتدفین کے بعد سب سے پہلے فاتحہ خوانی کا اہتمام مولانا شاکر علی نوری نے ہی ہوٹل کے بیسمنٹ میں کیا اور فاتحہ کا پہلا پروگرام منعقد ہوا۔

مجھے دوبارہ وہیل چیئر کے ذریعہ ہوٹل لایا گیا۔حادثہ کے وقت ہی ڈرائیور کو پولیس نے حراست میں لے لیا تھا۔ہوٹل میں پولیس والے پوچھ تاچھ اور قانونی کاروائی کے لئے آئے۔ساتھ میں ڈرائیور کا باپ بھی تھا۔میرے بیڈ کے سامنے زمین پر بیٹھا ہوا تھا کچھ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ ڈرائیور جس قبیلے کا ہے وہ بہت بڑا قبیلہ ہے۔ڈرائیور کو بچانے کے لئے کافی رقم ادا کرسکتا ہے۔آپ رقم لے لیں۔میں نے صاف انکار کر دیا کہ رقم نہیں چاہئے۔میں نے ڈرائیور کو معاف کیا۔جب ڈرائیور کے باپ کو پولیس والے نے بتایا کہ ان لوگوں نے تمہارے بیٹے کو معاف کر دیا ہے۔تو وہ رونے لگا،عربی میں کچھ کہنے لگا عربی جاننے والے حضرات نے بتایا کہ وہ یہ کہہ رہا تھا جس طرح آپ نے ہم پر رحم کر کے معاف کر دیا ہے اللہ تعالیٰ آپ پر بھی رحم کرے۔ڈرائیور کو معاف کرنے کے لئے پنچ نامہ تیار کیا گیا۔جس میں حسین میاں،سید سلطان اشرف اور بہن زہرہ فاطمہ اور میں نے دستخط کئے اور انگوٹھا لگایا۔جب میں پنچ نامہ پر انگوٹھا لگا رہا تھا اور دستخط کر رہا تھا تو پولیس والا کہہ رہا تھا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

میں بیڈ پر بیٹھا ابو کی یاد میں آنسو بہا رہا تھا۔پولیس والے عربی کچھ بولنے لگے۔

جو میں نے سنا وہ یہ تھا رمضان،بقیع،عمرہ،مدینہ،اس کا مفہوم یہ تھا کہ آپ آنسو بہا رہے ہیں۔ آپ کے والد تو خوش نصیب ہیں کہ رمضان کا مہینہ،جنت البقیع کا قبرستان،مدینہ منورہ کی سرزمین۔ان کی باتوں سے مجھے تسلی ہوئی۔حادثہ کی خبر سن کر ممبئی سے میرے چھوٹے بھائی معین المشائخ سید معین میاں،چھوٹی بہن زہرہ فاطمہ،جناب اسلم لاکھا اور کئی لوگ مدینہ منورہ پہونچے۔میرے بڑے بھائی عالی جناب سید علی اشرفی جیلانی پاسپورٹ کی وجہ سے نہیں آسکے تھے۔

تمام قانونی کاروائی کے بعد پولیس افسران نے ہمیں پاسپورٹ واپس کیا۔سعودی حکومت نے ہر

موڑ پر ہمارا تعاون کیا اور منصفانہ رول ادا کرتے ہوئے معاوضہ دلانے کی بھرپور کوشش کی۔ ہندوستان واپس ہونے کے بعد سعودی حکومت نے انڈین ایمبیسی کے ذریعہ جو اس وقت ہندوستان کا جنزل قونصلیٹ چرنجیولال تھے۔ان کے ذریعہ مکتوب روانہ کیا۔جس میں تحریر تھا کہ شیخ کی بیوہ بینک اکاؤنٹ کھولے۔حکومت کی جانب سے ان کو معاوضہ دیا جائے گا۔امی، کنیز فاطمہ نے صاف انکار کر دیا کہ میرے بچوں نے جب معاف کر دیا ہے تو مجھے معاوضہ نہیں چاہئے۔میں بھی معاف کرتی ہوں۔سعودی حکومت کا منصفانہ رویہ قابل ستائش تھا۔

۲۱رسال کے بعد میں نے ابو کی شہادت کا آنکھوں دیکھا حال قارئین کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

ابو یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

یہ شعر جب بھی سنتا ہوں ابو کی یاد تازہ ہوجاتی ہے۔

شہیدراہ مدینہ اشرف المشائخ حضرت علامہ
سیدشاہ انواراشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کامختصرتعارفی خاکہ

ولادت	:	۱۔۷۔۱۹۳۷ء
جائے ولادت	:	بسکھاری شریف فیض آباد۔یوپی
اسم گرامی	:	سیدانواراشرف عرف مثنیٰ میاں
نسب	:	حسنی حسینی نجیب الطرفین سید
تعلیم	:	ایم اے،ڈی پی،ایل ایل ڈی آئی ایم آرٹی، عالم فاضل الہ آباد بورڈ۔یوپی
سجادگی	:	سجادہ نشین درگاہ حضرت سید سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھوچھہ شریف
بیعت وخلافت	:	آپ کے والد گرامی شیخ المشائخ حضرت السید الشاہ جلیل اشرف الاشرفی الجیلانی نے آپ کو اپنا خلیفہ وجانشین متعین فرمادیا تھا والد گرامی کے ہی دست حق پرست پر آپ کو شرف بیعت بھی حاصل تھا۔
شجرۂ طریقت	:	آپ کا سلسلہ نسب غوث اعظم سے ملتا ہے یعنی اولاد غوث اعظم ہیں مگر شجرۂ طریقت قادریہ چشتیہ اشرفیہ ہے۔
رشدوہدایت	:	آپ کے در سے ہمیشہ رشد و ہدایت کا دریا جاری رہتا، آپ کی ذات رشد و ہدایت کا روشن منارہ تھی ، یہی وجہ ہے کہ آپ کے

دست حق پرست پر ہزاروں گم گشتگان راہ نے توبہ کئے اور شرف بیعت حاصل کیا اور صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔

حج وزیارت : آپ نے متعدد بار حج بیت اللہ اور عمرہ کا شرف حاصل کیا۔ کربلا۔ نجف شریف، بغداد، مسجد اقصیٰ و بیت المقدس جیسے متبرک مقامات کی زیارت حاصل کی۔

دینی وملی خدمات: پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی و ملی تعلیمی وسیاسی وسماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے دینی تعلیم وتعلم ترویج واشاعت کی خاطر آپ نے ملک کے مختلف مقامات پر ایک درجن سے زائد مدارس و دارالعلوم قائم کئے جو الحمدللہ بدستور جاری ہیں اور وہاں سے علم دین کی روشنی دن بدن تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے۔

اوصاف وخصوصیات: آپ کی ذات مجموعہ محاسن اور سرچشمہ کمالات تھی رشد و ہدایت اصلاح و دعوت اور توکل و اعتماد مردم شناسی، معاملہ فہمی، دینی فراست، سیاسی بصیرت حق گوئی و بے باکی جرأت و ہمت قوم وملت کی فلاح و بہبود امت مسلمہ میں اتحاد کی خواہش

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
تمام عمر اسی میں تمام ہو جائے

رحلت پرعوام وخواص کا تاثر: آپ کی رحلت پر علماء دانشور اور سیاست دانوں نے سخت افسوس کا اظہار کیا ہر کوئی اعتراف کئے بغیر نہ رہا کہ آپ کا

ہمارے درمیان سے رخصت ہو جانا قوم وملت کا نا قابل تلافی نقصان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم اپنے عظیم قائد اور مخلص رہنما سے محروم ہوگئی آپ کے جنازے پر اورکندھا دینے کے لئے جنت البقیع شریف تک لاکھوں ہندوستانی اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کا ہجوم تھا آپ کے چہرے اور پیشانی کے نورکو دیکھ کر ہجوم محو حیرت تھا مقامی عرب دیکھتے تو یوں ھٰذا مومن کامل ھٰذا رجل صالح

تدفین : جنت البقیع شریف کہ جہاں اہل بیت اطہار کے علاوہ دس ہزار صحابہ کرام آرام فرما ہیں آپ انہیں نفوس قدسیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے درمیان ابدی نیند سو رہے ہیں آپ کو بہت ساری حاصل ہونے والی سعادتوں میں سے یہ بھی ایک سعادت کبریٰ اورنعمت عظمیٰ ہے۔

رحلت : ۱۱رنومبر ۲۰۰۳؁ءمطابق رمضان المبارک ۱۴۲۴؁ھ،بروزمنگل

موت آئے تو درِ پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

دوسراباب۔۔۔۔۔۔شجرۂ مبارکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

هُوَ الْقَادِرُ　　هُوَ الْمُعِيْنُ　　هُوَ الْاَشْرَفُ

مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ

شجرہ مبارکہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ اشرفیہ

حضور شہید راہِ مدینہ اشرف المشائخ پیر طریقت رہبرِ راہ شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ

انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان

(مدفون جنت البقیع) سابق سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

بیشک اللہ تعالیٰ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔

اَفْضَلُ الذِّکْر

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ)

مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمُبْدِئِ الْمُعِیْدِ الْغَنِیِّ الْحَمِیْدِ ذِی الْعَفُوِّ الْوَاسِعِ وَالْعِقَابِ الشَّدِیْدِ مَنْ ھَدٰہُ فَھُوَ السَّعِیْدُ السَّدِیْدُ، وَمَنْ اَضَلَّہٗ فَھُوَ الطَّرِیْدُ الْبَعِیْدُ، وَمَنْ اَرْشَدَ، اِلٰی سَبِیْلِ النَّجَاةِ وَوَفَّقَہٗ فَھُوَ الرَّشِیْدُ کُلَّ الرَّشِیْدِ، یَعْلَمُ مَا ظَھَرَ وَمَا بَطَنَ، وَمَا خَفِیَ وَمَا عَلَنَ، وَمَا ھَجَنَ وَمَا کَمُلَ، وَھُوَ اَقْرَبُ اِلٰی کُلِّ مُرِیْدٍ مِّنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ، قَسَّمَ الْخَلْقَ قِسْمَیْنِ، وَجَعَلَ لَھُمْ مَنْزِلَتَیْنِ، فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ، اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وَرَغَّبَ فِیْ ثَوَابِہٖ، وَرَھَّبَ مِنْ عِقَابِہٖ، وَلِلّٰہِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ، وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْھَا وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ اَحْمَدُہٗ وَھُوَ اَھْلُ الْحَمْدِ وَالتَّحْمِیْدِ، وَاَشْکُرُہٗ وَالشُّکْرُ لَدَیْہِ مِنْ اَسْبَابِ الْمَزِیْدِ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ ذُوالْعَرْشِ الْمَجِیْدِ، وَالْبَطْشِ الشَّدِیْدِ شَھَادَةً کَافِلَةً لِّیْ عِنْدَہٗ بِاَعْلٰی دَرَجَاتِ اُوْلِی التَّوْحِیْدِ، فِیْ دَارِ الْقَرَارِ وَالتَّائِیْدِ، وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہُ الْبَشِیْرُ النَّذِیْرُ، اَشْرَفُ مَنْ اَظَلَّتِ السَّمَآءُ وَاَقَلَّتِ الْبَیْدُ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْلِیْمًا کَثِیْرًا وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اُوْلِی الْمَعُوْنَةِ عَلَی الطَّاعَةِ وَالتَّائِیْدِ صَلَاةً دَائِمَةً فِیْ کُلِّ حِیْنٍ تَنْمُوْ وَتَزِیْدُ، وَلَا تَنْفَدُ مَا دَامَتِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةُ وَلَا تَبِیْدُ۔

سلسلۂ بیعت

شجرہ

عالیہ چشتیہ اشرفیہ

الحمدللہ رب العلمین والصّلوۃ والسّلام علی سیّدالانبیاء والمُرسلین وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

۱۔الٰہی بحرمت حضرت سید عالم فخر بنی آدم سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔الٰہی بحرمت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زوج فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

۳۔الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ عبدالواحد ابن زید رحمۃ اللہ علیہ

۵۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ

۶۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سلطان ابراہیم ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سدیدالدین حذیفہ المرعشی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ امین الدین ہبیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ

۹۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ ممشاد علی دینوری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ ابواسحاق شامی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ ابو محمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ شریف رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ قطب الحق والدین قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ نظام الدین محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ عثمان اخی سراج الحق والدین آئینہ ہند رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ علاؤ الحق والدین گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت مخدوم سلطان اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی

۲۴۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید حاجی الحرمین کریم الطرفین سید عبد الرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید شاہ حسین قتال رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید شاہ جعفر عرف شاہ لاڈ کٹہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید شاہ حاجی چراغ جہاں رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید شاہ محمود شمس الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ جعفر رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ مبارک اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ ابو المعانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ ہدایت اللہ اشرف رحمتہ اللہ علیہ

۳۳۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ نور اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ نشان اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ عماد الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ حاجی عزیز اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ سید شاہ کمال اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔الٰہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ سید شاہ جلیل اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔الٰہی بحرمت شہید راہ مدینہ اشرف المشائخ حضرت سید شاہ انوار اشرف
عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ

عالیہ قادریہ اشرفیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ

۱۔ الٰہی بحرمت حضور سید عالم فخر بنی آدم خاتم الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

۲۔ الٰہی بحرمت حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ زوج فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ االٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ غوث صمدانی محبوب سبحانی قطب ربانی میر ابومحمد سیدمحی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی حداد رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الیمین ابوالغیث ابن محمد جمیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فاضل ابن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عبید غلیثی رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مخدوم جلال الدین بخاری جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ الٰہی بحرمت حضرت غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت مخدوم سلطان اوحدالدین میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ الٰہی بحرمت حضرت حاجی الحرمین الشریفین حضرت سید عبدالرزاق نورالعین رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید حسین قتال رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ الٰہی بحرمت حضرت شاہ سید جعفر عرف لاڈ کٹہ نواز رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ حاجی چراغ جہاں رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ محمود الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ علی اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ الٰہی بحرمت سید شاہ حسن شریف رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ الٰہی بحرمت سید شاہ محامد شہید رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ محمد مکی رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ نعمت اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ زکریا اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ حسن الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ عزیز اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ الٰہی بحرمت حضرت سید شاہ کمال اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ الٰہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ سید شاہ جلیل اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ الٰہی بحرمت حضرت شہید راہ مدینہ اشرف المشائخ حضرت پیر طریقت سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی، سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجرۂ نسب

تارک السلطنت حضور غوث العالم محبوب یزدانی سلطان مخدوم اوحد الدین میر سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ

۱۔سید عالم فخر بنی آدم سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ زوج سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ابنہا حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ

۴۔ ابنہٗ حضرت امام زین العابدین رحمتہ اللہ علیہ

۵۔ ابنہٗ حضرت حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ ابنہٗ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ ابنہٗ حضرت سید اسمٰعیل اعرج رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ ابنہٗ حضرت سید ابوالحسن محمد رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ ابنہٗ حضرت سید اسمٰعیل خانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۰۔ ابنہ حضرت سید موسیٰ علی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ ابنہٗ حضرت سید ابوحمزہ احمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۔ابنہ حضرت سید حسین سیف رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ ابنہٗ حضرت سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ابنہٗ حضرت سید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ ابنہٗ حضرت سید اکمل الدین مباز رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ ابنہٗ حضرت سید محمد مہدی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ ابنہٗ حضرت سید علی اکبر خلیل رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ ابنہٗ حضرت سید نور بخش رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ ابنہٗ حضرت سید تاج الدین بہلول رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ ابنہٗ حضرت سید ظہیر الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ ابنہٗ حضرت سید نظام الدین محمد علی شیر رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ ابنہٗ حضرت سید عماد الدین نور بخشی رحمۃ اللہ علیہ

۲۳۔ ابنہٗ حضرت سید سلطان ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

ابنہٗ حضرت تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی مخدوم سلطان اوحد الدین
میر سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ النورانی رضی اللہ عنہ

بسم اللہ الرّحمٰن الرَّحیم

شجرۂ نسب

شہیدراہِ مدینہ پیرطریقت حضرت علامہ سیدشاہ انواراشرف المعروف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ الاشرفی الجیلانی سابق سجادہ نشین ،خانقاہِ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ

۱۔سیدالمرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

۲۔ امیرالمومنین حضرت علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم رضی اللہ عنہ زوج حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ ابنہا امیرالمومنین حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

۴۔ ابنہٗ سیدحسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ

۵۔ ابنہٗ سیدعبداللہ المحض رضی اللہ عنہ

۶۔ ابنہٗ سیدموسی الجون رضی اللہ عنہ

۷۔ ابنہٗ سیدعبداللہ ثانی رضی اللہ عنہ

۸۔ ابنہٗ سیدموسیٰ ثانی رضی اللہ عنہ

۹۔ ابنہٗ سیدداوٗدرضی اللہ عنہ

۱۰۔ ابنہٗ سیدشمس الدین محمدرضی اللہ عنہ

۱۱۔ ابنہٗ سیدیحییٰ زاہدرضی اللہ عنہ

۱۲۔ ابنہٗ سیدعبداللہ الجیلی رضی اللہ عنہ

۱۳۔ ابنہٗ سیدابوصالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ

۱۴۔ ابنہٗ قطب الاقطاب غوث الاعظم محبوب سبحانی سیدمحی الدین عبدالقادرجیلانی رضی اللہ عنہ

۱۵۔ ابنہٗ سید تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ ابنہٗ سید عماد الدین ابوصالح نصر رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ ابنہٗ سید ابونصر محمد رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ ابنہٗ سید سیف الدین یحیٰ حموی رحمتہ اللہ علیہ

۱۹۔ ابنہٗ سید شمس الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ ابنہٗ سید علاؤالدین علی رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ ابنہٗ سید بدرالدین حسن رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ ابنہٗ سید ابوالعباس احمد جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

۲۳۔ ابنہٗ سید عبدالغفور حسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ ابنہٗ حاجی الحرمین حضرت شیخ سید عبدالرزاق نورالعین پروردہ وہمشیر زادہ حضرت غوث العالم محبوب یزدانی وجانشین خاص حضور سید مخدوم سمنانی رضی اللہ عنہ

۲۵۔ ابنہٗ سید سید شاہ حسین قتال رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ ابنہٗ سید شاہ جعفر صدر عرف شاہ لاڈ کٹھ نواز رحمتہ اللہ علیہ

۲۷۔ ابنہٗ سید شاہ حاجی چراغ جہاں رحمتہ اللہ علیہ

۲۸۔ ابنہٗ سید شاہ محمود اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۲۹۔ ابنہٗ سید شاہ محی الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۰۔ ابنہٗ سید شاہ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ

۳۱۔ ابنہٗ سید شاہ بسان رحمۃ اللہ علیہ

۳۲۔ ابنہٗ سید شاہ محمد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ ابنہٗ سید شاہ سعدالدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ ابنہٗ سید شاہ نعمت اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ ابنہٗ سید شاہ زکریا اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ ابنہٗ سید شاہ حسن الدین اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ ابنہٗ سید شاہ واحد اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ ابنہٗ سید شاہ جلیل اشرف رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ ابنہٗ شہیدراہ مدینہ اشرف المشائخ حضرت سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان

موت آئے تو درِ پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

تیسراباب۔۔۔۔۔۔دینی خدمات

دورِحاضر کی عبقری شخصیت

بحرالعلوم مفتی عبدالمنان صاحب شمس العلوم، گھوسی،
سابق صدرالمدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

عبادت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تیرے کوچے میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں

حضرت سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں صاحب علیہ الرحمہ بسکھاری ضلع فیض آباد سے میری ملاقات لگ بھگ تیس چالیس سال قبل زکریا مسجد ممبئی میں امام صاحب کے حجرے میں ہوئی۔

ان سے مل کر پہلا تاثر جو مجھ پر ہوا ان کی پرسنالٹی تھی وہ ایک خوش رو، خوش لباس، شریں کلام وخوش کلام فصیح اللسان تھے مجھ سے تعارف میں بتایا گیا کہ آپ حضور مخدوم اشرف کی اولاد میں سے ہیں اور یہاں ممبئی میں کسی سرکاری محکمہ میں ملازم ہیں اور ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ سرکاری ملازمت میں رہ کر رشوت سے سخت پرہیز کرتے ہیں میں نے حیرت سے پوچھا کمال ہے صاحب میں نے تو یہ سنا ہے کہ آج کل ایسے شخص کی زندگی سخت مشکل میں ہوتی ہے۔ آفس کے افراد نیچے سے لیکر اوپر تک مل کر ایسے شخص کو ہلکی سزا یہ دیتے ہیں کہ اس کا تبادلہ کرا دیتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا نہیں صاحب، ان کی ذمہ دارانہ کارکردگی۔ چوکس ڈیوٹی، فنی مہارت اور آفیشیل کارکردگی میں سب کی مدد۔ پھر خوش اخلاقی نے سب کو ایسا گرویدہ بنا رکھا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی آفس میں آپ کا وجود ضروری سمجھتے ہیں۔ میں نے کہا تو تب سید صاحب کو کسی بڑی خانقاہ کا سجادہ نشین ہونا چاہئے تھا اس شعبہ میں بھی انسانوں کی اصلاح کی بڑی ضرورت ہے اس پر سب ہنس پڑے۔

اس وقت میں ممبئی اکثر جاتا تھا اور سفر میں زکریا مسجد کی حاضری ضروری تھی اور ہر حاضری میں مثنیٰ میاں صاحب سے ملاقات ضرور ہوتی، اس لئے ان سے تھوڑی بے تکلفی بھی ہوگئی تھی اسی لئے اپنی قیام

گاہ پر ممبرا آنے کا بارہا تقاضا کرتے ایک سفر میں وقت نکال کر میں وہاں بھی حاضر ہوا سید صاحب سے تو ملاقات نہیں ہوئی مگر ان کے قائم کردہ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا ضلع تھانے کی شاندار دومنزلہ بلڈنگ دیکھی اس وقت وہاں کے شیخ الحدیث مولانا مفتی رفیق احمد صاحب مرادآبادی تھے۔

اس وقت ممبئی میں اسلامی دارالعلوم کے قیام کا رواج نہیں تھا دو ایک ادارے تھے تو ان کی ذاتی عمارتیں نہیں تھیں مسجد سے ہی تعلیم گاہ کا کام لیا جاتا تھا جب کہ اس وقت پورے ہندوستان کے مختلف صوبوں کے بہت سے اسلامی اداروں کی مالیات میں ممبئی کے اہل ثروت حضرات کی بھرپور خدمت شامل ہوتی تھی۔

حضرت سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی یہ بات مجھے بہت پسند آئی کہ انہوں نے اپنے دارالعلوم کی ذاتی عمارت بنوائی اور جب ان سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے اس اقدام کو بہت سراہا ادھر عرصہ سے میں نے سفر بہت کم کردیا اس لئے ان سے ملاقات تو نہیں ہوئی مگر آنے جانے والوں سے یہ خبر ضرور ملتی رہی کہ ریٹائیر ہونے کے بعد سے حضرت نے اپنی پوری توجہ دین و مذہب کی طرف کردی ہے اور وہ ایک عظیم شیخ طریقت اور وسیع حلقۂ ارادات کے مرشد گرامی ہوگئے ہیں، دینی ادارہ کا قیام اور انکی نگرانی میں حضرت کی محنت اور لگن ہے اور اسلام کی خدمت اور اہل اسلام کی ملی رہنمائی ان کا شوق بن گیا ہے ہر خبر وجہ شادمانی ہوئی کہ

ایں کار از تو آید ومرداں چنیں کنند

گزشتہ سال رمضان المبارک میں خوش قسمتی سے مدینۂ پاک کی حاضری نصیب ہوئی آپ کے اس حادثہ کی خبر ملی مجھے بتایا گیا کہ مکہ سے چل کر مدینہ شریف کے حدود میں چندمیل اندر آئے تھے کہ یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا اگر تھوڑی دیر پہلے یہ سانحہ واقع ہوتا تو آپ کا جسم مکہ شریف کے انتظامیہ کے سپرد ہوتا اور آپ وہیں سپرد خاک ہوتے حرم مکہ بھی سبحان اللہ بے حد متبرک اور منظور قلب ونظر سرزمیں ہے مگر عاشقانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خاک طیبہ کی لذت اور دل آویزی پوچھئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو نکو نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر اے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

اے سیدمحترم بے شک آپ شہیدراہ محبت ہیں اور قتیل کوچۂ وفا، آپ کی طلب صادق اور آرزو مکمل اور جاندار تھی اور یہ برق رفتار سفر آپ کی آرزو کی تکمیل کا سامان کشاں کشاں لئے جاتی ہے آرزوئے وصال، رواں دواں تیرے نزدیک آئے جاتے ہیں۔

ایک نقطہ قابل غور ہے آپ کی کار سومیل کی رفتار سے منزل مقصود کی طرف بڑھ رہی تھی اندھیرے میں سڑک پہ کھڑے ہوئے ایک ٹینکر سے ٹکرائی بلکہ اس کے اندر گھس گئی اور کرین کے ذریعہ ٹینکر اوپر اُٹھایا گیا تو مشکل سے کار اس کے نیچے سے نکالی گئی حادثہ اتنا شدید تھا کہ کار اور اس کے اندر بیٹھنے والوں کو چکنا چور ہو جانا چاہئے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الشهداء خمسة المطعو ن و المبطو ن و الغريق و صاحب الهدم و الشهيدُ فی سبيل لله** ۔

شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں جو طاعون میں مرے، جو ہیضہ میں مرے، جو ڈوب کر مرے اور جو دب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا میدانِ جنگ میں مارا جائے (مشکوٰۃ شریف)

میدان جنگ میں شہید ہونے والے کو کاری زخم کھانے پر خون کے فوارے چھوٹتے ہیں، جو دب کر شہید ہو وہ کچلا جاتا ہے ہڈیاں چور چور ہو جاتی ہیں اور آپ کی کار پر تو لوہے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا ہمرائیوں سمیت آپ کا تو قیمہ ہی بن جانا چاہئے تھا مگر آپ کی شہادت کی شان نرالی تھی ساتھ والوں میں کسی کا پاؤں ٹوٹا، کسی کا سر پھوٹا کسی کی کمر پر مار پڑی مگر اس شہید محبت کو نہ کوئی زخم لگا نہ ایک قطرہ خون بہا مگر میدان شہادت آپ کے ہی ہاتھ آیا سبحان اللہ۔

تیرے کشتہ کی آئی موت تو کس شان سے آئی
دلہن بن کر قضا آغوش پھیلائے اتر آئی

حرمین طیبین کی خاک مبارک پر ہر سال ہزاروں خوش قسمت آفاقی اللہ کو پیارے ہوتے ہیں حرم محترم میں ان کا جنازہ نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے ہمرائیوں میں سے چند آدمی جنازے کے ساتھ قبر تک جاتے ہیں مگر اس شہید محبت کے جنازے میں عجمی، مصری، افریقی، یمنی، ہندوستانی و پاکستانی مختلف ملکوں کے لوگ موجود تھے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں کی سرگرم اور با مقصد زندگی

از قلم: رئیس القلم حضرت علامہ مولانا محمد یٰسین اختر مصباحی

بانی وصدر دارالقلم ذاکر نگر، نئی دہلی

عصا درکف عمامہ زیب سر پوشاک نورانی
گل باغ جلیل اشرف جمال قطب ربانی
شمع کی طرح جئیں بزم عالم میں
خود جلیں دیدۂ اغیار کو بینا کر دیں
ضمیر لالہ میں روشن چراغ آرزو کر دیں
چمن کے ذرے ذرے کو شہید جستجو کر دیں

عروس البلاد ممبئی عظمیٰ کی زرخیزی اورغریب پروری کا عالم میں شہرہ ہے یہاں کی رنگا رنگ زندگی کے جلوے نگاہوں کو خیرہ اور دلوں کو مسحور کر دیتے ہیں ساحل سمندر پر آباد یہ شہر آرزو اور انسانی سروں کا سیلاب بن کر ہر لمحہ رواں دواں رہتا ہے فلک بوس عمارتیں اور جھوپڑ پٹیوں کے مکین یوں تو مردم شماری کے حساب سے ایک کروڑ سے زیادہ کی تعداد میں یہاں آباد ہیں مگر ان کے درمیان ایسے لوگ کم ہی ہیں اور ان کی تعداد انگلیوں پر شمار کی جاسکتی ہے جن کے نام اور کام سے اہل شہر واقف ہوں پھر ان کے درمیان بھی ایسے خوش نصیب افراد مشکل سے ہی نظر آتے ہیں جو اپنی شہرت کے ساتھ نیک نامی اور خلق خدا کے نزدیک مقبولیت کے قابل افتخار نعمتوں کی دولت سے سرفراز ہوں۔

بحمدہ تعالیٰ اس ممبئی کے اندر مساجد اور مکاتب و جماعت خانے بڑی تعداد میں ہر مسلم علاقہ، محلہ کالونی اور تقریباً ہر روڈ، چال عمارتوں کی منزلوں میں رگ وریشے کی طرح پائے جاتے ہیں اسکول و کالج بھی ہیں اور انجمنیں اور تنظیمیں بھی ہیں یہاں کے مسلمان صاحب دولت ہونے کے ساتھ صاحب دل

بھی ہیں مذہب وملت کے ساتھ مخلص بھی ہیں مذہبی وملی کاموں میں دل کھول کر حصہ بھی لیتے ہیں صرف اپنے شہر نہیں بلکہ ملک کے دیگر علاقوں کے لئے بھی ان کا سینہ کشادہ ہے یہی وجہ ہے کہ بے شمار علماء و مشائخ واہل مدرسہ یہاں سے فیض یاب ہوتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض حضرات یہیں آباد ہوکر زندگی بھر کے لئے یہیں ہوکر رہ جاتے ہیں اور کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو اپنے اخلاص وایثار اور اخلاق وکردار سے اس شہر کے لئے فیض بخش اور فیض بار بھی ہوجاتی ہیں ان کا وجود اس شہر کے لئے باعث رحمت وبرکت بن جاتا ہے اور اہل شہر ان کے لئے اپنا دیدۂ دل فرش راہ کردیتے ہیں۔

اس ممبئی کی ایک ایسی ہی ممتاز اور نمایاں مذہبی روحانی شخصیت کا نام ہے انوار المشائخ شہید راہ مدینہ حضرت سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ (متولد یکم جولائی ۱۹۳۱ء بسکھاری آباد، ضلع امبیڈکر نگر یوپی) متوفی ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ ۱۱ ر نومبر ۲۰۰۳ (مدفون جنت البقیع مدینہ منورہ)

کچھوچھہ مقدسہ میں آرام فرما سلطان التارکین حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ آپ کے مورث اعلیٰ ہیں اپنے والد ماجد سید جلیل اشرف الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ والرضوان سے آپ کو بیعت اور اجازت وخلافت حاصل ہوئی اپنی سرکاری ملازمت اور پھر اس سے ریٹائرمینٹ کے بعد ایک مدت دراز تک ممبئی ہی میں مستقل قیام فرما کر شہید راہ مدینہ حضرت سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے اپنے تدبر وحکمت وبصیرت، معاملہ فہمی وسعت ظرفی وکشادہ قلبی اور اعلیٰ اخلاق وکردار کے ذریعہ اہل ممبئی کو اپنا گرویدہ بنالیا ان کی مذہبی روحانیت نے اپنے آبائی سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کو فروغ دیا جس کے صدقے میں بے شمار مریدین ومتوسلین آپ کے روحانی فیوض وبرکات سے مستفید اور سیراب ہوتے رہے آپ کی ذات مرجع خواص وعوام بن گئی اپنے بہت سے مسائل ومعاملات زندگی میں ممبئی کے لوگ آپ کی رہنمائی کے طالب ہوتے اور اپنی مشکلات آپ کے سامنے بیان کیا کرتے تھے جنھیں آپ ہمدردی کے ساتھ سنتے اور وسعت قلبی وفراخ دستی کے ساتھ ان کی چارہ گیری ومشکل کشائی کرتے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی توجہات ومساعی کا دائرہ وسیع اور ہمہ جہت تھا آپ کی شخصیت پر کشش اور طبیعت مرنجان مرنج تھی قناعت وخوش خلق، اعلیٰ ظرفی شیریں کلامی شفقت ومروت مہر محبت اور انسانیت نوازی کی بلند ترین اقدار وروایات کے آپ حامل اور امین تھے اور یقینا یہ صفات آپ کو وراثت میں ملی تھی اور آپ اپنے خانوادہ اشرفیہ کے قابل قدر ہی نہیں بلکہ گراں قدر نمونہ اور بہترین نمائندہ بھی تھے آپ اس خیال اور فکر کے حامل تھے کہ علما اور مشائخ کرام مسجد ومدرسہ وخانقاہ تک اپنے آپ کو محدود نہ رکھیں بلکہ وہ امت مسلمہ کی مذہبی اور نظریاتی رہنمائی کے ساتھ زندگی کے دیگر امور ومعاملات وملکی و عالمی احوال ومسائل پر بھی نظر رکھیں اور تحفظ ودفاع کی مناسب عملی تدابیر بھی اختیار کریں۔

ملی واجتماعی شعور کے ساتھ امت مسلمہ کی قیادت کریں کیونکہ وہ سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے نمائندے ہیں اور یہ ان کا یہ فرض منصبی اسی وقت صحیح معنی میں ادا ہوسکتا ہے جب وہ سواد اعظم کی ہمہ جہت رہنمائی اور نمائندگی کریں دوسروں کے لئے کوئی میدان چھوڑیں نہیں بلکہ بڑھ کر اپنی ہمت اور حکمت عملی کے ساتھ ان پر قابض اور دخیل ہو جائیں آپ مثبت مزاج اور تعمیری ذہن وفکر کے مالک تھے آپ بہت سے دینی وملی اور روحانی وتبلیغی کاموں کے ساتھ رضا اکیڈمی ممبئی کے بعض پروگراموں کی سرپرستی بھی کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ میں دینی وملی کام پسند کرتا ہوں اور کام کرنے والوں کا ہر ممکن تعاون کرتا ہوں اپنے انتقال سے تقریباً سال بھر پہلے آپ نے الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے معروف دانشور اور اردو زبان کے قادر الکلام شاعر حضرت ڈاکٹر سید امین میاں سابق استاذ شعبہ انگریزی یونیورسٹی علی گڑھ تحریر فرماتے ہیں۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں تقویٰ اور پرہیزگاری اور عبادت اور تسبیح اور صلوٰۃ کے ساتھ ترک لذات اور ترک نفسانیت کا غلبہ تھا صادق القول بے ریا بےنفس صابر وشاکر پیکر وتسلیم و رضا حق گو، حق جو حق پسند، سخی مہمان نواز، درویش صفت شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں دلوں پر حکمرانی کرتے تھے۔ ان کا روشن وتابناک چہرا گواہی دیتا تھا کہ یہ اپنے اسلاف کے روشن ماضی کی بیش بہا اور

منور کرتی ہیں اسی لئے مثنیٰ میاں اسم بامسمیٰ انوار المشائخ ہیں شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں کسی بھی مسلمان کو تکلیف میں دیکھ کر پریشان ہو جاتے اور زخم پر مرہم رکھتے ۔آنسوں پوچھتے اسے آہنی سلاخوں سے بچاتے اس کی گریہ وزاری سے تڑپ جاتے اور دامے درمے سخنے اس کی مدد فرماتے ۔فساد کے زمانے میں اپنی جان خطرے میں ڈال کر بے یارو مددگار افراد کی مدافعت اور معاونت کرتے یتیموں، محتاجوں، مسکینوں کو سینے سے لگاتے یہی اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول کی تعلیمات کا تقاضہ بھی ہے۔

آپ کے ایک امتیازی وصف اور جرات حق گوئی کا ذکر کرتے ہوئے اردو کے مشہور صحافی شمیم طارق (ممبئی) تحریر کرتے ہیں۔

''اللہ نے اقبال بلند کیا تھا اس لئے وقت کے ساتھ وہ ملت اور جماعت کی ضرورت بھی بنتے گئے علماء کے گروہ میں معاملہ فہمی کیساتھ انگریز دانی کے تحت وہ ممتاز تھے اس لئے جب کبھی جماعت اور مسلک کی ترجمانی کی ضرورت پیش آتی لوگوں کی نظر انتخاب آپ ہی پر پڑتی اور اللہ رب العزت نے آپ کو جو غیر معمولی قائدانہ صلاحیت عطا کی تھی اس کے سبب اس ذمہ داری کو نہایت ہی خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے بعض اوقات وہ اتنی جرأت کا مظاہرہ کر جاتے کہ دل سے آواز آتی کہ تائید غیبی کے بغیر یہ جرأت نہیں ہوسکتی'' روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی مورخہ ۲۰/اکتوبر ۲۰۰۵

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ملکی بین الاقوامی مسائل پر گہری نظر رکھتے تھے قوم وملت کا درد ان کے سینے میں موجزن تھا عالم اسلام اور مسلمانان ہند کے خلاف جب بھی کوئی سازش اور متعصّبانہ و جارحانہ منصوبہ سامنے آتا تو وہ بلا خوف خطر اس میں سینہ سپر ہو جاتے بساط بھر اپنی آواز عوام اور صحافت و سیاست سے وابستہ افراد تک پہنچاتے خطرے کو بھانپ کر قبل از وقت ہی اس کا سد باب کی تدبیر کرتے۔ مندرجہ ذیل سطور میں اسی کا ایک نمونہ حاضر خدمت ہے۔

آئین میں تبدیلی کی کوششوں کے لئے عروس البلاد ممبئی کے علمائے کرام کی طرف سے ممبئی میں تحفظ دستور ہند کمیٹی کے قیام کا اعلان کیا گیا۔

شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے نامہ نگاروں کو بتایا کہ دستور ہند میں تبدیلی کی کوشش ملک کی جمہوریت پسند عوام کے لئے تشویش کا باعث ہے انہوں نے کہا کہ آئین نے نہ صرف مسلمانوں بلکہ دیگر اقلیتوں کو بھی خصوصی حقوق دیئے ہیں اوراب اس بات کا خدشہ ہے کہ دستور میں تبدیلی کی کوششوں سے ان کے حقوق کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے دستور میں تبدیلی کی کوشش ملک کو مبینہ طور پر ہندوراشٹر بنانے کی سمت ایک قدم بتاتے ہوئے الزام لگایا کہ مرکزی حکومت نے آر ایس ایس کے خفیہ ایجنڈے پر عمل شروع کردیا ہےاور تشکیل کی گئی تحفظ دستور کمیٹی کا مقصد دستور میں تبدیلی کی کوششوں کی مخالفت ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس فیصلہ کے خلاف کمیٹی کے تحت احتجاجی پروگرام اور مظاہرے کئے جائیں گے اور دستور میں تبدیلی کی کسی بھی کوشش کی ملک گیر سطح پر مخالفت کی جائے گی اور اس کے خلاف تحریک چھیڑی جائے گی۔

شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے اندیشہ ظاہر کیا کہ آئین میں تبدیلی کے ذریعہ مسلم پرسنل لاء میں تبدیلی کی راہ ہموار کی جائے گی وندے ماترم کو قومی گیت بنایا جائے گا عبادت گاہوں سے متعلق قانون میں ترمیم کرکے انہیں خطرے میں ڈال دیا جائے گا اور یوں ہی نہیں بلکہ اس ملک کی اقلیت کو چاہے وہ مسلم ہوسکھ ہو،عیسائی یادلت ہواسے دوسرے درجے کا شہری بنادیا جائے گا۔

انہوں نے کہا یہ بھی خطرہ ہے کہ اقلیت کو ووٹ دینے کے حق سے محروم نہ کردیا جائے۔

شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے مزید کہا کہ تحفظ دستور کمیٹی کو علمائے کرام کی تائید اور حمایت حاصل ہے ایک سپریم باڈی بنائی گئی جس میں بذات خود شریک ہیں ان کے علاوہ مولانا منصور علی خان، مولانا سید سراج اظہر رضوی وغیرہ شامل تھے رضا اکیڈمی ممبئ کے جنرل سیکریٹری الحاج محمد سعید نوری اور دیگر تنظیموں کے علمائے کرام بھی اس کمیٹی کے ساتھ ہیں۔

شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے ملک کے تمام شہریوں سے اپیل کی کہ وہ بلاتفریق مذہب و

ملت دستور ہند بچانے کے لئے علمائے کرام کی اس تحریک میں شامل ہو جائیں تا کہ ملک کو ایک ہندو راشٹر بنانے سے روکا جاسکے (روزنامہ انقلاب ممبئی مورخہ ۱۰ فروری ۲۰۰۰)

گجرات سے ایودھیا اور ایودھیا سے گجرات تک برپا رام مندر تحریک کی اشتعال انگیزی اور اپنے فرقہ پرستانہ جنون کو خونیں شکلیں دینے کے لئے ایک منصوبہ بند سازش کے تحت ۲۷ فروری ۲۰۰۲ کو گودھرا (گجرات) میں سابرمتی ایکسپریس کی بوگی نذر آتش کردی گئی اور اس بے بنیاد انتقام کے طور پر انتہائی پسند فرقہ پرستوں نے گجرات کے دو تین ہزار مسلمانوں کا قتل عام کیا اور اس پوری سازش میں حکومت گجرات کو عام طور پر شریک مانا گیا گجرات کے حالات جب انتہائی خطرناک رخ اختیار کر گئے تو ۴ / مارچ ۲۰۰۲ء کو مراٹھا پتر کارسنگھ میں شہر ممبئی کی نمائندہ تنظیموں نے ایک ہجوم پریس کانفرنس کی جس میں ان تنظیموں کی نمائندگی کرتے ہوئے شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے فرمایا:

گودھرا میں سابرمتی ایکسپریس کی بوگیاں جلانے میں مسلمان کسی بھی طرح ملوث نہیں تھے۔ یہ کام ایک سوچی سمجھی اسکیم کے تحت انجام دیا گیا ہے جس میں حکومت گجرات برابر کی شریک ہے مسلمانوں نے اس موقع پر اپنے آپ کو قابو میں رکھا ہوا ہے ورنہ پورے ملک میں بدامنی پھیل جاتی البتہ اس سلسلہ میں مرکزی حکومت کا رویہ انتہائی افسوس ناک ہے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے کہا وشو ہندو پریشد، آر ایس ایس، بجرنگ دل، وہ فرقہ وارانہ پرست تنظیمیں ہیں جو اکثر حکومت کو چیلنج کرتی رہتی ہیں اور اگر حکومت اپنا رویہ سخت کرلے تو اس طرح کا کوئی حادثہ نہیں ہوسکتا۔

ساڑھے چار سو سالہ قدیم مسجد شہید کئے جانے کے باوجود مسلمان صبر وضبط کررہا ہے اس کا موقف یہ ہے کہ کورٹ کے فیصلے کا منتظر ہے کہ وی ایچ پی اور اس کی ہمنوا تنظیمیں محض دادا گیری کے بل بوتے پر بابری مسجد کی جگہ رام مندر تعمیر کرنے پر بضد ہیں۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے کہا کہ ہم نے انتہائی سنجیدگی کے ساتھ اپنے مطالبات حکومت

تک پہونچانے کی کوشش کی تا کہ اس جمہوری ملک کا نظام درہم برہم نہ ہو، انھوں نے مطالبہ کیا کہ گجرات حکومت کو برطرف کیا جائے اور فساد زدہ علاقے فوج کے حوالے کر دیا جائے۔

انہوں نے کہا کہ حکومت ہند اور خاص طور پر حکومت اتر پردیش ملک کے دستور اور سیکولر ڈھانچہ کے تحفظ میں مکمل طور پر ناکام ہے (روزنامہ اردو ٹائمز روزنامہ نو ہندوستان مورخہ ۵/مارچ ۲۰۰۲ء)

اسی طرح ۱۴مارچ کو پولس کمشنر آف ممبئی کی طلب کی گئی میٹنگ میں شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے جرأت وحق گوئی کے ساتھ اظہار خیال کیا اور قیام امن کی اپیل کی میٹنگ نہایت اعلیٰ سطح کی تھی جس میں عمائدین شہر پولیس افسران اور مختلف طبقات و مسالک کے نمائندہ افراد شریک تھے (۱۵/مارچ ۲۰۰۲ء کو ممبئی شائع ہونے والے اخبار میں تفصیلی رپورٹ دیکھیں)

۲۳/اپریل ۲۰۰۲ء کو ایوان غالب، ماتا سندری لین، نئی دہلی ۲ میں رضا اکیڈمی ممبئی کی طرف سے ہونے والے عظیم الشان ''جمہوریت'' بچاؤ کنونشن کی صدارت شہید راہِ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے فرمائی یہ کنونشن گجرات قتل عام کے پس منظر میں تھا۔ الحاج محمد سعید نوری، ڈاکٹر شفیق الرحمٰن برق، حاجی معین الدین اجمیری، مولانا محمد عاصم القادری اس کنونشن کے انتظام وانصرام میں پیش پیش تھے۔ راقم السطور بھی ان کا معاون تھا اس کنونشن کی نظامت کے فرائض مولانا ادریس بستوی نے انجام دیئے قاری عبد السمیع قاضی کان پور شہر، مفتی مکرم احمد، مولانا شیر محمد رضوی مولانا فضل الحق کوٹوی۔ ودیگر علمائے کرام وائمہ مساجد کے علاوہ جن قائدین اور لیڈران نے اس کنونشن کو خطاب کیا ان میں صلاح الدین اویسی، غلام محمود بنات والا، مولانا عبید اللہ خان اعظمی، شاہد صدیقی، عزیز برنی، ارجن سنگھ، کپل سبودھ کانت سہائے، سمرن جیت سنگھ مان کے نام نمایاں ہیں (تفصیل ۲۴اپریل ۲۰۰۲ء کے اخبار) دہلی میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲۰۰۳ میں جب ایودھیا کے تعلق سے کانچی کے شنکرا چاریہ کا فارمولا میڈیا میں زیر بحث آیا تو اس کے مضر اثرات پر غور کرنے کے لئے شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں کی صدارت میں جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سونا پور ممبئی ۸ میں علمائے اہل سنت کی ایک میٹنگ ہوئی جس میں مولانا منصور علی خان ومولانا سید

سراج اظہر رضوی والحاج سعید نوری وغیرہ شریک تھے شرکائے میٹنگ نے غور خوض کر کے اس فارمولہ کو مسترد کردیا جس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا مسلمان رفتہ رفتہ بابری مسجد سے دست بردار ہوجائیں۔

عالمی پیمانے کا حادثہ جو آج تک دنیا کا پیچھا کر رہا ہے اور امت مسلمہ اس سے متاثر ہو رہی ہے وہ خلیجی جنگ مسلم ممالک میں رونما ہونے والا بحران ہے جنگ عراق کے خاتمہ کے بعد امریکی سازش ایک نئے لبادہ میں سامنے آئی امریکی سفیر متعینہ عراق نے صدر صدام حسین سے ایک ملاقات کے دوران مسئلہ کویت پر گفتگو کرتے ہوئے یہ کہا کہ عراق کسی وقت کویت پر قابض ہوجائے تو اس سے ہمیں کوئی سروکار نہیں صدام حسین اس سازش کا شکار ہو گئے اور ۲ اگست ۱۹۹۰ میں کویت کے اندر عراق نے اپنی فوجین اتار دیں جس کے خلاف عالمی سطح پر احتجاج اور اس بہانے عراق پر حملہ آور ہونے کا امریکہ کو موقع مل گیا چنانچہ ۱۷ جنوری ۱۹۹۱ء کو ۲۸ ر اتحادی ممالک کے ساتھ عراق پر دھاوا بول دیا گیا بالآخر عراق کو شرمندہ ہونا پڑا اور امریکی بازیگروں کو اپنا کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا جس کا سلسلہ آج تک دراز ہے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں نے جب تبلیغ سیرت کے وفد کی بغداد کانفرنس جنوری ۱۹۹۱ میں قیادت کی تو وہاں انہوں نے دیکھا کہ ہمارے علماء عربی زبان میں بات چیت کرنے سے قاصر ہیں شہید راہ مدینہ حضرت مثنی میاں چونکہ مدرسہ نہیں بلکہ اسکول وکالج سے تعلیم یافتہ تھے اس لئے عربی زبان نہیں بول سکتے تھے مگر انگریزی میں روانی کے ساتھ بات چیت اور تقریر کر لیتے تھے۔

الزوراہال، فندق الرشید (بغداد) کے ایک اجلاس کے سہ نفری صدارتی پینل میں شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں بھی تھے اور انہوں نے انگریزی زبان میں اظہار خیال کیا تھا اس کانفرنس میں دنیا کے مختلف ممالک اور مختلف طبقات ومسالک کے سیکڑوں علماء دانشور اور مندوبین نے شرکت کی تھی اور مسلم امہ کے حالات ومسائل پر تبادلہ خیال کیا تھا قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی صدر جمعیۃ علمائے پاکستان (متوفی ۱۴۲۴ھ ۱۱ دسمبر ۲۰۰۳) بھی اس کانفرنس میں شریک تھے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں مسلم مسائل اور ملکی وبین الاقوامی امور ومعاملات پر گفتگو اور انھیں

حل کرنے کے لئے مصلحتاً بعض اوقات دوسرے مذاہب ومسالک کے لوگوں پر مشتمل مخلوط اجلاس و نشست میں بھی اپنے مذہبی تصلب اور مسلکی تشخص کے ساتھ محتاط ومشروط شرکت کیا کرتے تھے جس کا ذکر گزشتہ سطور میں آچکا ہے۔

۲۰۰۳ میں جب کیمیاوی اسلحہ وغیرہ کے بہانے عراق کے خلاف امریکی جارحیت شروع ہوئی تو اس کے خلاف شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں سرگرم ہوگئے چنانچہ ۲۹ جنوری ۲۰۰۳ کو مراٹھی پتر کار سنگھ ممبئی کی کانفرنس میں دیئے گئے آپ کے بیان کی رپورٹ اخبار کے اندر اس طرح شائع ہوئی۔

عرب ممالک کے مقابلے میں عراق نے ہمیشہ ہندوستان کی حمایت کی ہے۔ لہٰذا ان مشکل لمحات میں اس کا ساتھ دینا ہمارا اخلاقی فرض ہے امریکی جارحیت پسند نے عراق کو پریشان کر رکھا ہے اس خیالات کا اظہار رضا اکیڈمی آل انڈیا تنظیم ائمہ مساجد، آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت، آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء آل انڈیا تبلیغی سیرت کی جانب سے منعقدہ ایک مشترکہ کانفرنس میں شہید راہ مدینہ حضرت انوار اشراف مثنیٰ میاں نے کیا۔

انہوں نے کہا کہ امریکہ بڑی آسانی سے دوسروں کو دہشت گرد قرار دیتا ہے مگر حقیقت میں وہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے (روزنامہ اردو ٹائمز ۳۰ جنوری ۲۰۰۳)

مسئلہ فلسطین اور آزاد بیت المقدس کے بارے میں بھی آپ نے بارہا اپنی آواز بلند کی اسی طرح دیگر اہم عالمی وملکی امور ومعاملات میں بھی آپ خصوصی دلچسپی لیا کرتے تھے اور جرأت واستقامت کے ساتھ نقطہ نظر عوام اور میڈیا و گورنمنٹ کے سامنے پیش کیا کرتے تھے۔

شہید راہِ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں صرف گفتار کے غازی نہیں تھے بلکہ کردار کے بھی غازی تھے آپ نے علم کی روشنی پھیلانے اور نونہالان قوم کو دینی وعصری تعلیم کے لئے آراستہ کرنے کے لئے ممبئی و اتر پردیش و گجرات میں متعدد مدارس اور ادارے قائم کئے اور ان کے عمدہ نظم ونسق وتعلیم وتربیت کی طرف خصوصی توجہ دی وہ ان مدارس کو زیادہ سے زیادہ با مقصد اور مفید بنانا چاہتے تھے ان مدارس کے

طلبہ کی صلاحیت اور شخصیت کو ابھارنا چاہتے تھے تا کہ وہ خود اعتمادی کے ساتھ قوم وملت کی بہتر خدمت اور اسکی ہمہ جہت قیادت کرسکیں۔

آپ کے قائم کردہ کچھ مدارس اور اداروں کے نام یہ ہیں۔

(۱) جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سونا پور

(۲) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا

(۳) مدرسہ کنیزان فاطمہ کوسہ ممبرا

(۴) دارالعلوم قادریہ اشرفیہ دمن گجرات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمانوں کی ہر آبادی میں ہر محلہ اور ہر کالونی میں کوئی نہ کوئی مدرسہ ومکتب ضرور ہونا چاہیے یہ وقت کی ضرورت اور حالات کا تقاضہ ہے جس کی طرف مسلمانوں کو خصوصی دھیان دینا ضروری ہے گویا آپ کا پیغام تھا کہ:

جہاں میں جہاں بھی جگہ پایئے
مدرسہ بناتے چلے جایئے

آپ کی خواہش تھی کہ مدارس کے طلبہ علوم اسلامیہ وعصری تعلیم کے ساتھ عربی زبان میں لکھنے بولنے کی اچھی صلاحیت کے حامل ہوں اسی مقصد سے اپنے صاحبزادے مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کو جامعہ ازہر مصر بھیجنا چاہتے تھے مگر آپ کی اچانک رحلت کی وجہ سے یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا میرا وجدان کہتا ہے کہ شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں کی بھی وہی قلبی خواہش وآرزو ہوگی جس کا محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد محدث اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۱/ ۱۹۶۱) نے اپنے اس شعر میں کیا تھا۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی زمیں ہو شہ سمناں کے قریب

آپ کی خوش بختی تھی کہ موت آئی تو شہادت کے ساتھ اور وہ بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار رحمت میں جو ایک مرد مومن کے لئے کسی معراج سے کم نہیں

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا کیا کرتے تھے کہ **اللھم ارزقنی شھادۃً فی سبیلک واجعل موتی فی بلد رسولک**

اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول کے شہر مقدس میں موت نصیب فرما اور شہر رسول میں موت ایسی ایمانی سعادت ہے جسے حاصل کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ترغیب دی۔

حدیث میں ہے، تم میں سے جس سے ہو سکے وہ مدینہ میں مرے جو مسلمان مدینہ میں مرے گا اس کا میں شفیع اور گواہ بنوں گا۔

چنانچہ ہوا یہ کہ شہید راہِ مدینہ حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ جاتے ہوئے ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۴ / ۱۱ نومبر بروز منگل مدینہ طیبہ کے قریب ایک کار حادثہ میں شہید ہو گئے آپ کے دونوں صاحبزادگان سید حسن اشرف و سید حسین اشرف بھی زخمی ہوئے مگر بفضلہٖ تعالیٰ و بکرمہ حبیبہ الاعلیٰ جل وعلا و صلی اللہ علیہ وسلم کچھ علاج و معالجہ کے بعد صحت یاب ہو گئے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی جنت البقیع شریف مدینہ منورہ میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں تدفین ہوئی اس موقع پر الحاج محمد سعید نوری و محمد سہیل رضوی و محمد توفیق رضوی بھی موجود تھے۔

دیار رسول میں شہادت اور جنت البقیع مدینہ منورہ میں تدفین کی سعادت یقیناً ایک ایسا مژدہ شفاعت و نجات ہے کہ

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

استاذ گرامی بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب اعظمی مدظلہ العالی اس عظیم شرف و سعادت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

جنازے کے ساتھ ہزاروں عربی، عجمی، مصری، افریقی، یمنی، ہندوستانی، پاکستانی مختلف قومیتوں اور رنگوں کا جلوس تھا اگلی صف میں مولوی محمد سعید نوری مہتمم رضا اکیڈمی ممبئی اور ان کے برادر خرد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قصیدہ درود (کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروڑوں درود) بے خودی کے عالم میں پڑھ رہے تھے۔

مولانا شکیب ارسلان جو اس جنازے میں شریک تھے کہتے ہیں کہ پورے ماحول پر ایسی وارفتگی کا عالم تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی جنازے میں ایسا منظر نہیں دیکھا بعد دفن ایک یمنی اہل دل نے بڑی دیر تک عربی زبان میں ایسی لمبی پر تاثیر اور دل گیر دعاء کی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قدرت نے چاہا کہ

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث پاک ہے کہ جسے حاکم نے مستدرک جلد اول صفحہ ۳۶۷ پر ذکر کیا ہے جو جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے مرتے وقت اسی سرزمین پر ہانک کر لایا جاتا ہے چاہے زندگی میں کہیں بھی رہا ہو۔

یعنی جو مٹی جس کی خمیر ہوتی ہے مرتے وقت دفن ہونے کے لئے وہ اسی سرزمین پر لایا جاتا ہے اس سے حقیقت روشن ہوگئی کہ شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا اصلی وطن مدینہ شریف ہی تھا اور آپ کا خمیر خاک طیبہ کا غبار تھا اس لئے

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
انوار فضل و شرف کا ماہِ منیر تھا

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ جب بھی مدینہ طیبہ حاضری دیتے تو وہاں قیام پذیر ایک ڈاکٹر منور ملک صاحب بڑی عقیدت کے ساتھ آپ کی صحت کی نگرانی اور مناسب علاج کرتے تھے وہ لکھتے ہیں کہ

''بہ حیثیت معالج بھی ان کے دندان مبارک کی تشخیص وعلاج کا شرف مجھے حاصل ہے میں نے

ان کے اندرایک خاص بات یہ دیکھی کہ جو دانت آپ کے گر جاتے آپ اس کی حفاظت کا بڑا اہتمام کرتے بجائے کہیں اور پھینکنے کے جنت البقیع شریف میں اسے با قاعدہ دفن کرتے اور روحانی طور پر خوشی محسوس کرتے''

دیاررسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گنبد خضریٰ کی چھاؤں سے آپ کو والہانہ عشق تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کو قیامت تک کے لئے شہر رسول میں جگہ مل گئی آپ اپنے دانتوں کو جنت البقیع شریف میں دفن کرتے یہ ادا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر بھا گئی کہ آپ کے پورے وجود کو قبول فرمالیا

(روز نامہ اردو ٹائمز ممبئی مورخہ ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۴)

شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں کی شہادت کے چند روز بعد ممبئی کے ایک جلسہ عام میں آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کی جانشینی کا علمائے مشائخ کرام نے اعلان کر دیا پھر صحن آستانہ عالیہ حضرت مخدوم سلطان سید جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھہ مقدسہ میں عرس چہلم بتاریخ ۲۶ دسمبر ۲۰۰۳ کو ہوا تو مشائخ خانوادہ اشرفیہ اور علماء کرام نے قدیم روایت خانقاہ اشرفیہ کے مطابق سید معین الدین اشرف صاحب کو آپ کا جانشینی کا خرقہ پہنایا اس موقع پر سید نظام اشرف، سید علی اشرف، تنویر اشرف، شہیر اشرف، قمرالدین اشرف، امین اشرف، سہیل اشرف جاوید اشرف، نجیب اشرف، کمیل اشرف، بدرالدین اشرف وغیرہم کے علاوہ مفتی عبدالمنان اعظمی صاحب، مولانا عبدالحفیظ، صوفی نظام الدین بستوی، مولانا حفیظ اللہ نعیمی، مولانا مبارک حسین مصباحی مولانا مقصود احمد بستوی وغیرہم اور ہزاروں مسلمانان اہل سنت موجود تھے۔

اپنی خاندانی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے حضرت علامہ سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی صاحب اپنے والد مرحوم و مغفور شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی روش پر گامزن ہیں آپ کی روحانی وراثت کو سنبھالے ہوئے آپ کا نام روشن کر رہے ہیں آپ کے قائم کردہ مدارس اور اداروں کی پوری دلچسپی کے ساتھ دیکھ بھال کر رہے ہیں اور شب وروز ان کے فروغ و ترقی کے لئے کوشاں ہیں۔

بجاطور پر ہمیں توقع ہے کہ صاحبزادہ حضور شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی اوران کے برادرگرامی اپنے والد ماجد کے قائم کردہ اداروں کا صرف تحفظ ہی نہیں کریں گے بلکہ ان کے معیار میں بہتری وبلندی کی تدابیراوران کی تعداد میں اضافہ بھی کریں گے اور باقی ماندہ کاموں کی تکمیل کرکے اپنے لئے ذخیرہ آخرت اور اپنے والد مرحوم کے لئے روحانی تسکین کا سامان کریں گے۔

صلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و علی آلة وصحبه و من تبعهم باحسان الی یوم الدین امین یا رب العلمین بجاه حبیبه سید المرسلین و خاتم النبین علیه الصلوٰة والتسلیم

حضرت مثنیٰ میاں میری نظر میں

ازقلم: حضرت علامہ مولانا عبدالمبین نعمانی قادری

دارالعلوم قادریہ، چریا کوٹ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم آلہ وصحبہ اجمعین

پیر طریقت معمار ملت مقتدائے اہلسنت حضرت مولانا سید انوار اشرف اشرفی جیلانی عرف مثنی میاں علیہ الرحمتہ والرضوان متوفی ۱۵ ررمضان المبارک ۱۴۲۴ھ خانوادہ اشرفیہ بسکھاری کے چشم و چراغ اور اپنی گونا گوں خوبیوں کی وجہ سے انفرادی شخصیت کے مالک تھے آپ کی حیات کا خاص پہلو تعمیر واتحاد سے عبارت ہے خاموشی کے ساتھ آپ دینی مدارس کی تعمیر اور علم دین کے فروغ کے لئے کوشش کرتے رہے اور نام ونمود سے دور رہ کر اپنی دینی جد وجہد سے ملت اسلامیہ کو استحکام بخشتے رہے جماعت میں انتشار وافتراق کے سخت مخالف تھے فروعی مسائل میں الجھ کر لڑنا بھڑنا پسند نہیں کرتے تھے آپ نے اپنی دنیا الگ بسائی تھی آپ نہ ایسی اشرفیت کے قائل تھے جو کسی اور خانوادہ سے بغض وعناد رکھے نہ ہی ایسی رضویت کو فروغ دینا چاہتے تھے جن سے کسی سنی خانقاہ کی دل آزاری ہو آپ کے حوالے سے تمام خانقاہوں اور سلسلوں میں اتحاد کے پرسوز داعی ومبلغ تھے۔

تعلیمی پسماندگی کے اس دور میں آپ نے جہاں تک ہوسکا مدارس کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا ایک درجن کے قریب چھوٹے بڑے مدارس قائم کئے جو اس زمانے میں دین کی سب سے بڑی خدمت ہے آپ اس بات کے لئے بھرپور کوشاں تھے کہ دینی عربی مدارس سے فارغ ہونے والے علماء عربی پر قدرت کے ساتھ گفتگو پر بھی قادر ہوں اس صورت حال پر آپ گہرے رنج کا اظہار فرماتے تھے کہ آٹھ، دس سال تک عربی پڑھنے کے باوجود علماء عربی میں گفتگو کرنے سے قاصر ہیں۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ سے میری کوئی لمبی ملاقات نہیں ایک مرتبہ ممبئی عظمی میں برادر طریقت

امین بھائی سلایا (بھنڈی بازار) کے مکان پر مختصر سی ملاقات کا شرف ملا ہے نورانی چہرہ اور پُروقار شخصیت ایسی پائی تھی کہ جو دیکھے گرویدہ ہوجائے بات سنے تو دل کھنچتا جائے آپ کی مقناطیسی کا سب سے بڑا وصف اخلاص وللّٰہیت تھا آپ کے اندر دین کی جو تڑپ تھی اصلاح وتبلیغ کا جو جذبہ تھا بہت کم کسی میں دیکھنے کو ملتا ہے پیشہ ور پیر نہ تھے کہ صرف نذرانہ بٹورنے پر توجہ دیں بلکہ آپ قوم کی دینی وعلمی ضرورتوں کو بھی محسوس کرتے اور ان کی بھرپور کوشش فرماتے آپ کو اسکا بخوبی احساس تھا کہ مسلمان بغیر علم کے ترقی نہیں کرسکتا۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اخلاق کریمانہ کے پیکر تھے سادگی آپ کا شعار تھا فخر ومباہات سے دور رہتے تھے علماء کرام کی قدو منزلت فرماتے اپنے منھ میاں مٹھو بننا پسند نہیں کرتے اپنی سیادت کی دھونس نہیں جماتے تھے نہ اپنی سیادت کے فضائل بیان کرکے لوگوں کو متوجہ کرنے کی کوشش کرتے۔ بلکہ اپنے عمل وکردار سے دلوں کو مسخر فرماتے آپ کی پاکیزہ زندگی کے نقوش ہمارے لئے مشعل راہ ہیں، کاش آج ان کے ماننے والے اوران کی عقیدت کا دم بھرنے والے بھی ان کے نقش قدم پر چلیں اوران کے چھوڑے ہوئے مشن کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور اپنی زندگی انہیں کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کریں، آمین **بجاہ سید المرسلین علیہ آلہ وصحبہ والصلوۃ والتسلیم۔**

تجھ سا کہاں سے لاؤں

نحمدہٗ و نصلّی علی رسولہ الکریم

ازقلم: مولاناغلام عبدالقادرعلوی صاحب
سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف (یوپی)

یہ معلوم کرکے بیحد مسرت ہوئی کہ گل گلزار اشرفیت شہید راہ مدینہ حضرت سید شاہ انوار اشرف مثنیٰ میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ مخدوم اشرف کچھوچھہ مقدسہ کے عرس کے موقع پر موصوف کی مذہبی، دینی، روحانی اور سماجی خدمات کے حوالے سے اخبار وجرائد میں خصوصی ضمیمہ کی اشاعت کا پروگرام ہے۔حضرت علیہ الرحمہ ممبئی کے مذہبی کانفرنس، دینی اجلاس، سماجی، رفاہی انجمنوں کے متفقہ صدر نشین ہوتے۔عوام وخواص کے یکساں مرجع تھے مسند ارادت ہدایت پہ متمکن رہ کر خاندانی روایات وضع داریوں کے تدبر وفراست ایمانی سے بھر پور ان کی جاذب نظر شخصیت نے امت مسلمہ کے سیاسی فیصلوں میں قائدانہ رہنمائی فرمائی جو کسی سے مخفی نہیں اسلاف کی روایات کا مرقع، خاندانی خوبیوں کا جامع علمی دوستی، علماء نوازی، خردنوازی، بے پناہ شفقتوں کے ساتھ چھوٹوں کو دامن میں لینے کا مقناطیسی کردار سب کو ساتھ لیکر چلنے والی دل آویز شخصیت ایک میر کارواں کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے۔وہ سب حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ذات میں تھی۔

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پُر سوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

فقیر علوی کو برسوں تک کئی تنظیمی ذمہ داریوں اور بغداد کے عالمی کانفرنس میں حضرت کے ساتھ کافی وقت ملا اور ساتھ میں کام کرنے کا موقع دیتے رہے ان کی نوازشات یاد آتی ہیں دور دور تک ان کا ہمسر نظر نہیں آتا۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

بڑی مسرت کی بات ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے فرزند ارجمند وجانشین صاحبزادہ بلند اقبال پیرطریقت حضرت علامہ سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی صاحب اور ان کے رفقاء جن میں بہت سے حضرت کے تربیت یافتہ بھی ہیں ان کی چھوڑی علمی یادگاروں اور مشن کو ترقی دینے میں پوری لگن کے ساتھ کوشاں ہیں اور بجاطور پہ مبارک باد کے مستحق اور لائق تحسین ہیں۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت کی ایک جھلک

از قلم: مفتی شبیر احمد رضوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ رونا ہی فیض آباد

قائد قوم وملت اشرف المشائخ حضرت الحاج الشاہ السید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ۱۵ ررمضان المبارک ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۱ رنومبر ۲۰۰۳ء عمرہ کے ارکان وافعال سے فارغ ہوکر اور انوار تجلیات ربانی کی موسلا دھار بارش میں نہا کر سرکار ابدقرار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کی سعادتوں سے مالا مال ہونے کے لئے سفر کر رہے تھے کہ ایک جانکاہ حادثہ کے شکار ہوگئے اور اس دار فانی سے دار جاویدانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اعلیٰ اخلاق، بلند کردار، عالی ظرف اور منکسر المزاج تھے۔ مظلوموں کی فریادرسی، غریبوں کی غمگساری، یتیموں کی پشت پناہی اور مسکینوں کی دستگیری آپ کا وصف ممتاز تھا۔ آپ بہت شریں کلام واقع تھے۔ آپ کے انداز کلام میں بلا کی تاثیر ہوتی تھی جو دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی تھی اور ذہن وفکر کو متاثر کئے بغیر نہیں رہتی تھی آپ کے لبہائے ناز کو چوم کر الفاظ فضائے بسیط میں تحلیل ہوتے وہ تیر ونشتر نہیں ہوتے بلکہ سنبل وریحان ہوتے تھے جن کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہو جاتا اور سننے والا نہ صرف عالم وجد میں جھوم جھوم اُٹھتا بلکہ آپ کے اوپر وارفتہ اور شیدا ہو جاتا تھا آپ کے پند وموعظت میں خلوص وللّٰہیت کی جھلکیاں صاف دیکھی جاسکتی تھیں آپ نے کبھی کسی کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جو اس کے آبگینۂ دل کو پاش پاش کردے یا اس کے خاطر ناز کو گراں بار کردے آپ صحیح معنوں میں **المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ** کی تفسیر تھے۔

طالبان علوم نبوت اور حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ طالبان علوم نبویہ سے غایت درجہ شفقت ومحبت فرماتے تھے اور ان کے مستقبل کو تابناک بنانے کے سلسلہ میں ہمیشہ متفکر رہا کرتے تھے آپ کا نظریہ ہرگز یہ نہیں تھا کہ

اسلامی نونہالوں کوروایتی تعلیم دے کرصرف کسی مسجد کا مؤذن وامام بنا کررخصت کردیا جائے یا محض عالم دین بنا کر دستارعلم سے سرفراز کردیا جائے اور دنیاوی علوم سے ایسے نابلدرہے کہ سفر کے ضرورت پڑنے پر اسٹیشن کے فارم کی خانہ پری کر کے ٹکٹ بھی نہ لے سکیں اور غیروں کوحسرتوں اور افسوس کی نگاہ سے دیکھتے رہیں یہی وجہ ہے کہ آپ نے تقریباایک درجن سے زائدادارے قائم فرمائے جہاں سے تشنگان علوم نبوت سیراب ہوکر اپنی علمی پیاس بجھا رہے ہیں اور فروغ اسلام کے لئے جدو جہد کررہے ہیں مگر عصری علوم کمپیوٹر وغیرہ کو نہ صرف داخل نصاب کیا۔ بلکہ اسے لازم کی حیثیت دے دیا تا کہ ہمارے اداروں میں آٹھ دس سال صرف کرنے والے اسلامی نونہالان غیروں کے دست نگر بن کر زندگی گزارنے پر مجبور نہ ہوں۔

یارزق حلال کی تلاش اورکسب معاش کے لئے دردر کی ٹھوکریں نہ کھائیں بلکہ ان علوم کو بروئے کار لاکر نظام معاش کوسنوار کر ترقی کی راہ پرلگ جائیں اور حسب صلاحیت اسلام کی خدمت بھی کرتے رہیں اسی جذبۂ صادق کا نتیجہ ہے کہ آپ نے ہمارے ادارہ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی کو نہ صرف کمپیوٹر عطا فرمایا بلکہ اپنے نیک خواہشات وجذبات کا اظہار فرماتے ہوئے طلبہ اور اساتذہ کی توجہ بھی مبذول کرائی۔

الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی اور حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی سے بڑا گہرا رابطہ وتعلق رہا آپ ہمیشہ اس کے ممتاز بہی خواہوں کے صف میں رہے بلکہ اسے عروج وارتقا کی جانب لے جانے کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً اپنے مفید وکارآمد مشوروں سے بھی نوازتے رہے ادارہ کے حسن انتظام اور بہتر کارکردگی کی بنیاد پر نہ صرف اسے خوب سراہا بلکہ اپنے فرزند بلند اقبال حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی سجادہ نشین آستانہ سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوزیورعلم سے آراستہ کرنے لئے اسی ادارہ کا انتخاب بھی فرمایا جس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یقیناً الجامعۃ الاسلامیہ سے قلبی لگاؤ تھا۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اور راقم الحروف

حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی سجادہ نشین آستانہ سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے واسطے فقیر راقم السطور کی ملاقات حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ سے ہوئی ملاقات کے دوران آپ نے جس خردنوازی، وسعت قلبی اور اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ فرمایا زبان قلم کو یارائے سخن نہیں کہ اسے بیان کیا جاسکے ایک زمانہ گزر گیا مگر آج بھی جب وہ ذرہ ونوازی کے لمحات یاد آتے ہیں تو آنکھوں میں مسرت کے آنسوں ڈبڈبا جاتے ہیں اور بااختیار زبان پر یہ مصرع جاری ہوجاتا ہے

خدا رحمت کند ایں پاک طینت را

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ فقیر پر بے حد شفیق ومہربان تھے اور کافی محبت فرماتے تھے چنانچہ ۲۰۰۱ء میں الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی کے سالانہ جلسۂ دستارفضیلت کے پر بہار موقع پر آپ نے فقیر کو اجازت و خلافت سے بھی سرفراز فرمایا حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی فقیر پر بے حد مہربانیاں رہیں، دعا ہے کہ مولائے قدیر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل آپ کے درجات ومراتب بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرما کر آپ کے منہاج پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الاجیلانی کو آپ کا سچا جانشین بنائے اور دین اسلام کی خدمت کا جذبۂ صادق عطا فرمائے آمین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ التحیۃ وتسلیم۔

حضور مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کا سرسری خاکہ

ازقلم: حضرت علامہ مولانا مقصود احمد بستوی، صدر المدرسین جامعہ حنفیہ بستی یوپی

ولادت:	یکم جولائی ۱۹۴۳ء
جائے ولادت:	بسکھاری شریف فیض آباد یوپی
اسم گرامی:	سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں
نسب:	حسنی، حسینی، نجیب الطرفین سید
تعلیم:	ایم، اے، ڈی، بی
سجادگی:	سجادہ نشین درگاہ حضرت سید سلطان مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھوچھہ شریف
بیعت وخلافت:	آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ جلیل اشرف اشرفی جیلانی نے آپ کو اپنا خلیفہ وجانشین متعین فرمادیا تھا والد گرامی کے ہی دست حق پرست پر آپ کو شرف بیعت بھی حاصل تھا۔
شجرہ طریقت:	آپ کا سلسلہ نسب غوث اعظم سے ملتا ہے یعنی اولاد غوث اعظم ہیں مگر شجرہ طریقت اشرفیہ چشتیہ ہے۔
رشد وہدایت:	آپ کے در سے ہمیشہ رشد وہدایت کا دریا جاری رہتا آپ کی ذات رشد وہدایت کا روشن مینار تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں گم گشتگان راہ نے توبہ کی اور شرف بیعت حاصل کیا اور صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔
حج وزیارت:	آپ نے متعدد بار حج بیت اللہ اور عمرہ شریف کا شرف حاصل کیا،

کربلا، نجف شریف، بغداد، مسجد اقصیٰ، بیت المقدس جیسے متبرک مقامات کی زیارت کی۔

دینی وملی خدمات اور سرگرمیاں: پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دینی ملی تعلیمی سیاسی وسماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے دینی تعلیم وتعلم کے ترویج واشاعت کی خاطر آپ نے ملک کے مختلف مقامات پر ایک درجن سے زائد مدارس دارالعلوم قائم کئے جو الحمد اللہ بدستور جاری ہیں اور وہاں سے علم دین کی روشنی دن بدن تیز سے تیز تر ہوتی جارہی ہے۔مختلف دینی وملی مسائل سے متعلق کانفرنسوں اور جلوسوں میں شرکت فرماتے اور وہ بھی آپ ہی کی صدارت وسرپرستی میں انجام پاتے۔خلیجی جنگ سے چند دنوں پیشتر المؤتمر الشعبی الاسلامی کے عنوان سے منعقد ہونے والی کانفرنس میں تقریباً پچاس ہندی علماء کے وفد کے ساتھ حکومت عراق کی دعوت پر شرکت کے لئے تشریف لے جانا اور متذکرہ کانفرنس کے متعلق قابل ذکر اہم باتیں۔

(۱) کانفرنس کی ایک اجلاس کی صدارت۔

(۲) ہندو پاک کے تمام علماء کی قیادت اور نمائندگی۔

(۳) آپ کی صدارت پر آپ کے غیر عربی ہونے کے مسئلہ کو لے کر عرب شرکاء کانفرنس کا اعتراض جس کا آپ نے نہایت اطمینان بخش جواب دیا کہ میں بھلے ہی بود باش اور سکونت کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں مگر میں عربی النسل ہوں اور اولاد غوث اعظم اور سبط سرکار عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میری رگوں میں علی کا خون اور اس میں فاطمہ کا پاکیزہ دودھ شامل ہے۔

خلیجی جنگ کے بعد دوبارہ دورہ عراق ماضی قریب میں ہونے والی عراق کی جنگ سے بیشتر سیکڑوں علماء کی موجودگی میں، CNN کو زبردست ایک گھنٹہ انٹر یو دیا جس میں عراق کی حمایت اور حقانیت کا کھلے لفظوں میں اظہار اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو لتاڑنا۔

کانچی کے شنکر اچاریہ سے ملاقات اور تبادلہ خیال جس میں مذہب اسلام امن وشانتی کا داعی اور

دہشت گردی کا مخالف ہے اس کی بھرپور وضاحت اور ہندو دھرم کی حقیقت کیا ہے، شنکراچاریہ کی اس کی تشریح کا مطالبہ نیز گجرات کے خونی فساد اور مسلمانوں کے قتل عام پر زوردار گفتگو اور یہ سوال کیا کہ گجرات میں ہندو دھرم کے ماننے والوں نے مسلمانوں کے ساتھ جوسلوک کیا ہندو دھرم اس کی اجازت دیتا ہے؟ اور کیا ہندو دھرم کا یہی مفہوم ہے اور اگر نہیں تو آپ کے دھرم کے لحاظ سے ایسے سنگین مجرموں کی سزا کیا ہے گجرات کے فرقہ وارانہ فساد اور خاص کر اقلیتی فرقہ کے سخت جانی مالی نقصان اور دکان واملاک کی تباہی کے تعلق سے گجرات گورنمنٹ کے خلاف سخت بیان اور مرکزی وصوبائی دونوں گورنمنٹوں کو وارننگ۔

واجپائی گورنمنٹ کی جانب سے مدارس اور دارالعلوم میں جدید کاری کے تجویز کردہ پروگرام کی مخالفت اور اس کی مشروط منظوری۔

مدارس کو دہشت گردی کا اڈہ بتانے پر سخت غصہ اور ارباب حکومت اور مدارس کے مخالفین کے خلاف احتجاجی بیان۔

فلسطینی مسلمانوں کی حمایت میں پرامن جلوس، احتجاج۔

بیت المقدس کی آزادی کے لئے متعدد بار جلسے اور احتجاج

شان رسالت میں گستاخی کرنے والے پادری کی گستاخی پر احتجاجی جلوس کی ہدایت اور آل مہارشٹر بند پروگرام۔

دنیا کے سب سے بڑے قاتل اسرائیل کے وزیراعظم کی ممبئی میں آمد کے خلاف سیکڑوں علماء کے ساتھ گرفتاری۔

بابری مسجد کی بازیابی اور تعمیرنو ع کے لئے دھرنے اور اکثر احتجاج۔

ممبئی عظمٰی کے تاریخی جلوس عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت۔

ممبرا کے جلوس غوثیہ وجلوس عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سال قیادت۔

مرکزی وصوبائی حکومت کی ناقص کارکردگی پر انگشت نمائی اور ارباب اقتدار کی نکتہ چینی خصوصا

مسلمانوں کے تعلق سے عصبیت اور حکومت کی گندی سیاست پر تنقید وتبصرہ بین الاقوامی اور ملکی سیاسی حالات پر گہری نظر۔

مسلم پرسنل لاء کی حمایت اور یکساں سول کوڈ کی مخالفت کے تعلق سے بیشتر میٹنگیں۔

انٹرویوز اور پریس کانفرنس میں شرکت علم دین کو عام کرنے گھر گھر اس کی روشنی پھیلانے اور اردو زبان کی ترویج واشاعت اور فروغ کی خاطر کمربستہ۔

قوم مسلم کی ناخواندگی جہالت اور بے روزگاری سے سخت تشویس میں مبتلا اور فکر میں مبتلا ہونا سیکڑوں اداروں تنظیموں کی سرپرستی۔

قوم وملت کی فلاح وبہبود اور امت مسلمہ میں اتحاد کی خواہش۔

اوصاف وخصوصیات: آپ کی ذات مجموعہ محاسن اور سرچشمہ کمالات تھی رشد وہدایت اصلاح ودعوت اور توکل واعتماد مردم شناسی معاملہ فہمی ذہنی فراست سیاسی بصیرت حق گوئی وبے باکی جرات ہمت۔

زندگی کی تمنا

مدینے جاؤں پھر آؤں مدینے پھر جاؤں
الٰہی عمر اسی میں تمام ہو جائے

اولاد وپسماندگان: اہلیہ، چار صاحبزادے، دوصاحبزادیاں،

رحلت: ۱۱/نومبر ۲۰۰۳ء بمطابق ۱۵/رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ بروز منگل

رحلت پرعوام وخواص کا تاثر: آپ کی رحلت پر علماء اور دانشور اور سیاست دانوں نے سخت افسوس کا اظہار کیا ہر کوئی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا آپ کا ہمارے درمیان سے رخصت ہوجانا قوم وملت کا ناقابل تلافی نقصان ہے حقیقت یہ ہے کہ قوم اپنے عظیم

قائداور مخلص رہنما سے محروم ہوگئی آپ کے جنازے پر اور کاندھا دینے کے لئے جنت البقیع شریف تک لاکھوں ہندوستانی اور دیگر ممالک سے آئے ہوئے لوگوں کا ہجوم تھا آپ کے چہرے اور پیشانی کے نور کو دیکھ کر ہجوم محو حیرت تھا مقامی عرب دیکھتے تو یوں کہتے

ھذا مومن کامل۔ ھذا رجل صالح،

تدفین: جنت البقیع شریف کہ جہاں اہل بیت اطہار کے علاوہ دس ہزار صحابہ کرام آرام فرما ہیں آپ انھیں نفوس قدسیہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے درمیان ابدی نیند سو رہے ہیں آپ کو بہت ساری حاصل ہونے والی سعادتوں میں سے یہ بھی ایک سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ ہے۔

حضرت انوارالصوفیاءاور تعمیر جماعت

ازقلم: حضرت علامہ مولانا شمس الہدیٰ صاحب، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

انوارالصوفیاء اشرف المشائخ حضرت سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں قبلہ رحمۃ اللہ تعالی گونا گوں کمالات اورنوع بنوع خوبیوں کے حامل تھے ان کی نورانی صورت میں اس قدر جاذبیت تھی کہ اپنے تو اپنے ہیں بیگانے بھی کشاں کشاں زیارت کے لئے کھنچے چلے آتے تھے پھر گفتگو کی شیرنی اور چاشنی سے تو ہرکوئی مسحور ہوجاتا تھا۔

بقول اپنے والد بزگوار آپ سچ مچ حضرت مخدوم سمنانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے مثنیٰ تھے آپ اردو کی طرح انگریزی زبان بھی بلاتکلف بولتے تھے جس کے سبب بیرون ممالک کے دورے کی شرکت میں اپنا لوہا منوالئے حتیٰ کہ عرب مشائخ کے کانفرنس میں منصب صدارت پر فائز رہے۔

مذہب اسلام پر جب بھی ہند یا بیرون ہند سے کوئی بھی حملہ ہوتا تو آپ تڑپ اٹھتے اور پورے جوش وخروش اورعزم جواں مستحکم ولولہ کے ساتھ سینہ سپر ہوجاتے احتجاجی جلوس نکالتے ذمہ داران حکومت کے یہاں دھرنا دینے اور اپنے غم وغصہ کے اظہار میں کوئی کسر اٹھانہیں رکھتے۔ سربراہان مملکت ہوں یا دانشوران قوم وملت ان کے سامنے اسلام کی سالمیت اوراس کی ہمہ جہتی اوردین فطرت ہونے کو بلاکسی تردد وجھجک کے فرماتے یہاں تک کہ شنکرآچاریہ جیسے متشدد ومتعصب سے بھی اپنی بات منوالئے۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ مسلک حق اہل سنت و جماعت کی ترویج واشاعت کی خاطر ہمہ دم نہ صرف فکرمند اور مضطرب رہتے بلکہ اس کے فروغ استحکام کی راہ میں ہرممکن حکمت عملی اورتدبیر کو بروئے کارلاتے اپنے مدارس ومکاتب دینیہ اورقومی وملی ادارے اورتنظیموں سے قلبی لگاؤ ہی نہ رکھتے بلکہ ایسے ادارے اورتنظیمیں خود قائم فرماتے جن سے جماعت کا سربلند ہو تعمیری کام کے افراد اورمتحرک وفعال شخصیت سے بے لوث محبت وشفقت فرماتے اورطرح طرح سے ان کی حوصلہ افزائی اور دل جوئی

فرماتے ان کی مشکلات حل فرماتے۔کئی سال قبل جب خودراقم الحروف نے چندملکوں کا مذہبی جائزہ لیااور اس نتیجہ پر پہنچا کہ ہندو پاک کے بعض بد مذہب سنی حنفی بلکہ تصوف وطریقت کا ٹائیٹل لگا کر کئی مما لک میں اپنی گمراہی کا جال منظم طور پر حیرت انگیز پیمانے پر پھیلا رہے ہیں۔

فیلڈ ہماری ہے قیادت غیروں کی ہے اس سلسلے میں مجھے بڑا قلق ہوااور بیروت میں جب میں نے عیدمیلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان جلوس میں شرکت کی تو وہاں چند بلاد کے مشائخ کبار کے ساتھ میٹنگ ہوئی تبادلۂ خیال ہوااور بالاتفاق رائے یہ طے ہوا کہ عالم اسلام کے علماء مشائخ اہلسنت کے مابین مضبوط رابطہ ازحد ضروری ہے لہٰذا عروس البلاد ممبئی میں ایک عالمی مؤتمر اسلامی منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا چونکہ اس رابطہ کا محرک میں تھا اس لئے اس کڑی کا آغاز ہندوستان سے کرنے کا خیال ہوا اس کے لئے پوری سرگرمیاں شدومد کے ساتھ شروع ہوگئیں۔

اطلاع کے مطابق جس کے شدید ترین جھٹکے ندوہ اور دیوبند میں بھی محسوس کئے گئے ڈیڑھ ماہ وقت کانفرنس کے لئے باقی رہ گیا تھا کہ بعض حاسدین کے دلوں میں بسبب فکر قیادت نارحسد شدید انداز میں بھڑکنے لگی اوراس کوفیل کرنے لئے اپنے چند چمچوں کو لگا دیا اوراس کے لئے کئی سفر بھی کئے گئے الحاصل جب یہ کانفرنس التواء کی طرف جانے لگی تو اس پرآشوب اور دل سوز موقع پر جب حضرت مثنٰی میاں علیہ الرحمہ والرضوان کواس کی خبر ملی تو آپ نے اپنے خاص قاصد کومیرے پاس بھیجا کہ مولانا کوکہو ذرا بھی فکر نہ کریں یہ کام ان کانہیں ہے بلکہ اپنے مسلک کا کام ہے۔

اگر وہ کہہ دیں تو پوری آن بان شان وشوکت کے ساتھ یہ پروگرام ہوگا مگر کچھ مصالح کے پیش نظر اسے ملتوی کرنا پڑا اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت مثنٰی میاں علیہ الرحمہ مسلک کی ترقی وسربلندی کے لئے کیسا قلب مضطرب اورسوز دروں رکھتے تھے خردنوازی کا جذبہ تومیاں کے اندرکوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جس کا تذکرہ بہتوں نے کیا خود میں ایک بار ممبئی کسی کام سے گیا ہوا تھا بعض علماء مجھے میاں سے ملاقات کے لئے ان کے دولت خانہ پر لے گئے توجس خندہ پیشانی کے ساتھ حضرت نے شرف ملاقات

سے نوازا اور جس قدر شفقت ومحبت کا مظاہرہ فرمایا اس کا اہل میں اپنے کو بالکل نہیں پاتا بلکہ رخصت ہونے پر حضرت نے پانچ سوروپے نذرانہ بھی عنایت فرمایا۔

جرمنی میں سنی مالکی حضرات کی ایک تنظیم ہے جس نے پر پٹوریا ساؤتھ افریقہ میں ایک سیمینار کا پروگرام رکھا جس میں ہندوستان سے حضور مثنیٰ میاں رحمہ اللہ علیہ اور فیضلۃ الشیخ ابوبکر احمد کیرالا فقیر راقم السطور کو مدعو کیا گیا میں دہلی سے روانگی کے لئے تیاری میں تھا کہ حضرت میاں کا فون آیا اور بہت دیر تک بڑے شفقت آمیز لہجے میں گفتگو فرمایا مگر مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ آخری گفتگو اور شرف ہمکلامی ہے فرمایا مجھے عمرہ پر جانا ہے اس لئے افریقہ سیمنار میں شرکت میں تردد ہے۔

میں نے عرض کیا حضور سیمینار میں ضرور شرکت فرمائیں پھر اسی طرف سے عمرہ میں ہولیں گے فرمایا ہاں ٹھیک ہے دعا کریں کہ افریقہ کا ویزہ جلد مل جائے خیر وقت پر ویزہ نہ مل سکا اور حضرت عمرے پر تشریف لے گئے عمرہ سے فراغت کے بعد اس کی سند قبولیت حاصل کرنے کے لئے مدینہ منورہ کا رخ کیا اور حرم مدینہ میں داخل ہوتے ہی مصطفیٰ جان رحمت نے ایسی سند قبولیت سے نوازا کہ اپنے اس مہمان کو ہمیشہ کے لئے اپنے ضیافت کریمہ میں روک لیا اس آخری شرف ہم کلامی میں حضرت نے مجھ حقیر کو بہت دعاؤں سے نوازا۔ غالباً وہ اجابت سے ہم کنار ہوئی کہ اسی سال حج وعمرہ کی سعادت مجھے ملی اور حرمین طیبین کے فحول علماء نے کافی اعزاز سے نوازا کئی علمی نشستیں کیں دعوتیں دیں، محافل میلاد پاک میں بیان کرنے کا حکم بھی دیا۔ میرا بیان بھی ہوا دعاؤں سے سرفراز فرمایا سینے سے لگایا صحیح تو یہ کہ

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

حضرت علامہ سید بن محمد علوی حسنی مکہ مکرمہ سے اتفاقاً ممبئی تشریف لائے ہوئے تھے۔ فقیر نے ملاقات کروائی حضرت نے نصیحت فرمائی کہ جب میرے والد ماجد سید ماجد علوی رحمۃ اللہ تعالی کا انتقال ہوا تو میں بیس سال کا تھا اسی دن پہلی بار ذمہ داری کیا ہوتی ہے اسے میں نے سمجھا لہٰذا آپ فکر نہ کریں اور صبر سے ذمہ داریاں نبھائیں آپ کے والد حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ تو تین جہات سے شہادت سے

سرفراز ہوئے اولاً حدیث پاک "**من مات معتمرا مات شهيدا**" اورثانیاً ارشاد حضور صلی اللہ علیہ وسلم **من مات بين حرمين مات شهيدا** اورثالثاً **انه مات مسافر اغريبا فهنيئالك بشهاده** ایک حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شرف کو ان کا انتساب ہی کیا کم ہے کیونکہ **الا شيئا تشرف بتشرف الزمان والمكان والاشخاص**

خدائے تعالیٰ حضرت کے والا تبار حضرت مولانا سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی کو اپنا صحیح جانشین بنائے اور حضرت کے چھوڑے ہوئے مشن کو پائے تکمیل تک پہنچانے کی توفیق رفیق سے نوازے اور ہم سب کو بالخصوص پیران طریقت کو حضرت کے نقوش قدم پر گامزن فرمائے اور حضرت جیسا دردمند اور حکمت وتدبر میں ڈوبی فکر مرحمت فرمائے۔

امین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوۃ اکمل التسلیم

وہ مرد آہن ہی نہیں، شفقتوں اورنوازشوں کے پیکر تھے

ازقلم: حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم اشرفی صاحب
نگراں: سنی مسجد بلال شکلاجی اسٹریٹ، ممبئی
وناظم سنی مسلم چھوٹا قبرستان مولانا شوکت علی روڈ دوٹانکی ممبئی

خانوادہ، اشرفیہ کے ایک ایسے عظیم الشان بزرگ جنہیں دنیا، حضور شہید راہ مدینہ کے نام سے جانتی ہے۔ مجھ ناچیز پر ان کے احسانات بھی ہیں اور نوازشیں بھی۔ ان کا لطف وکرم بھی ہے اور نظر عنایت بھی۔ ڈاٹ پھٹکار بھی ہے، پیار ومحبت بھی۔ آج جو کچھ ان کی بارگاہ میں بطور خراج عقیدت، اپنے مشاہدات کو صفحہ قرطاس پر ثبت کرنے کی سعی جمیل کررہا ہوں۔ یہ ان ہی کا فیض ہے کہ مجھے قلم پکڑنے کا شعور، تعلیم سے رغبت، گردش زمانہ سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ ملا۔ میرے مربی، میرے کرم فرما، جو ستارہ ثریا کی طرح آسمان ولایت کے افق پر طلوع ہوکر حجاز کی مقدس سرزمیں مدینہ منورہ میں غروب ہوگیا۔ لیکن اپنے رخ زیبا کی روشنی سے، تاریکی کا سینہ چاک کردیا۔ چہرہ تھا، یا چاند کا ٹکڑا۔ آپ کا چہرہ جس نے بھی دیکھا، دیکھتا ہی رہ گیا۔ میں تو آپ کے چہرے کو صبح دیکھا شام دیکھا۔ جلوت میں دیکھا خلوت میں دیکھا۔ مجلس میں دیکھا محفل میں دیکھا۔ کبھی کبھی، میرے دل میں خیال آتا۔ آپ کے چہرے کی تابنا کی، روشنی اور نور کا یہ عالم ہے تو آپ کے جد امجد حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ کیسا رہا ہوگا۔ اسی لئے تو امام عشق ومحبت فرماتے ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آپ نے اپنے جلوؤں کی تابانیوں سے قوم وملت کو صراط مستقیم دکھایا۔ اپنے علم وعمل سے گوشہ ہائے دلوں کو روشن کردیا اور اپنے عمل صالح اور انتھک کوشش سے لاتعداد راہ گیروں کو راہ حق دکھادیا اور

ان کے زنگ آلودہ اذہان کوصیقل کر دیا۔اس پرفتن دور میں مدارس اور خانقاہیں مختلف حوادثات کے شکار تھے زر پرستی اور جاہ پرستی کا دور دورہ تھا، اسلامی اداروں کو ہوس پرستوں نے اپنی اجارہ داری اور اپنی ملکیت بنالیا تھا۔آپ نے اپنے نیک اعمال کی بارشوں سے اس زمین کو سیراب کر دیا جہاں علم وعمل اخوت ومساوات کی کھیتیاں مرجھارہی تھیں ۔جہاں حق شناسی اور حق پرستی کے تناور درخت بے برگ وثمر ہوکر برہنہ کھڑے تھے۔

عروس البلاد ممبئی کی شبوں کا گداز اور صبح کی دل فریبیاں، آپ کو اپنی زلف میں اسیر نہ کرسکیں۔ کیونکہ آپ کے دل میں عشق رسول موجزن تھا۔آپ ایک اعلی منصب (کسٹم آفسر) پر فائض تھے۔ آپ اپنا فرض منصبی کو بخیر خوبی ادا کئے۔ساتھ ہی آپ آستانہ عالیہ درگاہ کچھوچھہ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کے صاحب سجادہ، گدی نشیں بھی تھے،منصب تصوف وطریقت کو بھی کما حقہ بحسن وخوبی خوب نبھائے۔اورجلد ہی آپ اپنے اسلاف کی راہ پر چلتے ہوئے خدمت خلق کے لئے وقف ہو گئے۔آپ کی طریقت اور تصوف کی زندگی کا چرچا عوام وخواص میں ہونے لگا اور آہستہ آہستہ لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے میں سکون اور فخر محسوس کرنے لگے۔آپ پر مر مٹنے والوں کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی۔آپ نے خاص طور پر ملک کے سنی مدارس کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی ہی نہیں بلکہ خود ممبرا کی مسلم گھنی آبادی میں آپ نے ایک علم دین کا ایک ایسا چشمہ جاری کیا جہاں صرف ممبرا والے ہی نہیں ہندوستان کے کونے کونے سے تشنگان علوم آتے رہے اور سیراب ہوتے رہے جسے دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز کہا جاتا ہے۔آج سے ۴۵ سال قبل اس ادارے کا قیام عمل میں آیا اور سینکڑوں علماء، حفاظ، قراء، فارغ التحصیل ہوکر پوری دنیا میں خدمت دین وملت میں مصروف ہیں۔اس کے بعد اور متعدد مدارس کا انتظام وانصرام اپنے ہاتھوں میں لیکر ان کو جدید طرز پر بام عروج تک پہونچایا۔

یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جس سمت آپ نے قدم بڑھایا۔اس جہت میں اپنی حکمت عملی سے ایسی گلکاریاں کی، کہ عوام وخواص نے خود بخود اپنے قدم اس سمت بڑھادیا۔ممبئی قلب شہر میں جامعہ قادریہ

اشرفیہ آپ کے اداروں کا مینار ہے۔ کتنے قلیل وقت میں اس جامعہ کی داغ بیل پڑی اور کس قدر ایک تناور اور سایہ دار درخت کی شکل اختیار کرلیا۔ بنات امت مسلمہ کی تعلیم کا درد بھی آپ کو تھا۔ آپ نے اس طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی اور مضافات ممبئی کے علاقہ ممبرا میں مدرسہ کنیزان فاطمہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کیا جہاں ہزاروں طالبات کے لئے ناظرہ کے ساتھ ساتھ درس نظامیہ کا مکمل انتظام فرمایا۔ مفلس اور نادار طالبات کو خورد ونوش، قلم وقرطاس، تعلیم ورہائش کے علاوہ ملبوسات وغیرہ کا بھی مفت میں انتظام فرمایا۔

ممبئی کے علاوہ ملک کے دوسرے صوبوں اور شہروں میں بھی حضرت نے مدارس کا قیام فرمایا ہے۔ آپ کے حلقۂ ارادت میں ملک وبیرون ملک کے ہزاروں بندگان خدا داخل ہو چکے ہیں۔ اتنا عظیم الشان مقام حاصل کرنے کے باوجود، زندگی میں جو سادگی اور فقیرانہ انداز تھا وہ دوسرے پیران طریقت کے یہاں نظر نہیں آتا۔ یہ تو میرا مشاہدہ ہے کہ خوش لباسی اور خوش خوراکا، آپ کی زندگی میں دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

حلم ومروت، اعلیٰ اخلاق، غربا پروری، اقرباء نوازی کا یہ عالم تھا کہ جس کو میں بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ یہ مبالغہ نہیں عین حقیقت ہے کہ آپ کی بارگاہ میں آنے والا ہر شخص مطمئن اور خوش وخرم واپس جاتا۔ آپ کو میزبانی کے فرائض کو انجام دینے میں کافی فرحت اور مسرت محسوس ہوتی۔ مہمانوں سے ان کی ضروریات کے تعلق سے بار بار استفسار فرماتے تھے۔ بہت سے مقامات پر میں نے حضرت کو پند ونصیحت فرماتے ہوئے دیکھا اور سنا آپ کا انداز نصیحت، گفت وشنید دوسرے علمائے اور مقررین سے منفرد تھا۔ آپ نہ صرف شستہ برجستہ اور برمحل الفاظ استعمال کرتے۔ بلکہ آپ کی گفتگو میں اپنا پن و ہمدردی کا سرچشمہ بھی نظر آتا تھا۔

وعظ ونصیحت کرتے وقت یہ خیال بھی پیش نظر ہوتا کہ سننے والا آپ کے مقصد کو اچھی طرح ذہن نشین کرلے۔ آپ اکثر دینی، ملّی جلسوں کی صدارت کے لئے مدعو کئے جاتے تھے اور آپ اپنی مصروفیات کے باوجود تشریف لے جاتے آپ اپنے دینی خطبوں میں پیغام عمل کے ساتھ ساتھ فروغ

سنیت اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن پر عمل پیرا ہونے کی تلقین ضرور فرماتے۔آپ کی زندگی کا مقصد مختلف جہت پر مشتمل تھا۔آپ نے صرف مدارس کی ترقی و ترویج اشاعت پر اپنی توجہ نہیں کی، بلکہ مساجد کی تعمیر وتزئین پر بھی اپنی توجہ مبذول کی اور بڑے حوصلے وفراخ دلی سے کام کیا۔

آپ صرف ایک صوفی اور پیر ہی نہیں تھے بلکہ حوصلہ مند، اصلاح پسند، سماجی کارکن بھی تھے، ہمیشہ ایک غیر جانب دار اور صاف ستھرے معاشرے کی تمنا کیا کرتے تھے۔اور اس کے لئے ہمہ جہت کوشاں بھی رہتے تھے۔آپ کے دور کا سیاسی قائد، مسجد کے ائمہ، مدارس کے مدرسین، کالج کا پروفیسر ہو، یا کوئی عام آدمی آپ کو اپنا مخدوم کہنے پر فخر محسوس کرتا۔میں بھی حضور شہید راہ مدینہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں ۱۹۹۷ء میں جب میں حصول علم دین کے لئے دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، ممبرا آیا ایک دو ہفتوں کے بعد ہی آپ کی خدمت کا موقع ملا۔پورے طلباء آپ کی خدمت وقربت کے لئے متمنی ہوتے تھے۔مگر جسے ناظم صاحب اجازت دیں انہیں ہی آپ کی خدمت کا موقع ملتا تھا۔مگر مجھ حقیر کو حضور شہید راہ مدینہ نے اپنی غلامی کے لئے پسند فرمایا اور آپ کی وفات تک ممبرا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر سنیچر، قبل مغرب اپنی رہائش گاہ سپاری والا بلڈنگ کے پہلے منزلے ممبرا میں تشریف لے آتے۔

آپ کی آمد سے قبل لوازمات کا انتظام کر کے میں رکھ لیتا۔لوازمات کے لئے مجھے پیسے ناظم صاحب دیتے تھے۔مگر حضور شہید راہ مدینہ آتے ہی پہلے مجھے پیسے عنایت فرماتے اور کہتے کہ بابو بسکٹ، چائے وغیرہ لے آؤ۔میں کہتا حضرت لے آیا ہوں آپ فرماتے پیسے کس سے لئے؟ لو یہ پیسے انہیں واپس کردو۔آپ کا معمول تھا کہ آپ اپنے کسی بھی ذاتی خرچ میں کسی کو شریک نہیں فرماتے۔بالخصوص مدرسہ کے ناظم کی دی ہوئی رقم۔آپ بہت بڑے سخی بھی تھے۔سخاوت آپ کو اپنے آباء واجداد سے وراثت میں ملی تھی۔ہمیشہ آپ ضرورت مندوں کو تو نوازتے ہی تھے۔کبھی کبھی کسی مرید کو بھی آپ ہدیۃً کچھ نہ کچھ

عطا فرماتے۔ مجھ سے آپ نے کبھی بھی خریدی کے بعد بچے ہوئے پیسے واپس نہیں لئے۔ اور جب آپ ممبرا سے ممبئی کے لئے اتوار کی شام نکلتے تو آپ مجھے یاد سے کچھ نہ کچھ ضرور نوازتے۔ اگر میں سامنے حاضر نہ ہوتا تو آپ کسے کے ذمہ فرما دیتے۔

میں نے آپ اور آپ کے گھر والوں کے جیسا اب تک کسی کو سخی نہیں پایا۔ اہل بیت اطہار اور اللہ کے نیک بندوں کی بندہ نوازی کی حکایتیں جو کچھ پڑھا، سنا، اس کا مشاہدہ آپ کی شخصیت سے ہوا۔ حضور شہید راہ مدینہ علم دوست بھی تھے۔ حضور شہید راہ مدینہ کے پاس ممبرا میں آپ کے ساتھ آپ کے حجرہ میں میں قیام کرتا تھا۔ آپ تہجد گزار تھے۔ آپ تہجد کے لئے خود اٹھتے، وضو فرماتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے تھے۔ مگر مجھے نہیں اٹھاتے، اسی طرح آپ فجر میں اٹھتے وضو فرماتے۔ اور پھر نماز فجر ادا فرماتے تھے۔ صبح کے آٹھ بجنے والے ہوتے آپ مجھے نیند سے بیدار فرما دیتے تھے اور کہتے بابو جاؤ درس گاہ میں حاضر ہو جاؤ۔ اور جب چھٹی ہو جائے تب آنا۔ آپ نے میرا تعلیمی نقصان کبھی نہیں ہونے دیا۔ مجھ حقیر پر ایک والد کی طرح آپ کی شفقتیں تھیں۔ میں جب دار العلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا آیا۔ اس وقت میری عمر ۱۰ رسال تھی تب سے ۱۹۹۷ء سے ۲۰۰۳ء آپ کے وصال تک آپ کی شفقت و نگرانی میں رہا۔

میری فراغت گرچہ ۲۰۰۴ء میں ہوئی، مگر آپ نے ۲۰۰۳ء میں میری دستار بندی فرما دی تھی۔ وہ یوں کہ ۲۰۰۳ء میں آپ ذمن دار العلوم اشرفیہ قادریہ غریب نواز کے سالانہ جلسہ دستار میں شرکت کے لئے ممبرا سے جا رہے تھے۔ اور میں نے آپ کے ساتھ جانے کی گزارش کی۔ مگر گاڑی میں جگہ نہیں تھی، آپ گاڑی سے اتر آئے اور فرمایا۔ بابو تم رُک جاؤ، دستار بندی کے جلسہ میں نہ جاؤ۔ آؤ تمہاری یہیں دستار بندی کر دیتے ہیں۔ اور آپ نے میری شفقتا دستار بندی فرما دی۔ اللہ سے دعاء ہے ان کے قبر انور پر انوارِ تجلیات کی بارش فرمائے۔ اور ان کے فیوض و برکات سے ہم سبھوں کو مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مثنیٰ میاں کی دینی وملی خدمات

مولانا کمال احمد نظامی بلرامپوری

اے مثنیٰ زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغ انجمن افروز تھی

گرچہ تھا تیرا تن خاکی نزارو درد مند
تھی ستارے کی طرح روشن تیری طبع بلند

کس قدر بے باک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلہ گردوں نورد ایک مشت خاکستر میں تھا

اس جہان آب وگل میں سیکڑوں لوگ روزانہ آتے ہیں اوراپنی متعین زندگی پوری کرکے دارالبقا کی طرف کوچ کرجاتے ہیں۔

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں بلبلیں
بولیاں سب اپنی اپنی بول کر اڑ جائیں گی

نہ جانے کتنے شان وشوکت والے انسان اس دارفانی میں آئے نہ جانے کتنی عظیم ہستیوں نے اس بے وفا دنیا کواپنے خون جگر سے سیراب کیالیکن آج ان کی زندگی ان کی شان وشوکت اوران کی عزت و رفعت سب مٹی کی ڈھیر میں تبدیل ہوچکی ہیں۔

آ چشم آرزو کی گہرباریاں تو دیکھ
لٹتے ہیں صبح و شام خزانے نئے نئے

لیکن اسی کے ساتھ کچھ ایسی شخصیات بھی معرض وجود میں آئیں کہ جن کے نقوش پا کوزمانے کی تدبیر

نہ مٹاسکی جنکے آثار حیات کو وقت کی دھول اپنے اندر نہ چھپاسکی جن کی تحریک پر اٹھنے والے عظیم اور خوشنما سیلاب کو دنیا کے بڑے سے بڑے بندے نہ روک سکے جن کی عظمت وسطوت کو سر بہ فلک پہاڑوں نے بڑھ کر سلامی دی اور جن کے نقش پا کی برکت سے آئی ہوئی بہار کو گردش ایام خزاں نہ بدل سکی۔

انہیں عظیم المرتبت ہستیوں میں سے شہید راہ مدینہ شہید محبت حضرت سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں کی ہستی بھی ہے آپ کی ذات ان پر وقار ہستیوں میں سے ایک ہے جو ہر روز ظہور پذیر نہیں ہوتیں بلکہ صدیاں گزر جاتی ہیں تب کہیں رشد وہدایت کا پیکر مجسم بن کر اس عالم رنگ وبو میں جلوہ بار ہوتی ہیں۔

ولادت باسعادت

رحمت الٰہی کا یہ پیکر مجسم ۱۹۳۷ء میں بسکھاری شریف ضلع فیض آباد کی سرزمین پر جلوہ افروز ہوا وہ بڑی کیف آور گھڑی تھی جب روحانیت کے اس عظیم تاجدار نے اس دنیا میں قدم رکھا فضا کیف ومستی سے بھر گئی زمین اپنے ذرہ ذرہ کے ساتھ نکھر گئی امیدوں نے پھول برسائے شوق نے چراغاں کیا خوش بختیوں نے آواز دی کائنات نے بڑھ کر اس عظیم ذات کو گلے لگایا فکر وتدبر نے اس پر ناز کیا شعور وتفکر کی حسین چمنستان میں بہار جاوداں آگئی آپ کی ولادت پر فقط اہل خانہ ہی کو مسرت حاصل نہ ہوئی بلکہ اولیاء وصلحا سب مسرت وشادمانی سے مچل اٹھے محبین، متوسلین سب کی مجلسوں میں خوشی ومسرت فرحت و انبساط اور وجد وطرب کا ایک عظیم سماں بندھ گیا اور ایسا کیوں نہ ہو آنے والا کون تھا، آنے والا رحمت کا حسین مظہر عشق ومعرفت کا خوشنما پیکر رحم وکرم کی پر کیف گھٹا اور درد دل کا مسیحا تھا ایسے موقع پر اہل زمین کو اپنی فیروز بختی پر مسرور ہونا ضروری تھا۔

آپ کے والد ماجد حضرت سید شاہ جلیل اشرف اشرفی جیلانی ایک نہایت ہی بابرکت انسان تھے رات دن یاد الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے سینے میں عشق رسول سے معمور ایک دل موجود تھا ہزاروں لوگ آپ کی ذات سے سعادت دارین سے ہمکنار ہوئے۔

تحصیل علم

جس کے دل میں دین حق کے نشر واشاعت کا سچا جذبہ موجود ہوتا ہے وہ مذہب کی تعمیر وترقی کے لئے ہر طرح کوشاں رہتا ہے اور جس کے دل میں دین حق کے تحفظ و بقا کے لئے سچی تڑپ موجود ہوتی وہ اسکی حفاظت وصیانت کے لئے کوئی کسر نہیں اُٹھا رکھتا یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کے اندر دین الٰہی کی راہ میں قربان ہونے کا جذبہ صدق موجود تھا اور دین کی خاطر آپ کا مقدس دل ہمیشہ دردمند رہا کرتا تھا اسی درد اور جذبہ کا لازمی نتیجہ تھا کہ حضرت کے دل میں حصول علم کے شوق نے جنم لیا اور یہی وہ جذبہ صدق تھا کہ جس کی وجہ سے تحصیل علوم جدیدہ کے لئے آپ کو انگلش ٹیچروں کے ناز ونخرے بھی برداشت کرنے پڑے اور نہ صرف یہ کہ آپ نے علوم دینیہ کی تحصیل فرمائی بلکہ علوم دنیوی میں بھی کمال حاصل کیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت نے مندرجہ ذیل ڈگریاں حاصل کیں ایم اے ڈی بی ایل ڈی ای، ایم آر ٹی عالم فاضل الہ آباد بورڈ

بیعت وخلافت

ارباب علم ودانش کا کہنا ہے انسان کی سب سے پہلی تربیت گاہ اس کی والدہ کی گود ہوتی ہے اگر والدین متقی ہیں تو ان کے نقوش وطہارت کا کچھ نہ کچھ اثر ان کے بچوں میں ضرور پایا جاتا ہے۔

حضرت مثنی میاں علیہ الرحمہ نے اس دنیا میں جب آنکھ کھولی تو اپنے اردگرد ایک خوشنما ماحول پایا، گھر کی چار دیواری میں رشد وہدایت کی نہریں بہ رہی تھیں جس کے کنارے شریعت وطریقت کے کنول اور گلاب کھلے ہوئے تھے۔

آپ کے والد ماجد ایک صالح ومتقی انسان تھے آپ کے پورے اہل خانہ بھی تقویٰ وطہارت میں یکتائے روزگار تھے گھر میں تہذیب وتمدن تقویٰ وتمسک بالدین کا بول بالا تھا یہی وجہ تھی کہ حضرت مثنیٰ

میاں علیہ الرحمہ کے دل پر عہد طفولیت ہی میں گھر کے مہذب وشستہ ماحول کی گہری چھاپ پڑ گئی تھی رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دیوانے کی زندگی کا ہر لمحہ یادِ الٰہی میں صرف ہوتا تھا ہر وقت دل عشق الٰہی سے ماموررہتا تھااوررات دن مرغ بسمل کی طرح تڑپتا رہتا تھا۔

موت کی لیکن دل دانا میں کچھ پرواہ نہیں

شب کی خاموشی میں جز ہنگامہ فردا نہیں

ننھی سی عمر میں بیٹے کی اس کیفیت کو دیکھ کر باپ ہمیشہ فرحت وسرور میں جھومتا رہتا آخر کارایک دن وہ حسین ساعت آہی گئی جس کا ہزاروں گم گشتگان راہ کوصدیوں سے انتظار تھاوالد محترم نے آپ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر فرمایا اس طرح سے آپ کو سید سلطان مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھو چھہ شریف کے درگاہ کی سجادہ نشینی کا شرف حاصل ہوا۔

حج وزیارت

حاجیوں! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو

کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

وہ کیا ہی حسین وفرحت بخش ساعت ہوتی ہے جب ایک عاشق صادق آنکھوں میں آنسوؤں کا حسین نذرانہ لیکر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہےاور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رحم وکرم کے بادل اس عاشق صادق کے اوپر امڈ امڈ کر برستے ہیں اور کتنا فیروز وبخت ہوتا ہے وہ انسان جسے یہ حسین لمحہ میسر ہوتا ہےاور دین ودنیا کی اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوتا ہے۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کوخلاقِ کائنات نے جہاں اور بہت ساری سعادتوں سے بہرہ ور فرمایا تھا وہیں یہ سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی تھی کہ آپ کوصرف ایک بار ہی نہیں بلکہ بار بار یہ سعادت نصیب ہوئی، کربلا، نجف شریف، بغداد مقدس، مسجد اقصیٰ جیسے متبرک ومقدس مقامات کی زیارت فرمائی۔

دینی وملی خدمات

یقین محکم عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

حضرت مثنیٰ میاں کی کتاب زندگی کا ایک روشن باب یہ بھی ہے کہ آپ کے دل میں ملت اسلامیہ کی تعمیر وترقی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا آپ کی دینی وملی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اسے حیطہ تحریر میں لانا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے خدمت دین کا جذبہ آپ کے دل ودماغ میں اس طرح سے رچا بسا ہوا تھا کہ جہاں کہیں بھی ہوتے یہ شعر گنگنایا کرتے تھے۔

جہاں میں جہاں پر جگہ پایئے
مدرسہ بناتے چلے جایئے

سبحان اللہ! سبحان اللہ! جس کے اندر خدمت دین کا جذبہ اس حد تک موجود ہو اس کی عظمت و شان کے کیا کہنے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے میر کارواں تجھ پر

چونکہ حضرت کی دینی وملی خدمات کو بالاستعاب قلم بند کرنے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے مگر میں مختصراً حضرت کی چند اہم خدمات کو صفحہ قرطاس کے حوالے کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کا قیام

سرزمین بغداد پر المؤتمر الشعبی الاسلامی کے عنوان سے ایک کانفرنس منعقد کی گئی دیگر علمائے ہند کی طرح حضرت کو دعوت شرکت دی گئی متعینہ تاریخ پر حضرت بغداد مقدس تشریف لے گئے وہاں پر علمائے ہند نے آپ کو اپنا قائد منتخب کیا اور کانفرنس کے ایک اجلاس کی صدارت آپ ہی کو سونپی گئی عرب شرکائے کانفرنس نے آپ کی زبان دانی کا مسئلہ کھڑا کر دیا اگر چہ حضرت نے اس کا تشفی بخش جواب دے

دیا تھالیکن دل میں ایک کسک ضرور باقی تھی کہ کاش ہمارے ہندوستان میں بھی کوئی ایسا مدرسہ ہوتا جس میں عربی ادب کو اچھے ڈھنگ سے پڑھایا جاتا کہ یہاں کا فارغ برجستہ عربی زبان بولنے پر قادر ہو حضرت نے وہیں سے مصمم ارادہ فرمالیا تھا کہ ہندوستان کی سرزمین پر انشاء اللہ ایک ایسا ادارہ قائم کرونگا جس میں تمام علوم وفنون کی تعلیم کے ساتھ عربی ادب پر خصوصی توجہ دی جائے گی ہندوستان آکر حضرت نے اپنی اس تمنا کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی آخر کار ایک دن حضرت کی کوششیں رنگ لائی اور ممبئی کی سرزمین پر اس مدرسے کی بنیاد رکھی گئی حضرت ہی کی محنتوں کا ثمرہ ہے کہ یہ ادارہ اپنی پوری آن بان کے ساتھ نونہالان اسلام کی تربیت کررہا ہے اور سیکڑوں تشنگان علوم علم ومعرفت کے اس بہتے ہوئے دریا سے اپنی اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔

مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزھرا کا قیام

بہت پہلے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا کہ ایک مرد کی تعلیم فقط اسی کی تعلیم ہوتی ہے لیکن ایک عورت کی تعلیم پورے معاشرہ کی تعلیم ہوتی ہے، اگر عورت تعلیم یافتہ ہے تو پورا گھر تعلیم یافتہ ہے اور اگر عورت ان پڑھ ہے تو پورا گھر، اَن پڑھ ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جس نے حضرت مثنیٰ میاں کو عورتوں کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی تھی، حضرت نے اسی نظریہ سے بچیوں کے لئے ایک معیاری مدرسہ کھولنے کا منصوبہ بنایا، اس مدرسہ کے لئے حضرت نے اپنا خون پسینہ ایک کردیا، آخر کار بفضلہٖ تعالیٰ ممبرا ضلع تھانہ میں بابا سید شاہ فخر الدین امرت نگر قبرستان کے قریب مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہرا کا قیام عمل میں آیا، آج بھی سیکڑوں بچیاں حضرت کے ہاتھوں لگائے گئے اس درخت سے فیضیاب ہورہی ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت نے مندرجہ ذیل مدارس بھی قائم فرمائے۔

(۱) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز دمن، جامعہ اشرفیہ اہل سنت مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ، مدرسہ اشرفیہ، قادریہ بسکھاری، دارالعلوم مخدوم سمنانی، گھورکھپور، مدرسہ معینیہ اشرفیہ ممبرا۔

سیاسی خدمات

بندۂ مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے
قوت فرماں رواں کے سامنے بے باک ہے
(اقبال)

آج کل علمائے اسلام خاص طور سے ہندوستان کے علما سیاست کو شجر ممنوعہ سمجھ کر ان کے قریب بھٹکنا بھی نہیں چاہتے ہیں، حالانکہ سیاست اگر نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نافذ کرنے اور دین حق کی سربلندی اور مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی غرض سے ہوتو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ باعث ثواب ہے۔

حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا اگر سرسری طور سے جائزہ لیا جائے تو یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ سیاست کی راہ میں حضرت کا جو بھی قدم اُٹھا وہ دین اسلام کی تعمیر وترقی ہی کے لئے اُٹھا، اسے حضرت کی کرامت نہیں تو اور کیا کہا جائے کہ سیاست کی خاردار راہ سے اپنا دامن صاف بچا کر نکل گئے۔

چونکہ کامل طور سے حضرت کی سیاسی زندگی کا جائزہ لینا ایک نہایت دشوار کام ہے اس لئے ذیل کی سطروں میں آپ کی سیاسی خدمات کی چند جھلکیاں پیش ہیں۔

(۱) گجرات کے فرقہ وارانہ فساد میں مسلمانوں کی زبردست تباہی پر آپ نے مرکزی وصوبائی دونوں حکومتوں کو سخت وارننگ دی۔

(۲) واجپئی سرکار نے جب مدارس اسلامیہ کے صاف وشفاف دامن کو داغدار کرنے کے لئے ان کو دہشت گردی کا اڈہ قرار دیا تو آپ ہی وہ مرد مجاہد ہیں جس نے حکومت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نظریہ کی مخالفت کی، اور ارباب حکومت کے خلاف اپنا احتجاجی بیان دے کر غیرت ایمانی کا ثبوت دیا۔

(۳) دنیا کے سب سے خطرناک قاتل شیرون سے کون واقف نہیں، فلسطینی مسلمانوں کے لہو سے ہولی کھیلنے والا یہ انسان جب ہندوستان آیا تو مسلمانوں کے سب بڑے قاتل کے ناپاک قدم کو مادر وطن کی پاک سرزمین پر دیکھ کر آپ کا لہو گرم ہو گیا، آپ نے کئی مواقع پر اس گندے انسان کی مذمت فرمائی،

اور جب شیر ون ممبئی آیا تو بطور احتجاج سیکڑوں علماء کے ساتھ آپ نے بھی گرفتاری دی۔

(۴) وہ انسان جس کا دل عشق رسول کی دولت سے مالا مال ہوتا ہے وہ اپنے محبوب سے متعلق ہر چیز کو اپنی آنکھوں سے لگانے میں فخر محسوس کرتا ہے اور اگر کوئی بدبخت نبی پاک کی شان میں گستاخی کرنے کی جرأت کرتا ہے تو عشق رسول سے لبریز دل بے چین ہوجاتا ہے اور وہ اس کا منھ نوچنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے چنانچہ جب کسی پادری نے شان رسالت میں گستاخی کی تو اس عاشق صادق کا کلیجہ منھ کو آگیا، نتیجۃً اجتماعی جلوس کی ہدایت فرمائی اور آل مہاراشٹر بند کا پروگرام بنایا۔

شہادت

اخیر وقت ہے آسیؔ چلو مدینہ کو
نثار ہو کے مریں تربت پیمبر پر
(آسی)

ایک سچے عاشق رسول کی سب سے بڑی تمنا اس کے علاوہ اور کیا ہوسکتی ہے کہ جب تک اس عالم رنگ و بو میں رہے عشق رسول سے سرشار رہے اور جب موت آئے تو دیارِ حبیب میں آئے۔

حضرت مثنیٰ میاں کی فیروز بختی پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے، کیوں کہ آپ جب تک اس دار فانی میں رہے محبت رسول جیسی عظیم نعمت سے دامن دل خالی نہ رہا اور جب موت آئی تو اس وقت آئی جب رحمت عالم کا یہ دیوانہ دیار حبیب کی زیارت کے لئے منزل مقصود کی طرف گامزن تھا۔

مدینہ منورہ کی راہ طے کرتے ہوئے حضرت کا اکسیڈنٹ ہوگیا، اور مسافر مدینہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کی ۱۶ تاریخ کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے، **اناللہ و انا الیہ راجعون**

اس راستہ میں جب کوئی سایہ نہ پائے گا
وہ آخری درخت بہت یاد آئے گا

آہ! آسمان رشد و ہدایت کا ماہ تاباں ہم سے بچھڑ گیا انجمن علم و حکمت کا شمع فروزان ہماری نظروں

سے روپوش ہوگیا۔ وہ ذات جس کی ہر ہر ادا سے عشق رسول کی بو آتی تھی، آج ہمارے درمیان سے اُٹھ گئی، آہ! وہ ذات جس کی کوثر وتسنیم میں دھلی ہوئی زبان اہل محبت پر گلاب ویاسمین بلکہ بہاروں کا شباب لٹاتی تھی، آج ہم کو بے سہارا کر کے چلی گئی، دین حق کا وہ بے باک مبلغ جس کے آگے بڑے سے بڑے حکمرانوں نے سر نیاز خم کر دیئے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہماری مادی دنیا سے اوجھل ہوگیا۔

بارالٰہ! تیرا مقبول بندہ تیرے حضور حاضر ہے۔ میدان دعوت وتبلیغ کا عظیم شہسوار تیرے دامن کرم میں روپوش ہو چکا ہے، اس عظیم ذات کو اپنے لطف وکرم سے مالا مال کر دے۔ اس کی ان عظیم خدمات کا واسطہ ہے مولیٰ، ان کی پرانوار قبر کو امت مسلمہ کے لئے مینارہ نور بنا دے، (آمین)

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر
مثل ایوان سحر مرقد فروزاں ہو تیرا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو تیرا

(اقبال)

حضور مثنیٰ میاں کی دینی وملی اور سماجی خدمات کا ایک سرسری جائزہ

از قلم: حضرت علامہ مولانا محب احمد قادری علیمی، استاذ دار العلوم علیمیہ جمد اشاہی، بستی

پیر طریقت انوار المشائخ حضرت سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ کی ذات ستودہ صفات قوم وملت کے لئے ایک عظیم نعمت تھی یوں تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سارے اوصاف وکمالات سے نوازا تھا لیکن دینی وملی مسائل کے حل میں آپ کی غیر معمولی قائدانہ صلاحیت تمام خوبیوں پر حاوی ہے۔

آپ قوم کے لئے ایک دردمند دل رکھتے تھے جو ہمیشہ قوم وملت کی فلاح وبہبود میں دھڑکتا تھا، امت کے نونہالوں کے مستقبل کو تابناک بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ مکاتب ومدارس کا قیام آپ کی فطرت ثانیہ تھی۔ مسلم پرسنل لاء بورڈ میں مداخلت کی بات ہو یا حمایت کا مسئلہ ہو یا گجرات کے بھیانک فساد کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا شان رسالت میں گستاخی کرنے والے پادری کی خبر گیری ہو یا قاتل انسانیت ایریل شیرون کی ہندوستان آمد یا آر، ایس، ایس اور وشو ہندو پریشد جیسی فرقہ پرست تنظیموں پر پابندی عائد کرنے کی مانگ ہر ایک مسئلہ میں آپ نے آگے بڑھ کر مسلمانوں کی صحیح رہنمائی وقیادت فرمائی۔

ممبئی سے نکلنے والے اخبارات کا جائزہ لینے کے بعد یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ہمیشہ اسلام دشمن طاقتوں سے نبرد آزما رہے ہیں اور بڑی ہی حکمت عملی سے اسلام اور مسلمانوں پر ہونے والے حملوں کا دفاع کرتے رہے۔ ذیل میں دینی وملی سرگرمیوں کا ایک سرسری جائزہ پیش قارئین ہے۔

گجرات فساد اور مثنیٰ میاں: ۲۷ رفروری ۲۰۰۲ء کو گودھرا میں سابرمتی ایکسپریس میں آگ زنی کے نتیجے میں گجرات میں ہونے والے ہندو مسلم بھیانک فساد کو بھلا کون بھلا سکتا ہے اس مسلم کش فساد کے تصور سے ہی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں چنانچہ مسلمانوں کے قتل عام اور ان پر ہونے والے ہر ظلم و زیادتی سے مثنیٰ میاں تڑپ اُٹھے اور آپ نے پریس کانفرنس کر کے حکومت ہند اور گجرات کو متنبہ کرتے

ہوئے جواخباری بیان دیا وہ آپ کے بے باک جرات منداورقوم کے درد سے آشنا قائد ہونے کا واضح ثبوت فراہم کرتا ہے لیجئے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں اردو ٹائمز لکھتا ہے اگر ملک میں مسلمانوں کا قتل عام فوری طور سے بند نہ کیا گیا اورانھیں تحفظ فراہم نہ کیا گیا تو اس ملک کا مسلمان بھی ردعمل پر آمادہ ہوجائے گا جسے کوئی بھی قابو میں نہیں کرسکتا۔ اس لئے ہم حکومت ہند کو آگاہ کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر ظلم وستم جبرو تشدداورقتل وغارت گری کوفوری طور پر روکا جائے ایسا واضح اشارہ تنظیم ائمہ مساجد کے سرپرست مولانا مثنیٰ میاں نے مراٹھی پترکارسنگھ میں منعقد پریس کانفرنس میں دیا مولانا مثنیٰ میاں نے کہا کہ انسانیت کے خلاف جو بھی واقعہ ہووہ قابل مذمت ہے لیکن گودھرا میں کارسیوں کے ٹرین کے ڈبہ میں آگ لگانے کا واقعہ مسلمانوں کو بدنام کرنے اور پھر اسکی آڑ میں پورے ملک میں مسلم کش فسادات کرنے کی وشوہندو پریشداور بجرنگ دل کی سازش ہے اس لئے پورے معاملے کی توسی بی آئی یا پھر ملک کے باہر کی کسی تحقیقاتی ایجنسی کے ذریعہ اس کی تحقیقات کرائی جائے تاکہ حقائق سامنے آئیں مولانا مثنیٰ میاں نے کہا کہ حکومت اور پولس انتظامیہ چاہے تو ایک دن سے زیادہ فساد کی آگ بھڑک نہیں سکتی مگر گجرات کے مختلف شہروں اوردیہاتوں میں آج بھی لوٹ مار آگ لگانے اورقتل وغارت گری کا سلسلہ جاری ہے،

اس طرح کا قتل عام فوری طور سے ردعمل کا جذبہ اُجاگر کرتا ہے جس طرح آج فلسطین کے مسلمان اپنے دفاع میں جارحانہ اندازکواپنائے ہوئے ہیں وہ نوبت اس ملک کے مسلمانوں میں بھی نہ آجائے۔

(روزنامہ اردو ٹائمز ممبئی)

تنظیم ائمہ مساجد کے ذمے داران نے ایک پریس کانفرنس کے ذریعہ حکومت ہند کو اور حکومت گجرات کو متنبہ کیا کہ اگر گجرات میں فوری طور پر اقدام نہ کیا گیا تو ردعمل خطرناک ہوگا اور جوابی اقدامات شروع ہوجائیں گے۔ خود کش حملے ہوں گے اور مسلم اقلیت اپنے دفاع میں ہتھیار اٹھانے پر مجبور ہوں گے پریس کانفرنس کرتے ہوئے تنظیم ائمہ مساجد کے صدر حضرت مولانا مثنیٰ میاں نے فرمایا کہ یہ مناسب اورلازمی موقع ہے کہ متعدد علما اور مسلم تنظیموں پر مشتمل تنظیم ائمہ مساجد اس بات کو برسرعام لاکر ظاہر کریں

یہ تلخ حقیقت ہے کہ حکومت ہنداور ہندوستان اورخصوصی طور پرحکومت گجرات ہندوستان کی سیکولر چھاپ کو بدستور قائم رکھنے میں پوری طرح ناکام رہی اور ہندوستان کے دستورالعمل کی دھجیاں اڑادی ہے کیونکہ بے خطامسلمانوں کا منصوبہ بند قتل عام ہورہاہےاورریاست گجرات کے پورے علاقے میں ان کوزندہ جلایاجارہاہےان کی جائدادواملاک دوکان وتجارت گاہوں اورعبادت گاہوں کونظرآتش کیاجارہا ہے جب کہ پولیس والے کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور ہندوشرپسندوں کوکھلی چھوٹ دے رہے ہیں لازمی طور پرہم یہ اشارہ دینا چاہتے ہیں کہ اس خطرناک اور دہشت گردانہ اقدام کا انجام یہ ہوگا کہ خطرناک ردعمل کا لامتناہی سلسلہ جاری ہوجائے گااور یہ یقینی بات ہے کہ اسے حکومت کی جانب سے دہشت گردی کالیبل لگایاجائے گالیکن ہماری تورائے میں یہ اپنی حفاظت کے لئے ناگریز اقدام ہوگا۔

(رونامہ ہندوستان)

مولانامثنیٰ میاں نے گجرات کے مسلمانوں کےقتل عام کےخلاف صدائے احتجاج صرف ممبئی میں پریس کانفرنس کرکے بلند نہ کی بلکہ آپ کی کوششوں سے اس آواز کو پوری دنیا تک پہنچانے کے لئے ہندوستان کی راجدھانی دہلی میں جمہوریت بچاؤ کنویشن کا انعقاد کیاگیاجس کی صدارت آپ نے خود فرمائی اس کنویشن میں ملک کے بہت سارے دانشور زعماء اورعلمائے کرام نے شرکت کرکے اس گھناؤنےفعل کی زبردست مذمت کی۔

امریکی پادری کی شان رسالت میں گستاخی اورمثنیٰ میاں کااحتجاج

حضرت مثنیٰ میاں ایک سماجی وملی رہنما کےساتھ عاشق رسول بھی تھےرسول گرامی کی ذات سے آپ کوجووالہانہ عقیدت تھی اس کااندازہ اس بات سے لگایاجاسکتاہے کہ جب امریکی پادری ریورنڈ جیرفالویل نےشان رسالت میں نازیباکلمات کہےاورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کےنام پردہشت گردی جوڑ کر بدترین گستاخی کامظاہرہ کیاتوآپ تڑپ اٹھےاوراس پادری کومعافی مانگنے پرمجبورکرنے کے لئے

پوری ممبئی میں بند کا اعلان کر دیا جگہ جگہ ممبئی بند کا پوسٹر چسپا کروادیا گیا پوسٹر کے مضمون کو پڑھ کر ایسا لگتا ہے کہ حضرت مثنیٰ میاں محبت رسول میں وارفتہ دل اس گستاخ پادری کے خلاف اپنے دل کی آواز غیرت و عشق میں ڈوب کر جذباتی الفاظ میں کچھ اس طرح پیش کرتے ہیں ''ہم زندہ کیوں ہیں''

ہماری آنکھوں کے سامنے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں ہو رہی ہیں۔

امریکی پادری ناموس رسالت پر کیچڑ اچھال رہا ہے رحمۃ للعلمین کا نام دہشت گردی سے جوڑا جا رہا ہے پھر بھی ہم ہیں کہ بے حس ہیں زندہ ہیں آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کانوں سے سن رہے ہیں۔

مسلمانوں! اٹھو اور بتادو کہ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم اپنی جان نچھاور کر سکتے ہیں امریکی پادری کی دریدہ دہنی اور شرانگیزی کے خلاف احتجاج کے لئے ''جمعہ بند'' (روزنامہ ہندوستان ٹائمز)

پوسٹر کے اس مضمون سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اس کا ایک ایک جملہ غیرت وعشق میں ڈوبا ہوا ہے اور مسلمانوں کو ناموس رسالت پر مرمٹنے کی دعوت دے رہا ہے۔

روزنامہ انقلاب نے ۱۱/اکتوبر ۲۰۰۲ کے شمارے میں پادری کے خلاف حضرت مثنیٰ میاں کے بیان کو کچھ اس طرح شائع کیا۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں پادری ریورنڈ جیری فانویل نے جو نازیبا کلمات ادا کئے ہیں اس کے خلاف شہر ممبئی میں تمام مسلک کے مسلمانوں نے بطور احتجاج جمعہ ۱۱/اکتوبر کو اپنا کاروبار بند کرنے کا فیصلہ کیا اس کا اعلان ایک کانفرنس میں حضرت مولانا مثنیٰ میاں نے کیا اس موقع پر سنی جمعۃ العلماء کے مولانا منصور علی خان، رضا اکیڈمی کے سعید نوری، مولانا سید سراج اظہر، مسلم کونسل کے ابراہیم طائی، ممبئی امن کمیٹی، آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت، تنظیم ائمہ مساجد، ادارہ فیضان اشرف، سنی رضوی سوسائٹی، دعوت اسلامی، ینگ مینشن کلچر ایسوسی ایشن، برکات رضا انڈین اسلامک مشن وغیرہ کے نمائندے موجود تھے مولانا مثنیٰ میاں نے کہا کہ امریکی پادری کے نازیبا کلمات کے سبب دنیا بھر کے مسلمانوں میں رنج وغم پایا جاتا ہے اس لئے ہم جمعہ کو یوم غم منانے کے ساتھ روزہ اور نماز وغیرہ ادا کریں

اور دکانیں وغیرہ امن کے طور پر بند رکھیں ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امن کا پیغام دیا ہے اس لئے مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ کسی طرح کی توڑ پھوڑ سنگباری یا دوکانیں نہ لوٹیں بلکہ مساجد میں جا کر نماز کے بعد دعائیں کریں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی زبان بند ہوجائے (روزنامہ انقلاب ممبئی ۱۱/اکتوبر ۲۰۰۲)

عراق پر حملے کی مذمت

امریکہ کی چودھراہٹ اور ظلم وبربریت آج کسی سے مخفی نہیں ہے اس نے تیل پر قبضہ جمانے اور اسرائیل کے قدم کو مضبوط کرنے کے لئے انبیاء اور اولیاء کی سرزمین عراق پر عام بے گناہوں کے خون سے ہولیاں کھیلیں اور کھیلتا چلا آرہا ہے یقیناوہ لائق مذمت ہے اور اگر عرب ملکوں کی یہ سرد مہری رہی تو وہ دن دور نہیں کہ ان کا بھی حشر عراق ہی جیسا ہوگا۔حضرت مثنیٰ میاں عراقی عوام پر ہونے والے اس ظلم و ستم کو برداشت نہ کرسکے اور امریکہ کے تئیں اپنی نفرت اس جبر وتشدد کی مذمت اور عراقی مسلمانوں کی حمایت میں پریس کانفرنس کرکے اپنے دل کی بھڑاس اس طرح نکالی۔

حضرت مثنیٰ میاں نے آج یہاں ایک کانفرنس کے دوران کہا کہ عراق پر امریکی حملہ انسانیت سوز قدم ہوگا اور یہ کسی مسلم ملک کے خلاف نہیں بلکہ انسانیت کے خلاف حملہ ثابت ہوگا جس میں اقوام متحدہ اور اس کے قوانین کا بھی کھل کر مذاق اڑایا جائے گا انہوں نے کہا اس سے قبل بھی عراق پر کئے گئے حملوں میں معصوم بچے اور بے گناہ افراد کی جانیں تلف ہوئیں دہشت کا ماحول تیار کیا گیا ہے جس کا مقصد یہ تھا وہاں کے صدر کو ہٹانا اور عراق کے تیل پر قبضہ جمانا ایسی ہی تمام حرکتوں کی وجہ سے ہماری دنیا بھر کے تمام امن پسند وغیر جانبدار ملکوں سے اپیل ہے کہ اب وہ متحد ہوکر خود امریکہ کو ایک دہشت گرد ملک قرار دے۔مولانا موصوف نے یہ بھی کہا کہ اب وقت آگیا کہ خود امریکہ کی ناکہ بندی کی جائے اور چند ضروری مشینیں اور ادویات کو چھوڑ کر امریکہ کے تمام اشیاء کا بائیکاٹ کیا جائے اس لئے ہم عرب ممالک کے ساتھ ساتھ حکومت ہند سے بھی التجا کرتے ہیں، کیونکہ عراق ہندوستان کا بہترین دوست ہے اور کسی

بھی عالمی مسئلے پر ماضی میں اس نے کسی بھی عرب ملک پر ہندوستان کو ترجیح دی۔

(روز نامہ اردو ٹائمز ۱۳ جنوری ۲۰۰۳)

ایریل شیرون کی ہندوستان آمد پر مظاہرہ ہزاروں انسانوں کا قاتل فلسطینیوں پر گولیاں چلانے کا حکم دینے والا ظالم و جابر اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کو جب واجپئی حکومت نے ہندوستان آنے کی دعوت دی تو حضرت مثنیٰ میاں ایک سچے مسلمان ہونے کے ناطے سے ہمدردی رکھنے کے ناطے یہ برداشت نہ کر سکے کہ ہزاروں فلسطینی مسلمانوں کے قاتل کے گندے قدم ہندوستان میں پڑیں اس لئے اس کی آمد کے خلاف مظاہرہ کر کے اپنے غم و غصے کا اعلان فرمایا۔(روز نامہ ہندوستان رقمطراز ہے)

ہزاروں بے گناہ فلسطینیوں کے قاتل اور انسانیت کے دشمن اسرائیلی وزیر اعظم ایریل شیرون کی ہندوستان میں آمد کی خبروں نے ہندوستانی مسلمانوں میں اضطراب اور بے چینی پیدا کر دی اور خونی درندے کے خلاف عام مسلمان ہی نہیں بلکہ علمائے کرام نے بھی شدید احتجاج کا فیصلہ کر لیا اس سلسلے میں گزشتہ روز حضرت مولانا مثنیٰ میاں کی رہائش گاہ پر علماء کرام اور مسلم دانشوران کی ایک میٹنگ منعقد کی گئی اس میٹنگ میں متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ ہندوستانی مسلمان حکومت ہند اور دوسری تمام مسلم برداری تک اپنے شدید رد عمل کو پہنچائیں گے اور اس مقصد کے لئے ضرورت پڑی تو تشدد مظاہرے سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

علمائے کرام کی اس میٹنگ میں فیصلہ ہوا کہ مسلمانوں کا ایک وفد گورنر سے ملاقات کر کے اور انکی خدمت میں ایک میمورنڈم پیش کر کے حکومت ہند سے مطالبہ کرے گا کہ انسانیت کے اس قاتل کے ناپاک قدموں کو سرزمین ہندوستان پر رکھنے سے روکا جائے اور بھاجپائی سرکار کو یہ باور کرا دیا جائے کہ انہوں نے اسرائیل کے ساتھ جو پینگیں بڑھائی ہیں وہ ہرگز ہندوستانی عوام اور انسانیت کے حق میں نہیں ہیں جبکہ اسرائیلی وزیر اعظم کو اس پاک سرزمین پر مدعو کر رہے ہیں اس کا انسانیت سے دور دور تک کا بھی واسطہ نہیں ہے،روز نامہ ہندوستان ۲۲/اگست ۲۰۰۳

چنانچہ ایریل شیرون کی ہندوستان آمد پر حضرت مثنیٰ میاں کی سرپرستی میں رضا اکیڈمی کے بینر تلے

مظاہرے کئے گئے اور علمائے کرام نے گرفتاریاں بھی دیں روزنامہ ہندوستان لکھتا ہے۔

''ملک بھر میں کئی مسلم اور بائیں بازو کی جماعتوں نے ایریل شیرون کے دورہ کی سخت مذمت کی دہلی، ممبئی، کلکتہ، جموں وکشمیر کے کچھ علاقوں میں اس دورے کے خلاف مظاہرہ کئے تھے،

ممبئی میں تقریبا ۱۱۳ رعلمائے کرام کو جے جے مارگ پولیس نے حراست میں لے لیا اس کے علاوہ شہر میں علمائے کرام نے رضا اکیڈمی کے بینر تلے ایک احتجاجی دھرنا دیا اس کے جنرل سیکریڑی الحاج محمد سعید نوری نے خبر رساں ایجنسی اے پی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے اول نمبر کے دہشت گرد کو یہاں آنے کی دعوت کیوں دی کیا وہ اس سے مسلمانوں کے خلاف مظالم کرنے کے طریقے سیکھنا چاہتی ہے انہوں نے بتایا کہ جمعرات کو وہ مدرسہ کے بچوں کے ساتھ ممبئی ائیرپورٹ پر شیرون کا گھیراؤ کریں گے بچوں کے ہاتھوں میں مظاہرے کے تعلق سے بینر ہوں گے

(روزنامہ ہندوستان ۱۰ ستمبر ۲۰۰۳)

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا ایک جائزہ

ازقلم: حضرت علامہ مولانا محمد شمس القمر قادری، سنت کبیر نگر، یوپی

زندگانی تھی تیری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تاروں سے بھی تیرا سفر

اس وقت میرا مقصد خانوادہ قادریہ چشتیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے ایسے بزرگ کے تعلق سے اپنے خیالات اور تاثرات کو سپرد قلم کرنا ہے جو ستارہ سحر کی طرح آسمان رشد وہدایت پر طلوع ہو کر غروب ہو گیا لیکن اپنے نور ولایت سے برسہا برس کی گھٹا ٹوپ تاریکی کا سینہ شق کر دیا اور اپنے وجود کی تابانیوں سے عوام الناس کو صراط مستقیم دکھا کر ان کے تاریک گوشہ حیات کو روشن کر گیا۔

اس پرفتن دور میں جب کہ مدارس و مساجد اور خانقاہیں حوادثات کا شکار ہیں دینی اور اسلامی اداروں کو زر پرستوں اور جاہ پرستوں نے اپنی ملکیت بنالیا ایسے عالم میں حضور سید انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ سجادہ نشین آستانہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف ساون کے بادلوں کی طرح اٹھے اور اپنے اعمال صالحہ کی بارشوں سے سرزمین ہند کو سیراب کر دیا اور جہاں حق پرستی کے تناور درخت بے برگ وثمر برہنہ کھڑے تھے آپ کے علم وعمل اور رشد وہدایت کی وجہ سے ان میں دوبارہ تازگی آ گئی اور دوبارہ برگ و بار آور ہوئے کیونکہ ہمارا مقصد حضور انوار المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کو بیان کرنا ہے اس لئے گفتگو اسی سلسلہ میں ہونی چاہئے لیکن اس وقت ہم مناسب یہ سمجھتے ہیں کہ عوام کی خدمت میں آپ کی مختصر سوانح بھی پیش کر دی جائے تا کہ آپ کی شخصیت کے مختلف پہلو اجاگر اور روشن ہو جائے۔لہٰذا اب ہم آپ کی جائے ولادت حصول تعلیم اور سلسلہ نسب وغیرہ کے متعلق چند کلمات ادا کریں گے پھر اپنے مقصد اصلی کی طرف رجوع کریں گے۔

جائے ولادت: پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو بسکھاری ضلع فیض آباد یوپی میں حضرت سید شاہ جلیل اشرف اشرفی جیلانی کے دولت کدے پر جلوہ بار ہوئے بزرگ باپ نے اس نو

مولود کے چہرے پرنظر ڈالی تو فرمایا تو یہ مخدوم پاک کا مثنیٰ ہے چنانچہ عرف میں آپ اسی نام سے جانے جاتے ہیں لیکن پھر کچھ دنوں بعد والد گرامی نے آپ کے نام کے لئے سید انوار اشرف کا انتخاب فرمایا۔

حصول تعلیم: پانچ سال کی عمر شریف میں آپ کی رسم بسم اللہ ادا کی گئی اور آپ اپنے گھر کے ایک ملازم کے ساتھ بسکھاری کے ایک مکتب میں حصول تعلیم کے لئے جانے لگے جب مکتب کی تعلیم مکمل ہوگئی تو قریب ہی ایک مقامی مڈل اسکول میں قابل قدر اور انتہائی شفیق استاذ مولانا عبدالشکور صاحب کی نگرانی میں درجہ ہفتم تک کی تعلیم حاصل کی اور اس طرح سے ہائی اسکول کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے لکھنو یونیورسٹی میں داخلہ لیا جہاں گریجویشن کرنے کے بعد قانون کی سند حاصل کی اور محکمہ چک بندی میں رجسٹرار کے عہدے پر فائز ہوئے۔

سلسلہ نسب: آپ نسب اور خاندانی وجاہت کے اعتبار سے حسنی حسینی نجیب الطرفین سید ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے در سے ہمیشہ روحانیت کے فیوض و برکات کا دریا جاری رہتا تھا اور آپ کی ذات بابرکات رشد وہدایت کا روشن مینار تھی۔ جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ آپ کے دست حق پرست پر ہزاروں کی تعداد میں راہ حق اور صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہیوں میں بھٹکنے والے نے توبہ اور بیعت سے مشرف ہوکر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔

دینی اور سیاسی خدمات کا ایک سرسری جائزہ: حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی مختصر سوانح پیش کرنے کے بعد اب ہم اپنے مقصد اصلی کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ آپ کی دینی اور ساتھ ساتھ سیاسی خدمات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے جس کی کوئی حد نہیں چنانچہ مولانا مقصود احمد بستوی کچھ اس طرح قلمبند کرتے ہیں۔

پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دینی وملی، سیاسی وسماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ دینی تعلیم و تعلم کی ترویج واشاعت کی خاطر آپ نے ملک کے مختلف مقامات پر ایک درجن سے زائد مدارس و دار العلوم قائم کئے جو الحمد اللہ بدستور جاری ہیں اور وہاں سے علم دین کی روشنی دن بدن تیز سے تیز ہوتی جارہی ہے۔

حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ایک ہمہ جہت شخصیت

متذکرہ سطور سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات قوم مسلم کے لئے ایک عظیم سرمایہ حیات تھی اورآپ واقعی قوم وملت کے سچے پاسبان اوردین کا درد رکھنے والے تھے۔ آپ کے اندردین کی تڑپ مذہب کی لگن اورمسلک کی ترویج واشاعت کا جذبہ وارفتگی کی صورت اختیار کر گیا تھا یہی وجہ ہے کہ اس راہ میں حائل ہونے والی تمام دشواریوں کا خندہ پیشانی سے خیر مقدم کرلیا کرتے تھے اس تعلق سے شاید آپ نے یہ سوچ لیا تھا کہ۔

رنج کا خوگر ہو انسان تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کی آساں ہوگئیں

حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے اندرایک دوسری صفت یہ پائی جاتی تھی کہ آپ دینی مدارس کے طلبہ کرام کے مستقبل کوروشن اورمفید بنانے کے لئے دائمی طور پر فکرمند رہا کرتے تھے اوران کے لئے ہمیشہ سعئ جمیل فرماتے رہتے تھے چنانچہ آپ کا نظریہ اورآپ کی فکرکبھی یہ نہیں تھی کہ طلبہ کوصرف روایتی دینی تعلیم دیکرکسی مسجد کا مؤذن یاامام بنا کررخصت کردیا جائے جیسا کہ حضرت مفتی شبیراحمد صاحب رضوی استاذ الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی نے اس سلسلہ میں چند باتیں ضبط فرمائی ہیں کہ ’’حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ طالبان علوم نبویہ سے غایت درجہ شفقت ومحبت فرماتے تھے اوران کے مستقبل کوتابناک بنانے کے سلسلہ میں ہمیشہ متفکر رہا کرتے تھے۔آپ کا نظریہ یہ ہرگزنہیں تھا کہ اسلامی نونہالوں کوروایتی تعلیم دیکر صرف مسجد کا مؤذن یاامام بنا کررخصت کردیا جائے یامحض عالم دین بنا کر دستارعلم سے سرفراز کردیا جائے اوروہ دنیاوی علوم سے نابلدرہے کہ سفر کی ضرورت پڑنے پراسٹیشن کے فارم خانہ کی پری کر کے ٹکٹ بھی حاصل نہ کرسکیں اورغیروں کوحیرت وافسوس کی نگاہ سے دیکھتے رہیں۔‘‘

اب یہ حقیقت کھل کرروزروشن کی طرح سامنے آگئی کہ آپ نے جوتقریباً ایک درجن مدارس قائم فرمائے ہیں وہ محض اپنے نام یاحصول شہرت کے لئے نہیں بلکہ ان کے قائم کرنے کا مقصداشاعت دین اورفروغ اسلام تھا نیزاس لئے بھی تاکہ تشنگان علوم نبوت سیراب ہوکراپنے علمی پیاس کوبجھاسکیں اوردین

ودنیا دونوں میں کامیاب رہیں آپ کے قائم کردہ اداروں کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے ان میں دینی تعلیم کے ساتھ دنیوی تعلیم مثلا کمپیوٹر اور انگریزی زبان وغیرہ کو داخل نصاب فرما کراسے لازم قرار دیا تا کہ ایک ایسا طالب علم جو آٹھ دس سال ہمارے مدرسہ میں تحصیل علم دین کے لئے گزارے وہ فارغ ہونے کے بعد اسٹیشن اور بینک کے فارموں کی خانہ پُری کے لئے محض غیروں کا محتاج اور حاجت مند نہ رہے حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے ایسے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جن کو رہتی دنیا تک فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے اور انشاء اللہ قیامت تک آپ کی خدمات جلیلہ کو سنہری حرفوں میں تحریر کیا جائے گا آپ حق گوئی میں بہت جری اور نڈر تھے مصائب سے ہراساں ہونا آلام سے گھبرانا اور مشکلات سے پریشان ہونا تو آپ نے سیکھا نہیں تھا بلکہ بادمخالف کی تیز تند آندھیوں میں جبل استقامت کی طرح کھڑے رہنا آپ کا طرۂ امتیاز تھا گویا آپ اپنی عملی زندگی سے آنے والی نسل کو یہ درس حیات دے رہے تھے۔

سکوت موت ہے جہد و عمل کی دنیا میں
تھکو تو اور بھی تلوؤں کو خار خار کرو
ڈھونڈ ہی لیں گے کبھی منزل گم گشتہ کو
ہم نے سیکھا نہیں ٹھوکر سے ہراساں ہونا

پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دینی اور سیاسی خدمات کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ جب خلیجی جنگ شروع ہونے والی تھی تو اس سے چند دنوں بیشتر المؤتمر الشعبی الاسلامی کے عنوان سے بغداد میں منعقد ہونے والی کانفرنس میں تقریبا پچاس ہندوستانی علماء کے وفد کے ساتھ آپ حکومت عراق کی دعوت پر شرکت کے لئے تشریف لے گئے چنانچہ وہاں پہنچ کر آپ نے کانفرنس کی اجلاس کی صدارت اور ہندوستان کے علماء کی قیادت ونمائندگی فرمائی۔

آپ کی صدارت پر آپ کے غیر عربی ہونے کے مسئلے کولیکر بعض عربی حضرات نے جو کانفرنس میں تھے انھوں نے اعتراض کیا جس کا آپ نے نہایت ہی اطمینان بخش جواب دیا اور فرمایا کہ اگر چہ بود

وباش اور سکونت کے لحاظ سے ہندوستانی ہوں لیکن میں عربی النسل ہوں اور اولا دغوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ اور سبط رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں میری رگوں میں علی کا خون ہے اور اس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا دودھ ہے۔

اب ذیل میں آپ کی حیات کی دوایک اور خدمات کوسپر دقلم کرنے کی سعی کرر ہا ہوں ملاحظہ فر مائیں۔

خلیجی جنگ کے بعد دوبارہ دورہ عراق ماضی قریب میں ہونے والی عراق کی جنگ بیشتر سیکڑوں علماء کی موجودگی میں، C N N کوزبردست ایک گھنٹہ انٹرویودیا جس میں عراق کی حمایت اور حقانیت کا کھلےلفظوں میں اظہار اور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی ہجوفرمائی۔

جس وقت دنیا کے سب سے بڑے قاتل اسرائیل کے وزیر اعظم کی ممبئی میں آمد تھی اور اس کے استقبال اور خیر مقدم کے لئے خوب خوب آرائش وزیبائش کا انتظام تھا تو آپ نے اس کی زبردست مخالفت کی جس کی پاداش میں آپ کوسیکڑوں علماء کے ساتھ قید خانوں میں ڈال دیا گیا یوں ہی حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ذات مبارک اس سلسلہ میں ہمہ تن مصروف نظر آتی ہے کہ گجرات کا فرقہ وارانہ فساد رونما ہوا۔اور اقلیتی فرقہ کے لوگ سخت نقصان جان ومال سے دوچار ہوئے تو آپ نے گجرات کی حکومت کے خلاف سخت بیان دیا اور مرکزی وصوبائی دونوں حکومتوں کوزبردست وارننگ دی پیر طریقت حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کا میدان اس قدر وسیع وعریض ہے جس کا استحضار اس مختصر مقالے میں نہیں ہوسکتا میں اپنی کم علمی اور بے بضاعتی کا شدت سے احساس کرتے ہوئے اس مقالے کوضبط تحریر کر رہا ہوں۔کاش میں ایسا بھر پور نذرانہ عقیدت پیش کرسکتا جس کی وہ ذات گرامی مستحق ہے۔

قارئین کرام سے اپنی قلت علمی کے لئے معذرت طلب ہوں اور ڈاکٹر علامہ اقبال کے اس شعر کے ساتھ اپنی بات کوختم کرر ہا ہوں۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

سرزمین ہندوستان کی عظیم شخصیت انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ان کی جہادی اور دعوتی زندگی کے چند اہم گوشے

مولانا شاہد رضا ازہری، جامع ازہر، مصر

ہندوستان کی تاریخ میں بہت سی اسلامی سرکردہ شخصیات پیدا ہوئیں جنھوں نے امت مسلمہ کی سخت مشکل حالات میں بھی رہنمائی فرمائی اور فتنہ پرور تحریکات و باطل رجحانات ونظریات کا اپنی پوری طاقت اور اپنے تمام اسباب وسائل کے ذریعہ مقابلہ کیا ہے اور دلوں میں اساسی بنیاد کو رچا بسا دینے کے لئے اپنی تمام تر کوششیں صرف کر ڈالیں جس کی وجہ سے ہندوستان کے صاف و شفاف آسمان میں شرافت و بزرگی کی چوٹی پر اسلام کا جھنڈا لہرانے لگا اور برصغیر ہند میں اسلامی تحریکات کی تاریخ عظیم کارناموں سے بھر گئی اور اسلامی لائبریریوں نے دعوت اسلام کی تحریکات کے اعلیٰ کارنامے سے متاثر ہو کر اس کی خوشبوؤں اور لافانی یادگاروں کو اپنے سینے سے لگالیا۔

بیسویں صدی کے آخر میں شہرت یافتہ دعوتی اور اصلاحی قائدین میں ایک نمایاں نام سید انوار اشرف مثنیٰ میاں رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے آپ نے اس خاکدان گیتی پر قدم رکھا اور فیوض و برکات سے پوری دنیا کو روشن ومنور کر دیا۔

میں اپنے اس مختصر سے مضمون میں انشاءاللہ ان کی فکری ودعوتی زندگی کے کچھ نمایا پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا تا کہ حضرت کے کارنامے لوگوں کے دلوں میں ہمیشہ زندہ رہیں جو بہتر سے بہتر اسلامی مستقبل کی رہنمائی کرتے رہیں اور مذہبی دعوت کے خاردار اور سنگلاخ راستے پر چلنے والوں کے لئے رشد وہدایت کے روشن مینار بن جائیں۔

ولادت، خاندان تعلیم

حضرت سید انوار اشرف کی پیدائش ے ۱۹۳ء کو امبیڈکر نگر فیض آباد یوپی کے ایک قصبہ بسکھاری شریف میں ایک معروف علمی گھرانے میں ہوئی جس میں علم وفضل، جود وسخا اور معرفت عام تھی۔ آپ کے

والد حضرت سید جلیل اشرف جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کچھوچھہ شریف کے علاقے میں سلسلہ اشرفیہ کے مشائخ کبار میں سے تھے۔

جن کا سلسلہ نسب حضور غوث اعظم عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ والرضوان سے جا ملتا ہے اس لئے آپ ہاشمی گھرانے کے حسنی الاب، وحسینی الام شہزادے اور ہندوستان میں صوفیائے کرام کے سلسلہ قادریہ اشرفیہ کے چشم و چراغ ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے محلہ کے ایک نرسری میں حاصل کی اور شہر کے ایک گورنمنٹ مڈل اسکول میں داخلہ ہوا جہاں آپ مولوی عبدالشکور نام سے مشہور ایک مشفق استاذ کی نگرانی میں اپنی تعلیم مکمل کی پھر وہاں سے ٹانڈہ کے نیشنل ہائی اسکول اور پھر وہاں سے جامعہ لکھنو گئے جہاں گریجویٹ بی، اے کی سند حاصل کی۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ وسیع پیمانے پر عصری علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم وفنون پر بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔الہٰ آباد بورڈ کے فارسی اور عربی امتحانات سے عالمیت وفضیلت کی سند بھی حاصل کی ساتھ ہی اپنے خاندان میں پھیلے ہوئے اس روحانی اور مفید علمی سرمائے کو بھی پایا جس نے آپ کی طبیعت میں دینی وایمانی بنیاد کی پختگی میں اہم کردار ادا کیا اور آپ کو اپنے حیثیت کے مطابق ایک عظیم مذہبی رہنما بنا دیا۔

اور آپ دلوں کی دھڑکن صوفیائے کرام کے مرکز اور پورے ہندوستان میں سلسلہ قادریہ اشرفیہ کی سب سے مشہور شخصیت بن گئے۔

دعوتی سرگرمیاں

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نئی نسلوں میں خصوصاً اور عام مسلمانوں کے دلوں میں عموماً مذہبی تعلیم و تربیت عام کرنے کا بڑا شوق رکھتے تھے اور آپ نے ان بنیادی مقاصد کی تکمیل کے لئے اپنی نیند حرام کر لی ایک دفعہ فرمایا وہ محلہ جو چند مسلمانوں کے گھروں پر مشتمل ہو اس میں کسی دینی مدرسے کی بنیاد ضروری ہے جیسا کہ تمام رہائشی عمارتوں میں کم از کم ایک فلیٹ دینی مدرسے کے لئے خاص ہو جس میں

چھوٹے چھوٹے نوعمر بچوں کو دینی کتابیں پڑھائی جائیں تا کہ وہ اسلامی اخلاق وآداب سے مزین ہو جائیں (روزنامہ راشٹریہ سہارا مورخہ ۲۵ دسمبر ۲۰۰۲)

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان کے مدارس دینیہ دعوت وتبلیغ کے میدان میں نمایا کردار ادا کرر ہے ہیں۔ اس طرح وہ ملکی پیمانے پر ہندوستانی مسلمانوں کے لئے روحانی طاقت وقوت کا منبع ومرکز ٹھہرے اگر یہ مدرسہ نہ ہوتے تو ہندوستان اور اس کی ماضی قدیم داستان کے اندھیروں میں گم ہو کر رہ جاتی یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی بیداری لانے اور کسی انسان کو سچا مسلمان اور اپنے مذہب وملت اپنے دین اور اپنے وطن کا وفادار بتانے میں مدارس اسلامیہ کا مثبت اور اہم کردار رہا ہے اس لئے حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے چوٹی کا زور لگا دیا تا کہ اسلامی افکار ونظریات اور شریعت کے احکام کی خوب خوب نشر واشاعت ہو سکے اور مسلمان اپنے روزمرہ کے ضروری شرعی مسائل کو جان سکیں اور ان مدارس سے علماء ومشائخ کا ایک نورانی قافلہ بدعات وخرافات، انتشار واختلافات کو ختم کرنے والے مصلح ہو کر نکلے اور باطل فرقوں اور صحیح وروشن اسلامی روایات اور بنیادی مذہبی عقائد کے خلاف زبان درازی کرنے والے کے تئیں غلط باتوں کو منسوب کرنے والے مکار اور ان جیسے فتنہ پروروں کا صفایا کر سکے۔

وقت کی اس ضرورت کے پیش نظر حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے ہندوستان میں بہت سے مدارس ومکاتب کی داغ بیل ڈالی ساتھ ہی ساتھ بعض دوسرے دینی مدارس کی سرپرستی اور ان کے انتظامی امور کی دیکھ ریکھ بھی فرمائی ان میں سے بعض کے اسماء ذیل میں درج ہیں۔

(۱) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، ممبئی

(۲) جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی

(۳) مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہراء امرت نگر ممبراء ممبئی

(۴) دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز، دمن گجرات

(۵) جامعہ اشرفیہ اہلسنت مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ یوپی

(۶)مدرسہ اشرفیہ قادریہ بسکھاری امبیڈکرنگر یوپی

(۷)دارالعلوم مخدوم سمنانی گورکھپور یوپی

(۸)مدرسہ معینیہ اشرفیہ کوسہ ممبرا، ممبئی

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ان مدارس کی منظم طریقہ پر سرپرستی فرماتے اوران کے لئے بڑے قیمتی کلمات ارشادفرماتے اپنے مریدوں کوان میں ترغیب دلاتے اوراپنے متعلقین کو ہمیشہ ان کا خیال رکھنے کی نصیحت فرماتے جس کا فائدہ یہ ہوا کہ آج یہ مدارس اپنے اساتذہ وطلبہ کی وجہ سے ایک عظیم مقام پرفائز ہیں اورہندوستان میں بے شمار مدارس کی بھیڑ میں یہ اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ وسیع عصری تہذیب کے باوجود دعوتی میدان میں آمادہ رہے۔دوسری طرف آپ نے سیاست کے پرپیچ راستوں میں دوڑ لگادی اور وہ بھی صرف دینی ضرورتوں کو پوری کرنے۔پوری دنیا میں مسلمانوں کی تکالیف کودور کرنے اوران کے مسائل کے لئے قدم اٹھایا۔

جس کے لئے آپ کوطرح طرح کی تکلیف اٹھانی پڑی اور یہ صرف اسلام کی سربلندی واعلاء کلمۃ الحق ہی کے لئے تھا۔

وفات وتدفین

اس کی قسمت پہ فدا تخت وشاہی کی راحت
خاک طیبہ میں جسے چین کی نیند آتی ہو

سن ۲۰۰۳ء میں مکہ مکرمہ میں ارکان عمرہ ادا کرنے کے بعد آپ کی عقیدت ومحبت نے روضہ رسول مقبول کی زیارت کے لئے بے چین کردیا اورآپ نے ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ،مطابق ۱۱ رنومبر ۲۰۰۳ء کوزیارت حرم کے لئے رخت سفر باندھا راستے میں اچانک آپ کی گاڑی ایک سخت حادثہ سے دوچار ہوگئی اور حدودِ مدینہ منورہ میں آپ کا انتقال ہوگیا وہ مدینہ جس کے دیدار کے لئے ہر دھڑکن بیتاب، ہردل مضطرب، ہرآنکھ مشتاق، ہرجان بےقرار رہتی ہے۔اسے آخری بار ایک عاشق

صادق نہ دیکھ سکا مگر رحمت خداوندی کا کیا کہنا کہ اس نے قسمت میں ایک لازوال نعمت لکھ دی یعنی صحابہ و صلحا، اولیا و خلفا، سے بھرپور جنت البقیع میں خلیفہ سوم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کے قدموں میں ان کو جگہ ملی اور وہیں ان کی آخری آرام گاہ بنی، بلا شبہ

ایں سعادت بزور با زو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کی بے لوث دینی خدمات کا نتیجہ ہے کہ آپ اس جھرمٹ میں آرام فرما ہیں یہ سعادت رب کی طرف سے ایک تحفہ کی صورت میں مقدر بن گئی۔

ابر رحمت تیری مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

موت آئے تو درِ پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

چوتھا باب۔۔۔۔۔۔عشق رسول

حضورشہیدراہ مدینہ قوم وملت کے مخلص ہمدرداور سچے عاشق رسول تھے

ازقلم: مشہور محقق پروفیسرڈاکٹرسیدشفیق اشرف کچھوچھوی
صدرشعبہ اردوخواجہ معین الدین چشتی یونیورسٹی لکھنؤ

سائنسی علوم کی روزافزوں ترقی نے مادی اعتبار سےتو انسان کووہ عروج بخشا کہ یہ ذرہ خاک کی ہمدوش ثریا ہوگیا لیکن دوسری طرف روحانی زوال اوراخلاقی پستی بھی حضرت انسان کا مقدر بنی۔اس کا واحدسبب یہ ہے کہ انسان نے علم کوتطہیرقلب اورتزکیۂ نفس کے لیے حاصل نہیں کیا بلکہ اسے ذاتی اغراض ومقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ ہروہ علم جومخلوق کوخالق سے بیگانہ کردے جہالت کے زمرے میں آتا ہے۔

دراصل مشرقی اقوام خصوصاً مسلمان قوم جادۂ اعتدال پر بہت کم گامزن ہوئے انہوں نے یا تو وسعت افلاک میں تکبیرمسلسل بلندکی یا پھرخاک کی آغوش میں تسبیح ومناجات میں مشغول رہے۔ان کے خداوندان مکتب نے شاہین بچوں کوخاکبازی کا درس دیااورنظم دنیا کوخدا کے دشمنوں کے حوالے کردیااور سائنسی علوم کے دشت کی سیاحی کوخودپرحرام قراردے ڈالا۔

لیکن اقوام مغرب نے مادی اورسائنسی ترقی کی بدولت خدا کی زمین پرخلفشاروانتشار برپا کیا کیونکہ ان کا کاسہ روحانیت کی دولت سے خالی تھا۔علم اگرروحانی اقدارسے بے بہرہ ہوجائےتو وہ سرکش وبےلگام ہوکرانسانی تباہی کا موجب بنتا ہے۔ یہ حقیقت ہمیشہ انسان کے پیش نظررہنی چاہیے کہ خالق کائنات نے انسان کو مادی اورروح کا مرکب بنایاہےاوردین فطرت ہونے کےسبب اسلام روح اور مادیت کاسنگم ہے۔اگران دونوں میں توازن بگڑتاہےتویہ دنیا کے لیےموجب ہلاکت ہے۔

ان نامساعدحالات کے باوجودخال خال ہی ذرۂ خاک سے ایسے خدارسیدہ انسان جلوہ گرہوئے ہیں جنھوں نے انسانیت کی بقاوفروغ کے لیے دینی ودنیاوی امورمیں ایک پاکیزہ امتزاج اورہم آہنگی قائم رکھی اورعلم وہنر کےایسے چراغ روشن کیےجن سے دنیاوی اورمادی اندھیروں کا بھی خاتمہ ہوااور

قلب ونظر بھی روشن ہوئے۔انھیں نفوس قدسیہ میں میرے ممدوح مجموعۂ محاسن پیر طریقت میر شریعت شہید راہ مدینہ حضرت سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا ہوتا ہے۔

جو اس دور میں صوفیائے کرام کے نظریات کے پیرونظر آتے ہیں۔آپ کا تعلق خانوادۂ اشرفیہ سے ہے آپ گلشن اشرفیت کے گل سرسبد اور خانوادہ کے فرد کامل تھے بلاشبہ آپ اپنے دور میں جملہ اشرفی روایات کے پاسدار اور سچے محافظ وامین تھے۔جس پر پورا خانوادہ بجا طور پر فخر کرتا ہوا دیکھائی دیتا ہے جن کی عدم موجودگی آج بھی گہوارہ غوث العالم کو سونا کئے ہوئے ہے یہی وجہ ہے کہ نہ صرف خانوادہ بلکہ پوری دنیا نے آپ کو قدوۃ الکبریٰ زبدۃ الاتقیا سید السالکین غوث العالم حضور مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سچا جانشین تسلیم کیا۔

میں سب سے پہلے انکی شخصیت کے ظاہری حسن و جمال کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں خدائے تعالیٰ نے انہیں اس قدر حسیں سراپا عطا کیا تھا کہ ماشاء اللہ دیکھتے رہ جاہیں پیشانی کی طلعت آنکھوں سے ہویدہ جلال چہرے سے برستا نور ملکوتی صفات سراپا تقدس سے معمور صاف گواہی دیتا کہ انسانی پیکر میں آسمان سے کوئی فرشتہ اتر آیا ہے بفضلہٖ تعالیٰ سیرت وصورت ظاہر و باطن کردار وعمل ہر لحاظ سے آپ ہزاروں میں بے مثال تھے کسی نے خوب کہا ہے کہ۔

کیا حسن کیا جمال کیا رنگ و روپ ہے
وہ بھیڑ میں بھی جائے تو تنہا دکھائی دے

بلا مبالغہ اتنا پر شکوہ اور پروقار چہرہ کبھی نہیں دیکھا۔شخصی خاکہ اگر کھینچا جائے تو کچھ یوں ہوگا:

ایک شخص ایک چھوٹے سے قصبے سے نکل کر تعلیم کے سلسلے میں لکھنؤ آتا ہے اعلیٰ علوم کی تکمیل کے بعد یہاں سے ملازمت کے سلسلے میں ہندوستان کے مختلف شہروں سے ہوتا ہوا اعلیٰ منصب پر فائز رہتے ہوئے ممبئی میں آخری ماہ وسال گزارتا ہے۔

اسی درمیان والد کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے اور آپ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھہ شریف کے

سجادہ نشین ہوجاتے ہیں۔ چونکہ آپ نے عصری تعلیم حاصل کی مگر آپ نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ انتہائی دینی اور اسلامی تھا وہاں کی ساری فضا روحانیت سے معمور اور گرد وپیش تقدس سے لبریز تھا۔ اباو اجداد نہ صرف ولی صفت بلکہ ولایت و روحانیت اور فقر وتصوف کے تاجدار اور شریعت وطریقت کے آفتاب وماہتاب تھے طہارت و پاکیزگی آپ کی طینت میں شامل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ آپ پر مادیت اور دنیا کی چمک دمک کبھی قابو نہ پاسکی جس طرح آپ کے جد کریم مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا کوطلاق بتہ دے رکھی تھی ویسے ہی آپ نے بھی دنیا کو اپنے قریب پھٹکنے نہ دیا۔

دوران ملازمت ممبئی جیسے شہر میں اپنے اخلاق و کردار سے لوگوں کو اس قدر متاثر کیا کہ لوگ آپ کے گرویدہ ہوگئے۔ آپ رشد وہدایت کا ایسا دریا تھے کہ جو بھی تشنہ گام آپ کے پاس آیا اسے مکمل سیرابی ہوئی اور وہ آپ کی عقیدت و نیازمندی کا ہمیشہ کے لئے اسیر ہوگیا۔

آپ گونا گوں تمام صلاحیتوں کے حامل تھے قیادت کا اگر ذکر کریں تو اس کے ثبوت کے لئے اتنا کافی ہے کہ آپ ہندوستانی علماء کی قیادت کرتے ہوئے عراق تشریف لے گئے۔ ان کا یہ دورہ عراقی حکومت کی طرف سے تھا عراقی حکومت نے دنیا کے بہت سے ممالک کے علماء کو بلا کر ایک عالمی کانفرنس کرائی تھی جس کے ایک سیشن کی صدارت شہید راہ مدینہ (حضرت مثنیٰ میاں) نے کی۔ شہر ممبئی کے تمام تر ملی مسائل کوحل کرنا اور جلسہ جلوس کی قیادت وصدارت کرنا ایک معمول سا بن گیا تھا۔

جیسا کہ ہم سبھی کومعلوم ہے کہ تقریباً ہندوستان کے ہر علاقے کے مدارس کا اس شہر کے لوگ تعاون کرتے ہیں مگر اس وقت تک لوگوں کا رجحان ممبئی میں مدارس قائم کرنے کا نہیں تھا۔ بلکہ دینی تعلیم مساجد میں ہوا کرتی تھی۔ شہید راہ مدینہ کی تحریک اور کاوشوں سے ممبرا میں ایک مدرسہ اور مسجد کی بنیاد پڑی اس کی خوبی یہ ہے کہ وہ مدرسہ اپنی ذاتی زمین پر ہے اور جس کی موجودہ عمارت نہایت ہی دیدہ زیب اور بہت پرشکوہ ہے پاس سے گزرنے والوں کو دعوت نظارہ دیتی ہے۔ اس کے بعد ہندوستان کے دیگر صوبوں میں اس طرح کے مدارس کا قیام آپ کے دم قدم سے اور سرپرستی میں عمل میں آیا ان مدارس کی

خوبی یہ رہی اور ہے کہ حضرت مثنی میاں نے جوخواب دیکھا تھا کہ کوئی بھی مدرسہ کا طالب علم صرف مسجد کا امام یا مدرسے کا استاذ بن کر نہ رہ جائے بلکہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کرے تا کہ لوگوں کے سامنے وہ خود بھی سر بلند ہو کر چل سکے۔

میرے علم میں جو ہے وہ یہ کہ آپ نے اپنے مدارس میں عالم وحافظ کے ساتھ ساتھ انگریزی کی تعلیم کے لیے بھی استاذ رکھے تا کہ طلباء انگریزی کی تعلیم بھی حاصل کر سکیں۔ جب کمپیوٹر کا دور آیا تو دارالعلوم قادریہ اشرفیہ میں کمپیوٹر لگوا کر ان طلبا کے لیے اس کی تعلیم کا انتظام کیا۔ کمپیوٹر کے ذکر سے میرے ذہن میں ایک واقعہ یاد آتا ہے۔

میں اور کچھ حضرات شہید راہ مدینہ کے ساتھ سید معین الدین اشرف (جو موجودہ جانشین شہید راہ مدینہ اور سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ ہیں) کی دستار بندی میں رونا ہی کے مدرسہ میں گئے وہاں لوگوں نے کمپیوٹر کا ذکر کیا تو آپ نے فوراً (تعداد نہیں یاد ہے) مدرسے کے لیے کمپیوٹر دینے کا کہہ دیا جبکہ ہوتا یہ ہے کہ عموماً کوئی شخص جسکی صدارت یا نگرانی میں مدارس اور ادارے چل رہے ہوں وہ کہیں اور تعاون نہیں کرتا مگر شہید راہ مدینہ کی یہ خوبی تھی اگر کوئی مدرسہ کا سفیر یا عالم دین آ گیا تو آپ اس کی حسب ضرورت مدد کرتے تھے۔ یہ ان کی سخاوت تھی۔ مدارس کے بابت بے پناہ حمایت ودلچسپی اور علماء اور طلبہ کے تئیں بے انتہا ہمدردی کا مظاہرہ فرماتے۔

میں حضرت کی عصریت کی بات کر رہا تھا آپ کے مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبا کے لیے یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ مدرسہ کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انگریزی اسکول میں بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس سال بھی تین طلبا نے ہائی اسکول اچھے نمبروں سے پاس کیا ہے اس سے پہلے بھی طلبا اعلی تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔

بلکہ بعض طلبہ اور اساتذہ نے بی ایڈ کی ڈگری حاصل کی گریجویشن کی اور الحمد اللہ آج کئی اسکولوں اور کالجوں میں نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ درس وتدریس کا کام بھی انجام دے رہے ہیں ابھی تک

میں نے صرف لڑکوں کی تعلیم کا ذکر کیا مگر شہید راہ مدینہ کی سوچ تھی کہ اگر ماں، بہن اور بیٹی پڑھی لکھی ہوں تو کئی نسلیں سدھر جاتی ہیں انھیں نظریات کے پیش نظر آپ نے تعلیم نسواں کا بھی انتظام کیا۔ ممبرا میں مدرسہ کنیزان فاطمہ کا قیام عمل میں آیا وہاں بھی دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم اور لڑکیوں کے لیے دیگر تعلیمات کا انتظام کیا۔

آپ کی ملی اور قومی خدمات کا جب ذکر آیا ہے تو ان کے دروازے پر ہر دن بغیر کسی تفریق ملت و مسلک کے ایک جم گھٹ سا رہتا تھا ان میں غربا، امرا، صحافی اور سیاست داں سبھی شامل ہوتے، مقصد یہ کہ ہر کوئی اپنے مسائل اپنے انداز میں پیش کرتا حضرت ہر ایک کو مطمئن کر کے بھیجتے۔ یہ خوبیاں لوگوں میں یوں ہی نہیں آجاتیں بلکہ اس کے لیے اپنے نفس پر قابو کرنا پڑتا ہے ترک دنیا اور نفس کشی کی تعلیمات صوفیائے کرام کے یہاں سے ملتی ہیں۔

یہ چیزیں شہید راہ مدینہ میں اپنے اجداد سے ورثہ میں ملیں اسی کے ساتھ ساتھ در سرکار مدینہ اور ان کی گلیوں سے کس قدر محبت تھی کہ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ جنت البقیع میں آرام فرما رہے ہیں مگر میں شہید راہ مدینہ کے جنت البقیع سے لگاؤ کا دوسرا واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ کا جب بھی کوئی دانت ٹوٹتا تو آپ اس کو حفاظت سے رکھتے جب خود مدینہ منورہ جاتے یا کوئی جانے والا ہوتا تو اس سے اپنے دانت کو جنت البقیع میں تدفین کراتے تھے۔ دیار رسول میں مدفون ہونے کا جذبہ اس قدر تھا کہ آپ اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید
یا تو تھوڑی سی زمیں ہو شہ سمناں کے قریب

بارگاہ رسالت سے آپ کو کس قدر والہانہ عشق تھا اور آپ کو بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی کیسی سرفرازی اور سربلندی نصیب ہوئی اور عشق رسول نے آپ کو کس قابل رشک مقام پر پہنچایا اور دیار حبیب میں شہادت کی موت اور جوار رحمت میں تدفین آپ کے نصیبے کی یاوری یہ کیسی سعادت مندی

اور امتیازی شان ہے اسے استاذ العلماء بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ علیہ الرحمہ سابق پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ (مبارک پور۔ یوپی) کی ایک گرانقدر تحریر کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں۔
گزشتہ سال رمضان المبارک میں خوش قسمتی سے مدینہ پاک کی حاضری نصیب ہوئی آپ کے اس حادثہ فاجعہ کی خبر ملی مجھے بتایا گیا کہ مکہ سے چل کر مدینہ شریف کے حدود میں چند میل اندر آئے تھے کہ یہ واقعہ وقوع پزیر ہوا اگر تھوڑی دیر پہلے یہ سانحہ واقع ہوتا تو آپ کا جسم مکہ شریف کے انتظامیہ کے سپرد ہوتا اور آپ وہیں سپرد خاک ہوتے حرم مکہ بھی سبحان اللہ بے حد متبرک اور منظور قلب ونظر سرزمیں ہے مگر عاشقان مصطفیٰ سے خاک طیبہ کی لذت اور دل آویزی پوچھئے جبھی تو سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار اور جلیل القدر صحابی فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دعاؤں میں بارگاہ رب میں نہایت ہی الحاح وزاری کے ساتھ یوں عرض کرتے **الھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک ووفاۃ ببلد حبیبک** ائے ہمارے رب تو ہمیں اپنی راہ میں شہادت نصیب فرما اور اپنے حبیب کے شہر مبارک میں موت سے سرفراز فرما۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی فرماتے ہیں۔

یہ نہیں کہ خلد نہ ہو وہ نکو نکوئی کی بھی ہے آبرو
مگر ائے مدینہ کی آرزو جسے چاہے تو وہ سماں نہیں

اے سید محترم بے شک آپ شہید راہ محبت ہیں اور قتیل کو چہ وفا، آپ کی طلب صادق اور آرزو مکمل اور جاندار تھی اور یہ برق رفتار سفر آپ کی آرزو کی تکمیل کا سامان۔

کشاں کشاں لئے جاتی ہے آرزوئے وصال
رواں دواں تیرے نزدیک آئے جاتے ہیں

ایک نقطہ قابل غور ہے آپ کی کار سومیل کی رفتار سے منزل مقصود کی طرف بڑھ رہی تھی اندھیرے میں سڑک پہ کھڑے ہوئے ایک ٹینکر سے ٹکرائی بلکہ اس کے اندر گھس گئی اور کرین کے ذریعہ ٹینکر اوپر اٹھایا گیا تو مشکل سے کار اس کے نیچے سے نکالی گئی حادثہ اتنا شدید تھا کہ کار اور اس کے اندر بیٹھنے والوں کو

چکنا چور ہوجانا چاہئے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **الشهدا خمسة المطعون و المبطون و الغريق و صاحب الهدم و الشهداء فى سبيل لله**

شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں جو طاعون میں مرے، جو ہیضہ میں مرے، جو ڈوب کر مرے اور جو دب کر مرے اور جو اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا جائے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۳۵)

میدان جنگ میں شہید ہونے والے کو کاری زخم کھانے پڑتے ہیں خون کے فوارے چھوٹتے ہیں، جو دب کر شہید ہووہ جو کچلا جاتا ہے ہڈیاں چور چور ہوجاتی ہیں اور آپ کی کار پر تو لوہے کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا ہمرائیوں سمیت آپ کا تو قیمہ ہی بن جانا چاہیئے مگر آپ کی شہادت کی شان نرالی تھی ساتھ والوں میں کسی کا پاؤں ٹوٹا کسی کا سر پھوٹا کسی کی کمر پر مار پڑی مگر اس شہید محبت کو نہ کوئی زخم لگا، نہ ایک قطرہ خون بہا مگر میدان شہادت آپ کے ہی ہاتھ آیا۔ سبحان اللہ۔

تیرے کشتہ کی آئی موت تو کس شان سے آئی
دلہن بن کر قضا آغوش پھیلائے اتر آئی

ہو تیرا ذکر تو آتی ہے دہن سے خوشبو

ازقلم :مشہور ومعروف محقق ڈاکٹر سید امین میاں، پروفیسر شعبہ انگریزی علی گڑھ یونیورسٹی

آسکر وائلڈ کا کہنا ہے کہ ''اپنے خیالات کا خود بیان کرنا بہت مشکل ہے'' خوبیاں اجاگر کیجئے تو خودستانی کا الزام پوشیدہ رکھئے تو انصاف سے دشمنی ۔ یہ مشکل دوچند ہوجاتی ہے اگر آپ اپنے عزیز ترین دوست یا قریب ترین شخصیت کا ذکر کیجئے تو آپ اپنے بارے میں تو کچھ بھی لکھ سکتے ہیں اچھا ہو یا برا آپ کو جھیلنا ہی ہے مگر آپ اپنی کسی پسندیدہ شخصیت پر لکھ رہے ہیں آپ کا اسلوب تحریر معروضی ہے اور آپ نے حساب برابر کرنے کی کوشش کی تو یہ ممدوح کے احساسات کو مطمئن کرنے کے ساتھ ساتھ ان احساسات کو مجروح کرنے کے مترادف بھی ہے اسی لئے کسی زندہ شخصیت پر اظہار خیال کرنے سے زیادہ سہولت اس پر لکھنے میں ہے جو ہمارے درمیان موجود نہیں ہے۔

مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میرے برادر خرد ہیں میرے قریب ترین عزیز اور ہم دونوں محبوب یزدانی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کی نجیب الطرفین اولاد ہیں یہ قرابت داری اچانک قابل رشک قربت میں تبدیل ہوگئی اس قربت کا سبب مزاج کی ہم آہنگی اور ہم دونوں کی قلندرانہ بے نیازی ہے۔ بایں ہمہ اس مزاجی میں مماثلت کا شانہ بہ شانہ مزاحوں کا فرق بھی، راقم الحروف ابد سے لاابالی مثنیٰ میاں زمینی حقائق پر نظر رکھنے والے۔ میں شاعر، ہوائی قلعے فتح کرنے والا۔ مثنیٰ میاں حقیقت پسند۔ میں رومان کی دنیا میں پناہ گزیں، مثنیٰ میاں طہارت، تقویٰ وپاکیزگی میں مستغرق، میں آسودگی پسند مثنیٰ میاں فعال اور متحرک۔

میں تقریباً چھ سات سال کی عمر میں کچھوچھہ شریف کو خیر آباد کر چکا تھا۔ میرے والد نے حصول علم کی غرض سے مجھے باہر بھیج دیا تقریباً بارہ، تیرہ سال بعد میری ملاقات حضرت ممدوح سے کچھوچھہ شریف میں ہوئی یہ پہلی ملاقات تھی وہ مجھ سے کئی سال چھوٹے تھے میں نے اس وقت ان کو بوشرٹ اور پینٹ میں ملبوس پایا دمکتا ہوا گلاب سا چہرا، سفید وسرخ آنکھوں میں ذہانت کی چمک ہونٹ تھے کہ گلاب کی پسند

خاطر پنکھڑیاں، مہتاب کی کرنوں میں نہائی ہوئی پیشانی یہ تھے مثنیٰ میاں جمالیات کا خوبصورت مرقع،

عالم میں تم سالاکھ سہی مگر تم کہاں

معلوم ہوا کہ آں جناب خاندان اشرفیہ کی نہایت باوقار شخصیت حضرت سید جلیل اشرف کے فرزند ارجمند ہیں باپ جلیل تو بیٹا بھی جلیل القدر گفتگو نہایت نرم وشگفتہ حرکات وسکنات کی ایک ایک ادا میں تہذیب کی گلکاری مخاطب سے بات کرنے میں ادب ملحوظ خاطر دور دور تک کسی تکبر کا نام نہیں اور جب عرصہ بعد ملاقات کا شرف دوبارہ حاصل ہوا تو دنیا بدل چکی تھی۔

عصا درکف، عمامہ زیب سر، پوشاک نورانی
گل باغ جلیل اشرف جمال قطب سبحانی

یہ تبدیلی خالص اسلامی لباس تک محدود نہ تھی بلکہ یہ مراجعت تھی دنیا سے دین ظاہر سے باطن جسم سے روح، معالات دنیوی سے معاملات نفس کی طرف مختصرا ہم یوں کہہ سکتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسٹر سے شیخ طریقت کی طرف سفر کے رجحان کے محرکات کیا ہیں۔مگر مثنیٰ میاں کا امتیاز یہ ہے کہ شروع ہی سے پکے سنی مسلمان رہے ہیں عقیدے پر کوئی سمجھوتہ نہیں اس کے اظہار میں جری اور بے باک پھر آخر وہ ان عناصر ترکیبی کا مرکب تھے جس نے ان کی دنیا ہی بدل دی اور نہ صرف خانوادۂ اشرفیہ بلکہ عرب وعجم میں باعث افتخار سمجھے جانے لگے۔

راقم الحروف کی نظر میں وہ عناصر ہیں سجادہ نشینی کی برکات مجاہدہ نفس اصلاح معاشرہ کا جذبہ اور خدمت خلق کا جوش وخروش سجادگی کے لئے مخدومی نظر انتخاب مثنیٰ میاں پر پڑنا مرحوم مثنیٰ میاں کی صلاحیت واستعداد پر دال ہے خانوادۂ اشرفیہ کے تعلق سے یہ عجیب مگر مسلم حقیقت ہے کہ سجادہ نشینوں کی اولاد میں یہ روحانی منصب اکثر چھوٹی یا بیچ کی اولاد کو ملتا ہے خود نورالعین کی اولاد میں برادر اکبر شاہ حسن تھے مگر حضرت نے سجادگی کے منصب پر شاہ حسین کو فائز کیا شاہ جلیل اشرف نے اپنے فرزند مثنیٰ میاں کے چہرے پر آثار ولایت دیکھے ہوں گے۔

چنانچہ یہ ضیاافروز ستارہ آسمان سجادگی پر رونق فشاں ہوا مثنیٰ میاں نے اپنے کارہائے نمایاں اخلاق حسنہ اور صفات حمیدہ سے یہ ثابت بھی کیا کہ واقعتاً حضرت ممدوح ہی اس منصب کے اہل ہیں دفتر کے اوقات میں بھی موقع بموقع کلمہ درود پڑھتے رہنا تسبیح ساتھ رکھنا دفتر سے واپسی کے بعد مریدین ومعتقدین کی دل جوئی وحاجت روائی کرنا نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد اور چاشت اور اشراق وغیرہ کی نمازیں خشوع وخضوع کے ساتھ ادا کرنا ہر سال عمرہ ادا کرنا بار بار فریضۂ حج ادا کرنا اللہ کا خوف اور اس کے محبوب سے والہانہ عشق رکھنا دنیا کے مکروہات ولغویات سے پرہیز مثنیٰ میاں کا معمول تھا واقعہ یہ ہے کہ یہ سعادت ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی۔

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

میں تو یہاں تک کہوں گا کہ مثنیٰ میاں نے اپنے جد امجد مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کی مسند روحانی کو وقار بخشا اور جد کی اعلیٰ وارفع روایات کا پاس واحترام آخری دم تک ملحوظ خاطر رکھا۔

اب ذرا مشیخیت کا دوسرا رخ دیکھئے شیخ یا پیر کا مشن رشد وہدایت ہے مگر گنڈے تعویذ کی نفع بخش تجارت کی طرح پیری مریدی بھی ایک (brisk buisinss) ہوکر رہ گئی لطائف اشرفی میں حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی سے منقول ہے کہ اگر کوئی پیر اس ارادہ سے سفر پر نکلتا ہے کہ وہ کسب زر کے لئے جارہا ہے تو تصور ہی حرام ہے رشد وہدایت کے بجائے زرکشی عقیدے کا استحصال مکر وفریب حرص و ہوس اور اس طرح کی سود درسود مذموم حرکات نام نہاد پیران عظام کا وطیرہ ہے اور یہ صورت حال عرصۂ دراز سے جاری وساری ہے ذرا دنیا کے سب سے بڑے شاعر عارف باللہ خواجہ حافظ شیرازی کے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں۔ جو پیروں کی ریاکاری اور ان کے نمائشی زہد تقویٰ پر بھرپور طنز ہے۔

در خرقہ لبسے آلودگی است — خوشا وقت قبائے مئے فروشاں
مبوس جز لب معشوق و جام مئے حافظ — کہ دست زہد فروشاں خطاست بوسیدن
امام شہر کہ سجادہ بر کشید بدوش — بخون دختر ز جام راقصارت کرد
خرقہ پوشی من از غایت دین داری نیست — پردۂ بر سر صد عیب نہاں می پوشم

ولم زصومعہ بگرفت وخرقہ سالوس کجا است پیر مغان وشراب ناب کجا

دورنہ جائے اقبال کو دیکھئے،

یہی شیخ حرم ہے جو چرا کر بیچ کھاتا ہے گلیمِ بوذر ودلق اویس و چادر زہراء

قم باذن اللہ جو کہتے تھے وہ رخصت ہوئے خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن

نذرانہ نہیں، سود ہے پیران حرم کا ہر خرقۂ سالوس کے اندر ہے مہاجن

اس کے برعکس بہ استثنائے چند میرے برادر خرد صوفیٔ باصفا انوارالمشائخ سید شاہ انوار اشرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ ظاہر باطن میں یکجائی واحد مثال ہیں۔

بے غرض بے لوث بے نیاز مکر وفریب ریاکاری اور حرص وہوس سے دور، ایسی سربرآوردہ اور برگزیدہ شخصیت جس کو لاکھوں نہیں کروڑوں سلام شاید ایسی ہی ذات ستودہ صفات کے لئے اقبال نے کہا ہے۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے

وہ مرد، درویش جس کو حق نے دئے ہیں انداز خسروانہ

ذاتی معاملات کے حوالے سے لکھ رہا ہوں کہ دوران ملازمت جو موٹی تنخواہ ان کو ملتی تھی اس سے گھر کے اخراجات پورے ہوتے اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت کچھ بھی نہ چھوڑا سوائے صالح اولاد حد درجہ نیک نفس خاتون خانہ جن کی بزرگی و پارسائی کے چرچے ہمارے پورے خاندان میں ہیں اور بلا تفریق فکرو خیال ہر شخص نیک بی بی کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور مثنیٰ میاں کا سب سے بڑا کارنامہ ان کے جانشین سید شاہ معین الدین اشرف کی اخلاقی تربیت اور روحانی تعلیم ہے جس کی وجہ سے اس نوجوان نے ایسے اوصافِ حمیدہ کی جلوہ گری کی ہے جس سے باپ کے بعد بیٹے کی مسند مزین ہے دیکھئے جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہاں بھی مسند روحانیت پر متمکن ہونے کا اعزاز چھوٹی ہی اولاد کو حاصل ہے۔

مجاہدہ نفس تو بڑی کڑی منزل ہے یہ

پرکشش دنیا عجائبات کا مظہر ہے

ترغیبات نفسی تو سلسلہ وار انسان کے دل و دماغ پر اثر انداز و خلل انداز ہوتی رہتی ہیں۔ جسم روح، دیدہ و دل اور خیر و شر کا تصادم نئے نئے رجحان کو جنم دیتا ہے بے ثبات دنیا میں اپنے دامن کو ادنیٰ ترین لغزش سے بھی پاک رکھنا معمولی مجاہدہ نہیں ہے۔

ایک آگ کا دریا ہے اور ڈوب کر جانا ہے

کثرتِ عبادت ہو اور دروغ گوئی بھی تو عبادت بے مصروف بن کر رہ جاتی ہے حضرت مثنیٰ میاں میں تقویٰ و پرہیزگاری، عبادت اور تسبیح وصلوۃ وسلام کے ساتھ ساتھ ترک لذات اور نفسانیت کا بھی غلبہ تھا صادق القول بے ریا، بے نفس صابر وشاکر پیکر تسلیم ورضا، حق گو، حق جو، حق پسند۔ سخی مہمان نواز درویش، صفت حضرت مثنیٰ میاں دلوں پر حکمرانی کرتے تھے ان کا تابناک چہرہ گواہی دیتا کہ یہ اپنے اسلاف کے روشن ماضی کی بیش بہا اور منور کڑی ہیں اسی لئے مثنیٰ میاں اسم بامسمیٰ انوار المشائخ ہیں۔ پیران کرام تو اپنے لئے پوسٹرز بڑے بڑے القاب وآداب لکھواتے جب کہ ان کے اندر کی شخصیت اور القاب میں کوئی رابطہ ہے نہ تو تعلق مثنیٰ میاں نے خود اپنے لئے بڑے بڑے القاب وضع نہیں کئے مگر اپنی مہتم بالشان روحانی شخصیت کی وجہ سے ان کو فقراء کا سرتاج اور شاہوں کا شاہ کہنا بعید از حقیقت نہ ہوگا۔

فقراء کے ہیں سب غلام تاج وسریر و سپاہ
فقر ہیں پیروں کا پیر فقر ہے شاہوں کا شاہ

مثنیٰ میاں کی زندگی محض رشد وہدایت دست بوسی تک محدود نہیں تھی وہ حال سے بے نیاز تھے نہ مستقبل سے وہ ایک فعال شخصیت کے مالک تھے بایں زندگی اور اس کے مسائل کے بارے میں ایک مخصوص فکر، (vision) رکھتے تھے ان مسائل میں ان کا بھرپور (involvement) تھا ایسے رسم رواج کا نفوذ جو معاشرہ کے لئے سامان ہلاکت ہوا نہیں جڑ سے اکھاڑنے کی انھوں نے کوشش کی غریب لڑکیوں کی شادی بیاہ کا انتظام یا افلاس زدہ افراد کا کاروبار کھولنے اور چلانے کا مشورہ نیز بچوں کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کرنے کی سعی اصلاح معاشرہ کی طرف ان کے مثبت اقدام تھے۔

مثنیٰ میاں نے محسوس کیا محض دنیاوی تعلیم سے ایک مؤثر شخصیت کی تعمیر نہیں ہوتی اسی لئے انھوں نے دینی تعلیم کی طرف لوگوں کی توجہ مبذول کرائی بچوں میں نماز پڑھنے کی عادت ڈالنا، حفظ کرنا قرأت کرنا معنی اور مفہوم کے ساتھ قرآن سمجھنا مثنیٰ میاں کی دلچسپی کا خاص محور تھا وہ دنیاوی تعلیم کے منکر نہ تھے بلکہ ان کا مقصد تھا کہ داہنے ہاتھ میں قرآن ہو اور بائیں میں سماجی علوم یا سائنس کی کتاب، اسی مقصد کے تحت انھوں نے جابجا مدرسے قائم کئے اور مسجدیں بنوائیں، خود اپنے وطن کا حال زار دیکھ کر ان کو خیال آیا کہ ایک مدرسہ اور اس سے ملحق ایک مسجد غرباء کے محلے میں ہو چنانچہ وصال سے چند سال قبل وہاں بھی مسجد و مدرسہ قائم کیا اس سلسلہ میں سب سے بڑی دیانت داری کی بات یہ ہے کہ رقم اپنے ہاتھ میں نہیں بلکہ اخلاص پسند منتظمین کے ہاتھ میں رکھنا پسند کیا مثنیٰ میاں کا خیال یہ تھا کہ صرف دنیوی تعلیم سے ایک رخی شخصیت نمو پزیر ہوتی ہے دینی تعلیم دنیا وآخرت میں کامرانی کا باعث اگر دنیوی تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم ہو تو شخصیت مکمل اکائی ہوتی ہے۔

میرے ماموں سید محمد محدّث اعظم ہند کہا کرتے تھے کہ وہ گوشہ نشین عابد جو ہمہ وقت مسجد میں مصروف عبادت رہتا ہے اس سے لاکھوں گنا بہتر اور اللہ کو پسند وہ شخص ہے جو نماز پنجگانہ پابندی سے ادا کرتا ہو اور پھر دنیاوی امور میں منہمک ومشغول ہو جاتا ہو رزق حلال کمانا بیوی بچوں کا خیال کرنا پڑوسیوں کے حالت سے باخبر رہنا اور کار خیر کرنا بھی عبادت ہے اور دن رات کی سجدہ ریزی سے بہتر ہے اس سے ملتی جلتی یہ بات لطائف اشرفی میں ہے۔ مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میں درجہ قطبیت وغوثیت تک روزہ نماز سے نہیں پہنچا ہوں بلکہ مخلوق خدا کی خدمت سے، جو بندگان الٰہی سے محبت کرتا ہے اس سے اللہ بھی محبت کرتا ہے مثنیٰ میاں کسی بھی مسلمان کی تکلیف کو دیکھ کر پریشان ہو جاتے زخم پر مرہم رکھتے آنسو پونچھتے اسے اذیت کی آہنی سلاخوں سے بچاتے اس کی گریہ وزاری سے تڑپ جاتے اور دامے درمے سخنے مدد کرتے۔ فساد کے زمانہ میں اپنی جان خطرے میں ڈال کر بے یارو مدگار افراد کی مدافعت ومعاونت کرتے یتیموں محتاجوں مسکینوں کو سینے سے لگاتے یہی اللہ اور اس کے

رسول کی تعلیمات کا تقاضہ بھی ہے چنانچہ میرا وجدان کہتا ہے اور جسے تسلیم کرنے میں کم سے کم مجھ جیسے کو کوئی عار و اعتراض نہیں کہ موصوف کی بس یہی مذکورہ خوبیاں اور اوصاف تھیں جو خدائے تعالی کو پسند آ گئیں کہ مبارک و مسعود حرم پاک کی سرزمین پر بلا کر عمرہ جیسی عبادت اور اپنے گھر کے دیدار سے سرفراز کر کے عین رمضان اور سفر کے دوران دیارِ حبیب سے قریب تر شہادت کا اعزاز بخشا اور جوار رحمت میں خاص جنت البقیع شریف میں تا قیام قیامت آسودۂ خواب رہنے کی سعادت مرحمت فرمادی،

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

مثنیٰ میاں کے چہرے پر جو نور یا جو چمک تھی وہ باطن کی صفائی کے بغیر ناممکن ہے مخدوم سمنانی کی روایات و تعلیمات کا پاسدار سیدنا شاہ جلیل اشرف نجیب الطرفین سید اور اولا دعلی رضی اللہ تعالی عنہ تھے سبحان اللہ کیا نسبت اور کیا مرتبہ ہے۔

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسداللہی

میں جب ملازمت سے سبکدوش ہوا تو متعدد بار فون پر کہا کہ امین بھائی اب ممبئی آیئے اور کچھ دین کی خدمت کیجیے میں جانتا ہوں ثواب طاعت وزاہد کا مصداق بنا رہا۔ آخر سفر حج کے موقع پر بھی مجھ ناچیز کو یاد کیا مجھ سے بس چند ملاقتیں رہیں اور وہ بھی تشنۂ تکمیل۔

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

وہ رحمت کی کرن پھوٹی سویرا ہونے والا ہے

ازقلم: مشہور شاعر وصحافی اور محقق جناب شمیم طارق صاحب

انگریزی میں ایک کہاوت ہے۔''انجام بھلا تو سب بھلا''

اوراس کہاوت کا اطلاق انسان کے کچھ خاص کاموں اور منصبوں پر بھی ہوتا ہے اور مجموعی طور پر اس کی دنیوی زندگی پر بھی ہے جس کا اختتام اُخروی زندگی کی ابتداء ہے لیکن مومن ومسلم کے لئے''انجام بھلا تو سب بھلا'' کا مطلب شہادت ومغفرت یا وہ موت ہے جس کے لئے یہ دعا تلقین کی گئیں ہیں،

اللھم ارزقني في سبيلك واجعل موتي ببلد رسولك،

اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر مدینہ میں مجھے موت دے۔

شہزادہ شاہ سمناں سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمہ کی خوش نصیبی ہے کہ انھوں نے فعال وبافیض زندگی پائی اور قابل رشک موت بھی ماہ رمضان المبارک میں عمرہ کی برکتوں سے مالا مال ہوکر مدینہ منورہ کی راہ میں شہادت اور پھر تا قیامت امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائینتی مستقل استراحت ان کے حق میں رب کائنات کا وہ انعام ہے جس کی تمنا تو سبھی کرتے ہیں نصیب کسی کسی کو ہوتا ہے میرا حسن ظن ہے کہ وہ جس اکرام واعزاز سے نوازے گئے وہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کے قلب ونظر کی صاف گوئی کا نتیجہ ہے نجابت وشرافت کے علاوہ صفائی اور صاف گوئی میں بھی وہ وصف تھا جس کے سبب میرا ان کی مجلس میں بیٹھنے کو جی چاہتا تھا۔ وہ بھی لمحے لمحے کی سیاست کی خبر رکھتے تھے گفتگو شروع ہوتی تو معیشت ومعاشرے اور مسلمانوں کی اجتماعی نفسیات کے ہر پہلو پر گفتگو ہوتی، تاریخ کے کئی ایسے باب دہرائے جاتے ہیں جن پر وقت کی گرد پڑ چکی ہے اور گفتگو کا اختتام ہمیشہ اس عزم پر ہوتا ہے۔ انشاء اللہ

بہاریں ساتھ لائیں گے اگر لوٹے بیاباں سے

کم وبیش ۲۰ / برس پہلے میری ان کی ملاقات ایک تقریب میں ہوئی تھی اوراس تقریب میں ہی ایک ملانے والا یہ کہہ کر مجھے ان کے پاس لے گیا کہ ''آؤ تمہیں ایک پوسٹ گریجویٹ پیر سے ملاتے ہیں'' قریب جا کرسلام کیا تعارف ہوا۔ دو چار بار گھر گیا اور پھر رسمی تعلق ذہنی قلبی تعلق میں بدلتا گیا وہ ایک عصری دانش کدہ (لکھنؤ یونیورسٹی) کے تعلیم یافتہ اور ایک ایسی خانقاہ کے تربیت یافتہ تھے جس کے اولین مسند نشین قدوۃ الواصلین سید السالکین تاجدار روحانیت حضرت غوث العالم سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے شہنشاہیت پر فقیری کو ترجیح دی تھی۔

قرآن حکیم (سورہ جمعہ) کی اس تلقین کے پیش نظر کہ ''وہ لوگ جنھیں تورات دی گئی اور انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اس کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس پر کتابیں لدی ہوتی ہیں'' خانقاہیں یوں بھی اس تربیتی نظام کی حامل ہوتی ہے۔ عوام کو اخلاق کا درس کتابوں سے نہیں عمل سے دیا جاتا ہے۔ اسی لئے نظام الدین محبوب الٰہی فرمایا کرتے تھے علماء جو کچھ زبان سے کہتے ہیں مشائخ اسے عمل میں دکھاتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں علماء مکارم اخلاق سے واقف ہیں اور مشائخ وصوفیاء اس کے حامل ''فوائدا لفوائد'' میں کہا بوعلی سینا ابوسعید الخیر سے ملنے آئے اور جب مل کر چلے گئے تو کسی نے پوچھا کہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ شیخ ابوسعید الخیری نے کہا مکارم اخلاق ندارد یعنی مکارم اخلاق سے عاری ہیں یہ الگ بات ہے اس زمانے میں خانقاہیں یا تو ختم ہو چکی ہیں یا تعویذ فروشی اور بے عملی کا مرکز بن کر رہ گئیں ہیں اقبال نے جن سے بیزاری کا اظہار کیا تھا۔

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک

نہ زندگی نہ حرارت نہ معرفت نہ نگاہ

یا اس لفظ کو منفی معنی میں استعمال کیا تھا۔

پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

لیکن ایک زمانہ تھا یہی خانقاہیں آدم گری اور انسان سازی کا سب سے مؤثر ذریعہ ہوا کرتی تھیں مثنٰی میاں خانقاہ کے تربیت یافتہ تھے انھوں نے کبھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ کسی جامعہ کے فارغ التحصیل ہیں

انھیں اس کی ضرورت بھی نہیں تھی کیوں کہ مدارس دینیہ میں جو علوم پڑھائے جاتے ہیں ان میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم کے انتظامات تو عموما تمام اہم مذہبی خانوادوں کی چہار دیواریوں میں ہی ہوتے تھے اس کے علاوہ مدارس میں پڑھا جانے والے علوم میں بیشتر مثلا نظریات مباحث اشکال صرف نحو وقواعد تاویل کلام وغیرہ کو اہل علم نے علم کا ظاہر اور صوفیا نے حجاب قرار دیا ہے علم کا باطن وہ ہے جس کو صوفیاء عشق کہتے ہیں عشق ہی دین کی روح اساس اور غایت ہے عشق ہی نے امام غزالی کو بغداد کے مدرسہ نظامیہ کی مسند نشینی سے مستعفی ہونے اور راہ سلوک میں قدم رکھنے کی ترغیب دی تھی اور وہ عشق کا سر چڑھ کر بولنے والا جادو تھا جس نے اقبال سے کہلوایا تھا۔

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اس خانقاہی نظام کے پروردہ تھے جس کا حاصل عشق ہے عشق ومنزل وکیفیت تک پہنچاتے ہیں یہاں جو نصاب پڑھایا جاتا ہے اس کی بنیادی اجزاء چار ہیں چونکہ بہمیت انسان کی فطرت وجبلت میں شامل ہے جو موقع ملتے ہی وار کرتی ہے اس لئے خانقاہی نظام تربیت میں سب سے پہلا وار نفس پر ہی کیا جاتا ہے کڑی ریاضتیں اور مجاہدے تجویز کئے جاتے ہیں۔

(۲) ترک دنیا اس نصاب کا دوسرا مضمون ہے لیکن غلو کرنے والوں نے اس مضمون کو کچھ سے کچھ کر دیا ہے محبوب الٰہی کا ارشاد ہے ترک دنیا یہ ہے کہ کھائے پیئے اور کھلائے پلائے، پہنے پہنائے اپنی اور دوسروں کی ضرورتوں پر خرچ کرے مگر جمع کر کے نہیں رکھے ایک اور موقع پر فرمایا دنیا تین طرح کی ہوتی ہے ایک تو صورت کے اعتبار سے بھی دنیا ہے اور معنی کے اعتبار سے مثلا ضرورت سے زیادہ دولت جمع کرنا دوسری صورت کے اعتبار سے بھی دنیا نہیں ہے اور معنی کے اعتبار سے بھی نہیں مثلا اخلاص کے ساتھ عبادت کرنا اور تیسری صورت کے اعتبار سے تو دنیا ہے مگر حقیقت کے اعتبار سے دنیا نہیں ہے مثلا حق ازدواج ادا کرنا لہٰذا ترک دنیا یہ نہیں کہ دنیا چھوڑ دے یہاں تک کہ دنیا یہ ہے کہ دنیا کمانے میں اتنا اندھا نہ ہو جائے کہ حلال وحرام کی تمیز ختم ہو جائے ترک دنیا ہی کے ضمن میں ترک عقبیٰ کا بھی ذکر آتا ہے

اوراس کامفہوم یہ ہے اللہ کی عبادت خوف اور لالچ کے بغیر صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے کی جائے۔
(۳) روح عبادات خانقاہی نصاب کا تیسرا مضمون ہے اس میں سکھایا جاتا ہے کہ نماز کی روح حضور قلب ہے زکوٰۃ فقیروں اور درویشوں پر فرض ہی کہاں ہوتی ہے اسکے باوجودان کا سارا مال فی سبیل اللہ ہے۔ بابا فیرید گنج شکر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ تین طرح کی ہے۔
(۱) زکوٰۃ شریعت یہ ہے چالیس روپے میں سے ایک روپیہ اللہ کی راہ میں اس کے مستحق بندوں کو دے دیا جائے۔
(۲) زکوٰۃ طریقت یہ ہے کہ ایک روپیہ خود رکھ کر باقی راہ خدا میں خرچ کردے۔
(۳) زکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ ہے سب راہ خدا میں خرچ کردے۔
(۴) خدمت خلق خانقاہی نصاب کا چوتھا مضمون ہے اس مضمون کے تحت تعلیم دی جاتی تھی کہ اللہ کے بندوں کی خبر گیری اور دادرسی کرو اللہ خوش رہے گا ایک موقع پر محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ جتنا غم واندوہ مجھے ہے شاید ہی کسی دوسرے کو ہو کیونکہ اتنے لوگ میرے پاس آتے ہیں اور رنج وغم بیان کرتے ہیں کہ سارے رنج میرے دل میں سما جاتے ہیں اس کے علاوہ بھی ہزاروں ایسے واقعات ہیں جو صوفیاء کی خبر گیری اور دادرسی کی صفات کی سند کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں زمانہ بدلتا گیا ذاتی تمدن نے خانقاہی تہذیب وتربیت کے نظام کو تقریبا ملیا میٹ کردیا اس کے باوجود ایسے افراد اشخاص آج بھی مل جاتے ہیں جن کی گفتگو سن کر یا جن کے پاس بیٹھ کر دل کو زندگی وتابندگی کا احساس ہوتا ہے۔
مثنیٰ میاں نے ڈگریاں تو یونیورسٹی میں لی تھیں لیکن ان کی تربیت خانقاہ میں ہوئی تھی اور وہ اس تہذیب کے نہیں اس کیفیت کے نمائندہ تھے جو اہل اللہ کی میراث رہی ان کے پاس علماء اور سیاست دانوں کی آمدورفت بہت بعد میں شروع ہوئی ان کی بے پناہ قائدانہ اور تنظیمی صلاحیتوں کا ظہور بھی ۹۰ ۱۹ء کے بعد میں ہوا اس کے پہلے وہ اپنے خانگی، دفتری روحانی اور علمی معمولات کے ساتھ وقت نکال کر عام لوگوں کی پریشانیاں دور کرنے کی کوشش کیا کرتے تھے ان کے پاس آنے والے دم کئے ہوئے تیل اور

دم کئے ہوئی پانی کے ساتھ بہت کچھ لیکر جایا کرتے تھے ۹۲ء، ۹۳ء، کے فسادات اور بم دھاکوں کے مشکل ترین دور میں انہوں نے اپنی ذاتی رسوخ سے بہت سے لوگوں کو پریشانیوں میں مبتلا ہونے سے بچایا تھا اور جو کسی وجہ سے پریشانیوں میں مبتلا ہو گئے تھے انھیں ان پریشانیوں سے نجات دلانے میں مدد دی تھی پریشانیوں سے نجات دلانے میں انکے یہاں اپنے پرائے کی قید بھی نہیں تھی اگر انھیں سمجھ میں آجاتا کہ آدمی بےقصور ہے تو اس کی مدد کرنے میں مستعدی کا مظاہرہ کرتے تھے صوفیاء خصوصاً مشائخ چشت کا معمول رہا کہ وہ ضرورت مندوں کی اور عام لوگوں سے ان کا مذہب ومسلک نہیں پوچھتے تھے بلکہ ندی پیڑ اور سورج کی طرح سب کو پانی چھاؤں اور روشنی اور حرارت دیا کرتے تھے اسی طرح اختلاف کی بات آتی تو اس طرح فیصلہ کرتے کی انسانیت کی آفاقی قدر کی بالادستی قائم رہے۔

مثنیٰ میاں کے مزاج وشخصیت پر ان صفات کا عکس پڑا تھا اس مسئلہ میں ایک اہم واقعہ میرے حافظے میں ہے۔ایک روز ان کا فون آیا کہ بیٹا کل گیارہ بجے تم آجانا میں وقت پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ دلی سے کچھ لوگ آئے ہوئے ہیں کچھ دیر بعد وہ لوگ آ بھی گئے اور بات شروع ہوئی تو فساد اور بم دھاکوں سے ہوتی ہوئی کچھ آگے بڑھی ایک صاحب نے پوچھ لیا کی حضرت تبلیغی جماعت اور دعوت اسلامی میں کیا فرق ہے۔

مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا مسلک چھپا ہوا نہیں تھا ان سے یہ سوال پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مسلمانوں کے مسلکی اختلاف کو انھیں کے ذریعہ ہوا دیکر فائدہ اٹھایا جائے تا کہ حکومت کی زیادتیوں کے خلاف مسلمان متحد ہوکر جو احتجاج کر رہے ہیں اس میں دراڑ پڑ جائے حضرت سمجھ گئے اور میری طرف دیکھنے لگے پھر میں نے کہا ان میں کوئی فرق نہیں ہے جو کھچڑی کے شیدائی ہیں وہ تبلیغی جماعت میں ہیں اور جنھیں کھچڑا زیادہ پسند ہے وہ دعوت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں سوال پوچھنے والے بھی بہت شاطر تھے ایک اور سوال داغ دیا، کہ آپ کیا پسند کرتے ہیں میں نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ میں نہ کھچڑی نہ کھچڑا میں بریانی والا ہوں اور حضرت بھی یہی پسند کرتے ہیں قہقہہ بلند ہوا اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک فتنہ ٹال دیا ان کے جانے کے بعد موصوف نے بہت دیر تک دعائیں دیں اور کہا کہ میں متشدد قسم کا سنی

ہوں لیکن کوئی یہ چاہے کہ میری بیان یا شکایت کی بنیاد پر کسی اور مسلک کے ماننے والے کے لئے مصیبت کھڑی کرے تو میں ایسا کبھی نہیں ہونے دونگا۔

ان کی صاف گوئی اور جرأت و بے باکی کے اور بھی کئی واقعات ہیں ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم جماعت مسلکی تعصب کی بنیاد پر برے سے برے شخص کو ولی صفت ثابت کرنے پر تل جاتے ہیں اور اختلاف مسلک کے سبب دوسروں کے انسان ہونے اور انسانوں جیسا حق پانے کے بھی منکر ہو جاتے ہیں لیکن مثنیٰ میاں صاحب اپنوں کے بھی بارے میں اتنے صاف گو واقع ہوئے تھے کہ بہت سے مولوی صاحبان ان کے سامنے آنے اور گفتگو کرنے سے کتراتے تھے شروع شروع میں ان کے خلاف صف بندی اور حصار بندی کی کوشش بھی ہوئی لیکن بعد میں ایسا کرنے والوں کو اپنی اوقات معلوم ہوگئی اور وہ ان کی مجلس میں سعادت مندانہ حاضری دینے لگے۔

اللہ نے اقبال بلند کیا تھا اس لئے وقت کے ساتھ وہ ملت اور جماعت کی ضرورت بھی بنتے گئے علماء کے گروہ میں معاملہ فہمی کی ساتھ انگریز دانی کے تحت وہ ممتاز تھے اس لئے جب کبھی جماعت اور مسلک کی ترجمانی کی ضرورت پیش آتی لوگوں کی نظر انتخاب آپ ہی پر پڑتی اور اللہ رب العزت نے آپ کو جو غیر معمولی قائدانہ صلاحیت عطا کی تھی اس کے سبب اس ذمہ داری کو نہایت ہی خوبی اور خوش اسلوبی سے انجام دیتے بعض اوقات وہ اتنی جرأت کا مظاہرہ کر جاتے کہ دل سے آواز آتی کہ تائید غیبی کے بغیر یہ جرأت نہیں ہوسکتی۔

انجمن اسلام میں ایک بڑا اجتماع تھا شنکرا چاریہ جی تشریف لائے ہوئے تھے جو ہندو قوم کے مذہبی سربراہ ہیں ان کی تقریر کے دوران اذان شروع ہوگئی مثنیٰ میاں صاحب نے فوراً ٹوک دیا کہ رک جائیں اپنی تقریر اذان کے بعد پوری کیجئے گا دوسرے موقع پر بھی ان کی جرأت مندی کے ساتھ ہوش مندی کی کئی مثالیں ملتی ہیں اللہ نے انہیں یہ قوت عطا کی تھی کی مخاطب کی نیت بھانپ کر اس کے سوالوں کا جواب دیتے تھے متانت اور سنجیدگی کے ساتھ وہ اگر آج حیات ہوتے تو ان علمائے کرام سے اپنی بیزاری کا

اظہار کرتے جو صحافیوں سے تفریحاً یا شرارتاً پوچھے گئے سوالوں کے جوابات دیگر ذرائع ابلاغ میں مسلمانوں کی مذہبی قیادت کے تمسخر کا باعث بنے ہوئے ہیں ان کو اس حقیقت کا بہت شدید احساس تھا کہ مغربی ذرائع ابلاغ اور پس پردہ کام کرنے والی تحریکوں نے مسلمانوں کے لئے جو آزمائشیں پیدا کی ہیں عربی مدارس کے طلبہ ان کے اثرات زائل کرنے سے قاصر ہیں اس مسئلہ پر گفتگو شروع ہوتی تو وہ مدارس کی تاریخ اور ان کے نصاب پر بھی گفتگو کرتے جامعہ ازہر کے متعلق وہ زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے میں کوشاں رہتے تھے علمائے مصر کے اعتقاد اور معمولات کو جاننے میں بڑی دلچسپی رکھتے تھے میں ان سے کہتا کہ لباس وضع قطع اور دیگر معاشرتی امور سے متعلق علمائے ازہر کے فتاویٰ اور معمولات کو ہندوستان میں تسلیم کرلیا جائے تو مجھ جیسے لوگوں کے لئے بڑی گنجائشیں نکل سکتی ہیں ممکن ہے مجھ سے پینٹ پوش ننگے سر والے کو بھی مشائخ کے زمرے میں شامل کیا جاسکے یہ سن کر خوب ہنستے اور تھوڑی دیر کے لئے مجلس قہقہہ زار ہوجاتی۔

انہوں نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے صاحبزادہ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف معین میاں صاحب الاشرفی الجیلانی جو اس وقت آپ کے خلیفہ اور جانشین ہیں جامعہ ازہر میں داخل کرنے کا فیصلہ کیا تھا اللہ کو منظور نہیں تھا آپ کے اچانک بزم ہستی سے اُٹھ جانے کے سبب حضرت مولانا سید معین الدین اشرف عرف معین میاں صاحب الاشرفی الجیلانی جامعہ ازہر تو نہ جاسکے لیکن ان احساسات کی اہمیت اب بھی برقرار ہے جن کے تحت انھوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم کے لئے جامعہ ازہر کا انتخاب کیا تھا جو عالم اسلام کا سب سے اہم اور قدیم ہی نہیں روشن خیال دینی مذہبی ادارہ بھی ہے۔

ہندوستان کے موجودہ ماحول میں بھی علم یا علم دین کی اشاعت کے سلسلہ میں ان کا ایک خاص تصور تھا وہ علم کے جامعیت اور تنوع کے ساتھ اس کی معنویت کے قائل تھے تاکہ مدارس اور جامعات سے فارغ ہونے والی شخصیت کی نشو ونما ہوسکے جس کی واقعی زمانہ کو ضرورت ہے اس مقصد کے لئے انھوں نے تین مرحلوں کا تعین کیا تھا۔

پہلے مرحلے میں مدارس کا قیام عمل میں لانا تھا اور الحمدللہ انہوں نے اس سلسلہ میں تنہا جو پیش رفت کی وہ ایک مثال ہے۔

(۱) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا تھانہ، جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی، مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہرا امرت نگر ممبرا، دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز دمن گجرات، جامعہ اشرفیہ اہل سنت مظہرالعلوم دھانے پور گونڈہ، مدرسہ اشرفیہ قادریہ بسکھاری ضلع امبیڈکرنگر، دارالعلوم مخدوم سمنانی گورکھپور، مدرسہ معینیہ اشرفیہ کوسہ ممبرا تھانہ اور سید مخدوم اشرف سمنانی اکیڈمی کا قیام اور وجود ان کی تعمیری اور تنظیمی صلاحیتوں کا ثبوت ہے۔

(۲) دوسرے مرحلے پر ان کی خواہش مدارس اور جامعات کے طلبہ کا تین روزہ کیمپ رکھنا چاہتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ میں طلبہ کے ساتھ رہوں اور ان کی باتیں سنوں، انھیں مسلکی اور ملی مسائل کے علاوہ تعلیم کے موجودہ رجحانات سے آگاہ کروں اور یہ سلسلہ چلتا رہے۔

(۳) تیسرے مرحلے پر ان کی خواہش مدارس وجامعات کے موجودہ نصاب کا ازسرنو جائزہ لینے کی تھی اس لئے وہ علماء اور عصری دانش کدے سے فارغ ہونے والوں سے مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ یہ بڑا صبر طلب کام تھا وقت نے بھی مہلت نہیں دی مگر انہوں نے جن دینی تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی وہ آج پھول پھل رہے ہیں البتہ اس تعلیمی بصیرت کو عام کرنے کی ضرورت اب بھی ہے جس کو عملی شکل دینے کی ابتداء تو انہوں نے کردی تھی انجام کو نہیں پہنچا سکتے تھے۔

ان کے پیش نظر ایک اور مسئلہ تھا وہ یہ کہ بعض لوگ محض اپنی وضع قطع، جماعتی نسبت یا مدارس سے نسبت کے سبب مولانا اور مولوی مشہور ہوجاتے ہیں وہ مولانا مولوی نہیں ہوتے مگر دوسروں کو انھیں مولانا کہنے میں تردد ہوتا ہے نہ انھیں کہلانے میں، مگر مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اس روش کے سخت خلاف تھے۔ ایک روز رات میں ملاقات کی غرض سے حاضر ہوا تو تنہا بیٹھے ہوئے تھے کچھ غصے کی کیفیت بھی تھی پوچھنے پر کہنے لگے کہ کیا بتاؤ میاں! عجب حال ہے میں کچھ مدارس کی سرپرستی کرتا ہوں ابھی کچھ لوگ آئے تھے اور رائے پیش کررہے تھے کہ مجھے عالم کی سند سے نوازیں۔ اس قسم کی غیر اخلاقی پیشکش کرتے ہوئے

لوگوں کو شرم بھی نہیں آتی میاں میں تو ان لوگوں کے نام کے ساتھ بھی لفظ مولوی، مولانا لکھنے کے خلاف ہوں جو مدارس میں داخلہ لیتے ہیں، چند برس پڑھتے بھی ہیں مگر درس نظامی کی تکمیل نہیں کرتے یا جنھیں حدیث میں سند نہیں ملتی، فرضی سند کی قطعی گنجائش نہیں ہے چاہے فرضی کا نام اعزازی ہی کیوں نہ رکھ لیا جائے۔ تعلیم اور نصاب ہی کے سلسلہ میں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ جب موصوف عراقی حکومت کی دعوت میں علماء کرام کے ساتھ بغداد پہنچے اور مختلف مواقع پر حکومت کے نمائندوں اور عوام سے گفتگو کی ضرورت پیش آئی تو انھیں محسوس ہوا کہ ہمارے علماء کی عربی عرب میں کارآمد نہیں ہے چنانچہ انھوں نے بمبئی واپس آنے کے بعد فیصلہ کیا کہ اپنے قائم کردہ مدارس میں ایسا نصاب پڑھانے کا انتظام کریں گے جس کو پڑھنے کے بعد عربوں کی طرح عربی بولنے اور لکھنے میں مہارت پیدا ہو جائے۔

بمبئی میں عالموں اور تعویذ فروشوں کی بہت بڑی مارکیٹ ہے ان میں ایسے بھی ہیں جن کے ایمان کا ٹھکانہ نہیں ہے مگر ان کی روزی عملیات سے چلتی ہے اور خوب چلتی ہے۔ موصوف اس رجحان کے سخت شاکی تھے اور بازاری عاملوں اور تعویذ فروشوں کو کھری کھری سنانے کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کی عقل پر بھی ماتم کیا کرتے تھے جو ایسے لوگوں کے پاس جایا کرتے تھے، ضعیف الاعتقادی میں جو لطیف فرق ہے اس کا اندازہ انکی گفتگو اور تلقین سے ہوتا ہے دعاء تعویذ میں بھی ایک واضح لکیر کھینچ دیتے تھے اس کے آگے مت بڑھنا اس میں قباحت ہے۔

مثنی میاں علیہ الرحمہ ان لوگوں کی بھی کوئی رعایت نہیں کرتے تھے جو خود کو نمایاں کرنے کے لئے کہیں اور کسی کے خلاف کچھ بھی بول دیتے ہیں ان کا کہنا تھا جو ملت کی رسوائی کا اصل سبب ایسے ہی لوگ ہیں ان میں بیشتر عقل سے کورے یا پولس کے مخبر ہیں یہ ادھر کی بات ادھر، ادھر کی بات ادھر کر کے سوائے انتشار پیدا کرنے اور وقت ضائع کرنے کے کچھ نہیں کرتے اس کے علاوہ یہ لوگ ملت کی بدنامی اور تباہی کا سبب بھی بنتے ہیں۔ ملت پر جب بھی کوئی بڑی مصیبت نازل ہوئی ہے اس کے پس پشت ان کی کوئی کارستانی ضرور رہی ہے لہٰذا ایسے لوگوں کی حوصلہ شکنی کرنا ضروری ہے اگر ان سے عدم توجہی برتی گئی یا انھیں پوری جرأت سے الگ تھلگ نہیں کیا گیا تو اس کا خمیازہ پوری ملت کو بھگتنا پڑے گا۔

عاشق صادق کا پیکر خاکی منور ہوا

از قلم: حضرت علامہ ومولانا محمد عمر صوفی صاحب خلیفہ حضور شہید راہ مدینہ
خطیب وامام سنی حسینی اشرفی مسجد، ورلی۔ ناظم اعلیٰ جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی

میرے پیرومرشد، مرکز عقیدت، حضور شہید راہ مدینہ کی یہ شان تھی کہ جب آپ باحیات تھے۔تو اکثر آپ کے اردگرد نیاز مندوں، عقیدت مندوں اور جانثاروں کا ہجوم لگا رہتا۔ آپ کے مریدین، متوسلین، متعلقین کے دلوں میں انتہائی احترام اور کافی عقیدت ومحبت جاگزیں تھی۔ جب کسی محفل یا مجلس، میں جاتے پروانے کی طرح لوگ آپ پر ٹوٹ پڑتے۔ آپ کی شریں کلامی، میٹھے بول، اخلاقی بلندی اور حسن عمل، سے ہزاروں، لاکھوں آپ کے شیدا ہوگئے۔ افسوس کہ میرے مرشد آج میری آنکھوں سے اوجھل اور ہمارے درمیان نہ رہے۔ مگر پھر بھی آپ کی شہادت، آپ کی یاد آپ کی محبت، ہمارے دلوں میں موجود ہے۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں آپ سے محبت اور خدمت کرنے کا موقع ملا۔

آپ کے جلووں میں نہانے کا موقع ملا۔ آج بھی آپ کے عاشقوں کی بھی تعداد کم نہیں۔ کتنے ہیں جو غائبانہ طور پر آپ کی محبت میں فنا اور چاہت میں گرفتار ہیں۔ بعد شہادت بھی چاہت، اخلاص والفت و محبت میں سوائے اضافے کے کوئی کمی نہیں آئی۔ جہاں اور جس سمت دیکھئے آپ کے چاہنے والوں کا حلقہ موجود ہے۔ آپ کے محاسن اور محامد کا چرچہ عام ہے۔ ہندو بیرون ہند، دنیا کے مختلف مما لک میں آپ کے نام پر جان چھڑکنے والے اور محبت کا دم بھرنے والے پائے جاتے ہیں۔

شہید راہ مدینہ کی یہ عظمت وشان ہے کہ مدینہ منورہ کی سرزمین پر اب تک کسی ہندوستانی کو وہ شرف نہیں حاصل ہوسکا جو آپ کو حاصل ہوا۔

دینی خدمات کے صلہ میں آپ کے جدامجد نے نوازا کہ قیامت تک کے لئے ہزاروں صحابہ کرام کے درمیان جنت البقیع شریف میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پائنتی اور اپنے قرب وجوار رحمت

میں جگہ عطا فرمائی۔آپ کوعوام واخواص میں بڑی قبولیت حاصل ہوئی آپ شہرت وناموری کی بلندی پر پہونچ گئے۔آپ نے ایک سچے، پکے مومن کی حیثیت سے زندگی گذاری اورنیکیوں کی راہ پر ہمیشہ گامزن رہے۔اعلی درجہ کی سیاسی بصیرت رکھتے تھے۔سیاست کے نشیب وفراز اوراس کے اتارو چڑھاؤ سے نا بلدنہیں تھے۔بلکہ خوب اچھی طرح سے واقف تھے۔آپ کواچھی طرح سے معلوم تھا کہ سیاست دانوں اور سیاست کاروں سے کیسی حکمت عملی اختیار کرنا چاہئے۔آپ غریبوں اور محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرتے رہتے تھے۔اوران کی حاجت روائی میں پیش پیش رہتے۔اس لئے بہت سے لوگ ان کے اوپر گرویدہ ہوکر جاں نثارانہ طور پر فدا تھے۔یقیناً یہ ایسا وصف ہے جس کی بناء پرعوامی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔آپ کا دل خلوص ایمان سے لبریز تھا۔آپ سے ریاکاری کا منحوس سایہ کوسوں دور تھا۔آپ دل ودماغ دونوں حیثیت سے ایمان ونیکی کے جذبے کے ساتھ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔ مظلوموں کی فریادرسی،غریبوں کی غمکساری،یتیموں کی پشت پناہی اور مسکینوں کی دستگیری آپ کا وصف ممتاز تھا۔آپ بہت شریں کلام واقع تھے۔آپ کے انداز کلام میں بلا کی تاثیر ہوتی تھی۔جو دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جاتی اورذہن وفکر کومتاثر کئے بغیرنہیں رہتی تھی۔

انداز گفتگو محبتانہ اورنصیحتانہ ہوتا۔آپ کے الفاظ تیرونشترنہیں ہوتے۔بلکہ ان میں گل سرسبد کی خوشبو ہوتی۔جس کی خوشبو سے مشام جاں معطر ہوجاتا۔اور سننے والا آپ کے اوپر وارفتہ اورشیدا ہوجاتا تھا۔آپ کے پند وموعظت میں خلوص ولِلّٰہیت کی جھلکیاں صاف نظر آتی تھیں۔آپ نے کبھی کسی کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں فرمائی جواس کے آبگینہ دل کو پاش پاش کردے۔

آپ مدارس کے طلبہ سے غایت درجہ شفقت ومحبت فرماتے تھے۔اوران کے مستقبل کوتابناک بنانے کے سلسلہ میں ہمیشہ متفکر رہا کرتے تھے۔میرے پیرطریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج سید شاہ انواراشرف عرف مثنیٰ میاں شہید راہ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کواس دنیا سے رخصت ہوئے تقریباً ۲۰ رسال کا عرصہ گذر چکا ہے۔

لیکن آج بھی جب ان کا نام آتا ہے تو وہ مشفق ومہرباں نورانی چہرہ نظروں کے سامنے اُبھر آتا ہے اور دل میں ٹھیس سی اُٹھتی ہے۔ کہ اب ہم اس کرم فرما سایہ سے ظاہری طور پر محروم ہو چکے ہیں مگر وہ پُر وقار، و پرانوار رخِ زیبا کی شعائیں اوران کی روحانیت آج بھی چاہنے والوں کو مستنیر کئے ہوئے ہے۔ آج بھی میں اپنے آپ کو ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال سمجھتا ہوں۔

وہ مستحکم وبااختیار شخصیت کہ جن کے ایک اعلان پر امت مسلمہ متفق ومتحد ہو جایا کرتی، ارباب حکومت کو بھی جن کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہوتے دیکھا گیا، ان کے مطالبات کبھی بھی اپنے لئے نہیں ہوتے وہ صرف اور صرف قوم مسلم اور انصاف کے طلب گاروں کے لئے کمر بستہ رہا کرتے تھے اور کبھی کسی کے رعب کا ان پر کوئی اثر نہیں پڑتا تھا، ان کی یہ دیدہ دلیری ہمیں اسلام کی عظمت رفتہ کی یاد دلایا کرتی تھی۔

ان کی جدوجہد سے مدارس اہل سنت میں قدیم وجدید کا تعلیمی مزاج پیدا ہوا اور آپ کی رہنمائی میں ہندوستان بھر کے مدارس اہل سنت میں قدیم اور جدیدیت کی ایک نئی تحریک چھڑ گئی اور اس تعلیمی تحریک کی شروعات آپ نے اپنے مدارس سے کی اور اسی کے ساتھ ہندوستان بھر میں آپ نے انسانیت واخلاق و بھائی چارگی کا ایسا دیا جلایا کہ ہر مذہب اور ہر مکتبہ فکر کے لوگ پروانے کی طرح اس شمع کے اردگرد منڈلانے لگے۔

حضور مُثنیٰ میاں کی شرکت ہر جلسہ اور اچھے کام میں لازم تصور کیا جانے لگا، آپ اپنے مریدوں اور چاہنے والوں کو اپنے ارشادات وتزکیہ کے کلمات سے ایک اچھا عابد، ایک اچھا عاشق رسول اور عمدہ انسان بنانے کی بھر پور کوشش کیا کرتے تھے۔

بے شمار خوبیوں کی وجہ سے آپ بہت جلد کشور قیادت پر تخت نشیں ہوئے، خلق خدا کو قیادت و سیادت سے سیراب کرنے لگے۔ فیاضی وسخاوت ورثہ میں ملی تھی۔ آپ منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے۔ فخر وکبر سے آپ کا دامن مبرہ ومنزہ تھا۔ پوری زندگی خدمت خلق اور قوم میں تعلیم کو عام کیلئے وقف کر دی۔ آپ نباض قوم اور ہمدرد ملت تھے۔ علوم ظاہری کی پیاس بجھانے کے لئے آپ نے ممبئی اور بیرون ممبئی ہی نہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف صوبوں میں دینی اداروں کی بنیاد ڈالی۔

جس کی خوشبو اطراف واکناف ہی نہیں بلکہ مشرق ومغرب، شمال وجنوب میں پھیل گئی علم وفضل کا ایسا گلزار بن گیا جس کی مہک دارگیتی کے ہر گوشے میں بس گئی۔ آپ کی تعمیری فکر میں یہ بات ثبت ہوچکی کہ تعلیم کے بغیر قوم ترقی نہیں کرسکتی ہے۔ اس لئے آپ نے زیادہ سے زیادہ تعلیمی ادارے قائم کئے۔

آپ اپنے جدامجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دین کی اشاعت کے لئے نہ صرف آپ نے مہاراشٹرا کے شہروں اور قصبوں کا تبلیغی دورہ کیا بلکہ ہندوستان کے مختلف شہروں کا دورہ کرکے دین واسلام کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کی دلکش اور مقدس صورت کو دیکھ کر کتنے آپ کے دامن کے اسیر ہوگئے۔

آپ دینی طلبہ سے محبت فرمایا کرتے اور کہتے کہ یہ مہمان رسول ہیں۔ طلبہ کو ہمیشہ بیٹا کہہ کر مخاطب کرتے حصول تعلیم کے لئے تاکید کرتے ان کی ضرورتوں کے بارے میں پوچھتے۔ بخشش ونوازش بھی فرماتے۔

یقیناً سرزمین کچھوچھہ کو آپ پر فخر ہے۔ کچھوچھہ کے افق سے اٹھنے والا یہ بادل اٹھا اور چہار جانب چھا گیا۔ اور ایسا برسا کہ علم ودانش کی کھیتیاں سرسبز شاداب ہوتی چلی گئیں آپ علم وفضل میں شہرہ آفاق، شریعت وطریقت کے بحر زخار، دبستان فکروفن کے ماہر آبیار، فلک تقدس وطہارت کے ماہ تاباں تھے۔ روحانی تصرف کا یہ عالم کہ خلق خدا خود بخود کھینچی چلی آتی۔ عشق رسول میں سرشار زیارت حرمین طیبین کے لئے آپ عازم سفر ہوئے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ ہوتے۔

یوں تو بے شمار دینی، ملی اور سماجی علمی خدمات آپ کی ذات سے ہوئی لیکن ان میں جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئ، دارالعلوم غریب نواز ممبرا، مدرسہ کنیزان فاطمہ، تھانہ، کے نام قابل ذکر ہے ہیں۔

آپ کی علمی اور دینی، ملی، سماجی خدمات نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط ہے۔ بلاشبہ آپ کی ذاتِ گرامی بھی ان قدسی صفات ہستیوں میں سے ایک تھی جن کی یاد، جن کے نام، جن کی سیرت، جن کے کردار مرور زمانہ اور گردش دوراں بھی کتابوں کے صفحات اور آنے والی نسلوں کے قلوب سے محو نہیں کرسکتے۔

آپ کے خرمن فیض کے خوشہ چیں ہزاروں علماء فضلاء ہیں۔ آپ کی خدمات کو آب زر سے لکھا جاتا رہے گا۔ ملت اسلامیہ کو جب بھی اپنی بقا اور تحفظ کی ضرورت در پیش آئی آپ اس کی اعانت

میں شب وروز مصروف رہے۔

آپ ہندوستان بھر کے اکثر اداروں، مساجد اور تنظیموں کی سربراہی میں مشغول رہنے کے باوجود اہل خاندان، رفقاء واعزّہ کے ساتھ بھی مراسم وروابط کو برقرار رکھا اوران کی ضروریات، خوشی اور غم ہر ایک میں شرکت کی اور ہر ایک کی حوصلہ افزائی اوردلجوئی فرمائی۔

آپ ایک شخصیت ہی نہیں، ایک ادارہ، ایک انجمن اور ایک اکیڈمی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اسی لئے آج آپ کو دنیا ایک تاریخ ساز شخصیت کے نام سے جانتی ہے۔ کہ ایک اکیلا شخص اتنی ساری خوبیوں کا مالک بھی ہوسکتا ہے اور تمام دینی، دنیوی، خاندانی، رواداری، مراسم اور دیگر کاموں کو اس طرح بحسن و خوبی ادا بھی کرسکتا ہے۔ تو اسے خدا کا کرشمہ ہی کہا جانا چاہئے۔

اور کرامت جن سے صادر ہوتی ہے ان کو ولی کہا جاتا ہے۔ اور حضور مثنیٰ میاں ایک ولی کامل تھے۔ آپ کی زندگی قوم کے لئے مشعل راہ ہے۔ اور ہر شخص و تنظیم آپ کو اپنا قائد ورہنما تسلیم کرتا تھا۔ آپ کی قیادت صرف ممبئی اور مہاراشٹر تک محدود نہ تھی۔ بلکہ پورے ہندوستان میں لوگ آپ کی قیادت کا لوہا مانتے تھے۔ یہ آپ کے اوصاف حمیدہ کا کمال تھا کہ اپنے اور غیر سبھی آپ سے محبت کیا کرتے تھے۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ جس مجلس میں آپ تشریف فرما ہوتے آپ کی شخصیت نمایاں ہوا کرتی تھی۔ بعض موقع پر میں نے آپ کا جلال حیدری بھی دیکھا کہ غلط بات پر بلا جھجک اعلیٰ عہدے پر فائز افسران کو ٹوک دیا کرتے تھے۔

جسے دیکھ کر خدا یاد آئے

ولایت کے ہوں جس میں آثار تم تھے

دارالعلوم محمدیہ سے فضیلت کے بعد آپ نے مجھے اپنے ادارہ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز میں بحیثیت مدرس و مسجد میں بحیثیت امام مقرر فرمایا۔ پھر ممبئی کے ادارہ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے افتتاح کے بعد سے یہیں بحیثیت ناظمِ اعلیٰ و مدرس کے فرائض انجام دے رہا ہوں، میں نے زندگی کے زیادہ تر قیمتی اوقات آپ کے ساتھ ہی گزارے۔

الحمدللہ ان کے ساتھ حج کرنے کی سعادت بھی مجھے میسر ہوئی اور خاص کر دبئی میں اس خاکسار کو خلافت اوراجازت سے بھی نوازا، جوکہ میرے لئے دنیا میں برکت اور آخرت میں نجات کا سامان ہوگا۔ ان شاءاللہ

ہوصداقت کے لئے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کر

آپ کے دل میں دیارحبیب کی حاضری کی تڑپ اور جنت البقیع میں دفن ہونے کی آرزو تھی۔
اکثر آپ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

موت آئے تو درِ پاکِ نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
الٰہی عمر اسی میں تمام ہو جائے

رب کریم کی بارگاہ میں قبول ہوگئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی سچی تڑپ کا صلہ مدینہ شریف میں شہادت اور جنت البقیع میں خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قدموں تلے مدفن دے کر عطا فرمایا۔

حضورشہیدراہِ مدینہ مومن کامل اور سچے عاشق رسول تھے

ازقلم: اسیرمفتی اعظم، بانیٔ رضااکیڈمی الحاج محمدسعید نوری

ونائب صدرآل انڈیاسنی جمعیۃ العلماء

جب آدمی صاحب ایمان اوراعمال صالحہ کا پیکر ہواتو اللہ تعالیٰ اس کے تعلق سے لوگوں کے دلوں میں بے پناہ محبت ڈال دیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ’’بیشک جنھوں نے ایمان کی دولت حاصل کی اور اعمال صالحہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے عوام وخواص سب کے قلوب میں وُدّ پیدا فرمادیگاارشاد باری تعالیٰ میں جولفظ وُدّ آیا وہ بھی قابل غور ہے کیونکہ وُدّ اس محبت کو کہتے ہیں جوانتہائی اور کمال کو پہنچ جائے یعنی وہ محبت کا نام نہیں بلکہ انتہائی کمال کا نام ہے لہٰذاارشاد باری تعالیٰ کا مفہوم یہ ہوگا کہ مومنوں میں اور ان میں جو صالحین ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو صرف محبت نہیں بلکہ عشق ہوجا تا ہے اور یہ بات ایک مومن صالح کے حق میں عطیہ الٰہی اور بہت بڑاانعام ہے۔

اور یہ منجانبِ اللہ، کرشمۂ قدرت کے طور پر اس صالح مومن کی جانب دیگر بندگانِ خدا کے دل خودبخود کھینچنے لگتے ہیں چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ممدوح ومرکزعقیدت حضورمُنّی میاں علیہ الرحمہ کی یہی شان تھی جب آپ حیات تھے تو اکثر اوقات آپ کے اردگرد نیاز مندوں اورعقیدت کیشوں اور جانثاروں کا ہجوم لگارہتا تھا آپ کے تعلق سے لوگوں کے دلوں میں انتہائی احترام اورکافی عقیدت ومحبت جاگزیں تھی فرط محبت اور حسن عقیدت میں خلقت آپ کی ذات ستودہ صفات پر یوں نثار ہوتی کہ پروانے شمع پر نثاراورٹوٹ پڑتے ہیں جوآپ سے ملا ہمیشہ کے لئے آپ کا ہوگیالوگ پہلی ملاقات میں کامل رخ کے غلام اورشہید محبت ہوجاتے آپ کی شریں کلامی میٹھے بول اخلاقی بلندی اورحسن عمل کے ہزاروں لاکھوں اسیراورشیداموجودہیں۔

ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے
ایک ہی زلف کے اسیر ہوئے

افسوس صد افسوس کہ وہ آج ہماری آنکھوں سے اوجھل اور ہمارے درمیان نہ رہے مگر پھر بھی ان کی موت روز افزوں ہمارے دلوں میں گھر کر رہ جاتی ہے یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں ان کی محبت ملی اور ان کے جلووں میں نہانے کا موقع ملا نیز ان کے نادیدہ عاشقوں کی بھی تعداد کم نہیں کتنے ہیں جو غائبانہ طور پر ان کی محبت میں فنا اور ان کی چاہت میں گرفتار ہیں بعد رخصت بھی چاہت اور اخلاص والفت ومحبت میں سوائے اضافے کے تاہنوز کوئی کمی نہیں آئی جہاں اور جس سمت دیکھئے ان کے چاہنے والوں کا حلقہ موجود ہے۔

ان کے محاسن اور محامد کا چرچہ عام ہے ہندو بیرون ہند دنیا کے مختلف ممالک امریکہ یورپ تک آپ کے نام پر جان چھڑکنے والے اور محبت کا دم بھرنے والے پائے جاتے ہیں اہل عرب وروسائے حل وحرم جو اپنے آگے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے وہ بھی آپ کی مومنانہ شان وعظمت کے معترف اور قائل ہوگئے۔

میں اس کا عینی شاہد ہوں کہ پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں کو جاں بحق ہوئے شب وروز ملا کر تقریبا ۴۰ تا ۴۵ گھنٹے ہو چکے ہیں پھر بھی آپ کا بے گور کفن جسم دیکھنے والوں نے دیکھا کہ گل وگلاب کی طرح بالکل تروتازہ ہے اور مشک وعنبر کی مانند خوشبو پھوٹ رہی ہے آنکھیں تو بند ہیں پر زیست ہی کے عالم کی طرح جلال حیدری ٹپک رہا ہے پیشانی کی طلعت اور چہرے سے برستا ہوا نور صاف بتلا رہا تھا کہ یہ ایک مومن کامل اور سچا عاشق رسول ہے جو مرا نہیں بلکہ غم نبی اور سرکار روحی فدا کی محبت میں لباس ہستی کو بدل دیا ہے۔

میرے جنازے پہ رونے والوں فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

جبھی تو لاکھو کے جم غفیر میں جب آپ کا جنازہ جنت البقیع شریف میں لے جایا جارہا تھا تو باہر سے آئے ہوئے زائرین مدینہ شریف کی سرزمین پر عجم کے علاوہ مقامی اور غیر مقامی اہل عرب بھی زیر لب ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے بعض اشارے اور کنائے سے یوں گویا تھے **ھٰذا مومن کامل ھٰذا رجل صالح ھٰذا مغفور لہ لاریب ھٰذا مرشد کامل**۔ آپ کے تن نازنین اور رخ تاباں پر جس کی

نظر پڑی وہ محوِ حیرت ہو گیا کہ آپ شیخ ہندی اور عجمی ہیں یا عربی یا ہاشمی صحیح بات تو یہ ہے کہ مدینہ منورہ کی سرزمین پر اب تک کسی ہندوستانی کو وہ شرف نہیں حاصل ہو سکا جو پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں کو حاصل ہوا یہ ان کی سعادت ہے کہ انھیں کی شان کے مطابق اور دینی خدمات کے لائق ان کے نانا جان رحمت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوازا اور قیامت تک کے لئے ہزاروں صحابہ کے درمیان جنت البقیع شریف میں حضرت عثمان غنی کے پائنتی اور اپنے قرب وجوار رحمت میں جگہ عطا فرمائی۔ آپ کے سانحہ ارتحال کی خبر سن کر قوم وملت کی آنکھیں ساون بھادوں بن گئیں اور یہ پیر طریقت کی عنداللہ عندالناس ہر دل عزیز ہونے اور مقبولیت کی دلیل ہے اور ایک مومن کامل کی شان کا اظہار بھی اور یہی خدائے پاک کے اس وعدے کی صداقت ہے کہ بیشک جنھوں نے دولت ایمان حاصل کی اور اچھے اعمال اختیار کئے تو اللہ تعالی اس کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیوست کر دیتا ہے۔

انوارالمشائخ کا سفرآخرت

ازقلم: حضرت علامہ مولانا مفتی قدرت اللہ رضوی

صدرالمدرسین دارالعلوم اہل سنت تنویرالاسلام امرڈوبھا (سنت کبیرنگر یوپی)

قائدملت انوارالمشائخ حضرت سیدشاہ انواراشرف مثنیٰ میاں صاحب علیہ الرحمۃ الرضوان سلسلہ اشرفیہ کے شیخ اورقوم وملت کا سچا درد رکھنے والے ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے حسن واخلاق، اعلیٰ ظرفی، منکسرالمزاجی، علماء سے محبت اورخردنوازی، کا یہ عالم تھا کہ جس نے بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل کیاوہ آپ کا گرویدہ ہوکررہ گیا انداز گفتگوایسا شیریں اوردلنواز ہوتا کہ سننے والے کومحسوس ہوتا کہ آپ کی ہربات دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جارہی ہے۔

دینی تعلیم کوفروغ دینے، معیارتعلیم کوبلندکرنے اورمسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کودورکرنے کا جذبہ آپ کے اندرکوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جبھی تومختصرسی مدت میں ایک درجن سے زائددینی مدارس قائم فرمائے اورہرطرح ان کی سرپرستی فرماتے رہے۔

مسلمانوں کی سیاسی مشکلات کا حل تلاش کرنے کے لئے آپ بیتاب رہا کرتے تھے اس سلسلہ میں ممبئی کے اخباروں میں آپ کے بیانات کا سلسلہ جاری رہتا تھا ضرورت پڑنے پر مسلمانوں کے مطالبات کوحکومت کے ایوان تک پہنچانے کے لئے جلوس کی قیادت بھی فرماتے تھے۔

ہندوستان کے علماء اہل سنت اور دانشوراں کے وفود کی قیادت فرماتے ہوئے عراق کی اہم کانفرنسوں میں بھی شرکت فرمائی ہےاوراپنی قائدانہ صلاحیتوں اورحسن اخلاق کے گہرے نقوش بھی وہاں لوگوں کے دلوں پرچھوڑے ہیں۔

حضورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت وعقیدت نے کئی بارحج وزیارت کے شرف سے مشرف فرمایا پھربھی بیتابی بڑھتی توماہ رمضان المبارک میں عمرہ کے لئے مکہ معظّمہ حاضرہوجاتے اوروہاں

کے انوار تجلیات سے نہانے کے بعد روضہ محبوب پر حاضری دیکر قلب مضطرب کو تسکین دیتے اسی جذبہ محبت نے گزشتہ ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ میں بھی عمرہ کرنے کے لئے حرم مکہ معظّمہ میں حاضری کا شرف بخشا اور عمرہ کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونے کے بعد روضہ محبوب پر حاضری کی تڑپ نے مدینہ طیبہ کی راہ پر لگا دیا اور زبان حال سے اس جذبہ صادق کا اظہار ہو رہا تھا.

مدینہ جاؤں پھر آؤں مدینہ پھر جاؤں
الٰہی عمر اسی میں تمام ہو جائے

۱۵ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ، مطابق ۱۱ر نومبر ۲۰۰۳ء، اپنے دو صاحبزادگان اور چند احباب کے ہمراہی بذریعہ کار سفر کرتے ہوئے حدود مدینہ طیبہ میں داخل ہو چکے تھے کہ ناگاہ کار حادثہ کا شکار ہو گئی اور محبوب ہر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشق صادق کو مستقل طور پر اپنی آغوش کرم میں لیکر بار بار آمد و رفت کی زحمتوں سے چھٹکارہ دلا دیا یعنی اسی حادثہ میں ہزاروں سوگواروں کو روتا بلکتا چھوڑ کر آپ نے اس دار فانی سے کوچ فرمایا۔

بارگاہ رسالت کی مقبولیت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ وصال کو چالیس گھنٹوں سے زائد گزر جانے کے باوجود چہرا انور پر نور و نکہت کی تجلیات واضع طور پر نمایاں اور جسم شریف میں بھرپور تازگی تھی جسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ اب بھی زبان حال سے سوگواروں کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے ہیں۔

میرے جنازے پر رونے والو فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

اور پھر سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے کرم فرماتے ہوئے اپنے ہی جوار رحمت میں یعنی جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائیں آرام کی جگہ مرحمت فرمائی ہم تو اب یہی دعا کرتے ہیں۔

آسمان ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
غنچہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ کے اس طرح وصال سے ایک عظیم خلاء پیدا ہو گیا ابھی آپ کے کئی منصوبہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے تھے رب کریم بطفیل نبی رؤف ورحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم حضرت انوارلمشائخ کے فرزندار جمند حضرت مولانا سید معین الدین اشرف صاحب زید مجدہ کو آپ کا سچا جانشین بنائے اور آپ کے تمام منصوبوں کو پائے تکمیل تک پہنچائے اور سبھی پسماندگان کو صبرِ جمیل واجر جزیل مرحمت فرمائے آمین

ایں دعاء از من واز جملہ جہاں آمین آباد

مدینے کا مسافر ہند سے پہنچا مدینے میں

ازقلم: حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی،

مدیراعلیٰ ماہنامہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

خدا جانے وہ کون سی فیروز بخت گھڑی تھی جب حضرت انوار المشائخ سید مثنیٰ میاں اشرفی علیہ الرحمہ کی یہ فغان عشق نبی بارگاہ قدس میں مقبول ہوئی

میری زیست کے عناصر در مصطفیٰ پہ چل کے
مرا ساتھ چھوڑ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی

بڑے بڑے سلاطین زمانہ اور اساطین علم ومعرفت یہ پرسوز دعائیں کرتے رہے اور آج بھی مسافران حرم مچلتی ہوئی آرزو لئے بارگاہ رسول میں حاضر ہوتے ہیں اے کاش دیار حبیب میں ابدی نیند سونے کو دو گز زمیں مل جائے مگر ہر ایک کا کوکب اقبال اتنا درخشاں کہاں۔

جسے چاہا در پہ بُلا لیا جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

حضرت انوار المشائخ سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں اشرفی جیلانی سجادہ نشیں خانقاہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ اپنے دوصاحبزادگان کے ساتھ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد یہ کارواں شوق حرم پاک مصطفیٰ میں جیسے ہی داخل ہوا گاڑی کا ایک معمولی سا اکسیڈنٹ ہوا اور ایک عاشق دلگیر کے عناصر حیات بکھر گئے یہ حادثہ ۱۵ ر رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کو پیش آیا اس اندوہ ناک خبر سے جماعت اہل سنت میں غم انگیز لہر دوڑ گئی اہل عقیدت وارادت میں صف ماتم بچھ گیا۔ اَن کہی داستان غم کے ڈھلکتے آنسوؤں سے دامن تر ہو گئے ان کے لخت جگر نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں ٹھیک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں سپرد خاک کر دیا مولیٰ تعالیٰ ان کے

درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر وشکر کے ساتھ ان کے اخلاص وعمل کا وارث بنائے آمین۔

حضرت سید شاہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ولادت ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء میں بسکھاری ضلع فیض آباد میں ہوئی ابتدائی دینی تعلیم کے بعد عصری تعلیم میں اعلی ڈگریاں حاصل کیں سرکاری شپنگ کمپنی کی ملازمت سے عملی زندگی کا آغاز کیا اور مختلف مراحل حیات سے گزرتے ہوئے کسٹم آفیسر ممبئی کے اعلیٰ عہدے پر ریٹائر ہوئے اس معاشی استحکام نے انہیں کبھی لوگوں کا دست نگر نہیں رکھا بلکہ بے لوث دینی خدمات کا وافر جذبہ اور ناقابل شکست حوصلہ عطا کیا ہمارے ایک بزرگ ہم سبق دوست حضرت سید محمد اشرفی مصباحی ہیں جو حضرت کے بھانجے اور معتمد تھے انہیں کے توسط سے قریب دس برس پہلے حضرت سے ملاقات ہوئی تھی ان کی پرکشش شخصیت نے دل ودماغ پر گہرا نقش چھوڑا پھر بارہا ملاقاتیں ہوئیں عرس مخدوم اشرف کے موقع پر کچھوچھہ مقدسہ میں اپنے حجرۂ خاص میں اپنے دسترخوان پر شریک طعام فرماتے گھنٹوں گھنٹوں ملی اور تعلیمی مسائل پر گفتگو ہوتی۔

حضرت کے اندر فروغ دین ودانش کا جذبۂ عشق کی حدتک چھایا رہتا تھا حضرت فرماتے تھے جہاں پچیس پچاس گھر کی آبادی ہو ایک مدرسہ قائم ہونا چاہئے ہر بلڈنگ میں ایک فلیٹ دینی مکتب اور قرآنی تعلیم کے لئے وقف کردینا چاہئے گذشتہ برس پہلی اور آخری بار الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور تشریف لائے تھے ایک شب قیام فرمایا وہ پہلے سے جامعہ کی خدمات سے حد درجہ متاثر تھے لیکن جب نظام تعلیم دیکھا تو فرط محبت سے جھوم اٹھے بار بار فرماتے تھے حضرت حافظ ملت نے جامعہ اشرفیہ کھول کر جماعت اہل سنت کی آبرو بچالی بعد نماز عشاء عزیز المساجد میں جلسہ استقبالیہ کا انعقاد ہوا تلاوت قرآن عظیم کے بعد ایک طالب علم نے انگریزی میں نعت مصطفیٰ پڑھی تو حضرت نے مجھے حکم دیا اس کے بعد کسی طالب علم سے عربی زبان میں تقریر کرائیں ہم نے مولوی سلیم بریلوی کو مائک پر بلایا انھوں نے اسلام اور دہشت گردی کے موضوع پر تقریر کی تقریر کے بعد بے پناہ قلبی مسرت کا اظہار فرمایا مگر ساتھ ہی ساتھ مجھ سے فرمایا لگتا ہے آپ نے پہلے ہی طالب علم کو منتخب کر رکھا تھا تقریر پہلے سے سیٹ تھی میں نے عرض کیا یہ تو

عربی تقریر تھی مقررین اردو تقریر بھی تیاری بعد کرتے ہیں اس جواب پر حضرت نے ایک خاص تبسم فرمایا۔

اور فرمانے لگے جب میں المؤتمر الشعبی الاسلامی میں شرکت کے لئے عراق گیا تھا تو جو علماء ساتھ گئے تھے وہ عربی میں تقریر کیا کرتے۔ ہوٹل میں چائے وغیرہ کا آرڈر دینے کی صلاحیت سے بھی عاری تھے آٹھ برس تک عربی میڈیم سے تعلیم حاصل کر کے اتنی صلاحیت بھی نہیں پیدا کر پاتے ہیں مدارس کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے عراق سے واپسی کے بعد میں نے بطور خاص اس طرف توجہ کی مگر کامیابی حاصل نہیں ہوسکی تاہم کوشاں ہوں۔

حضرت انگریزی زبان پر بھر پور عبور رکھتے تھے دینی اور ملی مسائل پر آئے دن انٹرویو دیتے رہتے تھے ممبئی کے اخبارات میں ان کے بیانات کا سلسلہ جاری رہتا تھا چند برسوں سے رضا اکیڈمی کے پروگراموں کی صدارت و پیشوائی بھی فرماتے رہتے تھے موصوف اشرفی رضوی اختلافات پر بھی خون کے آنسوں روتے تھے آپ نے اپنے فکر وعمل سے یہ دوریاں بھی ختم کر دی ان کا اشرفیہ تشریف لانا بھی اسی سلسلہ کی ایک کوشش تھی انہوں نے جامعہ اشرفیہ میں اپنی تقریر میں اس کا اظہار بھی فرمایا کہ جب میں اشرفیہ آنے لگا تو علماء ے کچھو چھہ نے اعتراض کیا رضا اکیڈمی کے پروگراموں میں شرکت کو بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے لیکن ہم سب کو ایک ہی جواب دیتے ہیں میں دینی اور ملی کاموں کو پسند کرتا ہوں اور کام کرنے والوں کا ہر ممکن تعاون کرتا ہوں حضرت نے اپنی تقریر میں حضور حافظ ملت اور جامعہ اشرفیہ کا بڑے والہانہ انداز سے ذکر فرمایا آپ نے فرمایا تھا اشرفیہ ہمارا قابل فخر مرکزی ادارہ ہے یہ ادارہ اس وقت ہندوستان میں سنیت کی سب سے عظیم خدمات دے رہا ہے اس کی مخالفت دراصل تبلیغ دین و دانش کی مخالفت ہے۔

آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف کی مسند سجادگی پر فائز ہونے کے بعد آپ کی زندگی میں ایک حیرت انگیز انقلاب آیا خوش خلقی بلند کرداری کے ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری میں بھی اپنی مثال آپ تھے مدارس اسلامیہ کا قیام واستحکام آپ کی زندگی کا خوبصورت مشغلہ تھا آپ نے قریب ایک درجن مدارس

قائم فرمایا ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ میں دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز قائم فرمایا جو بڑی اہم خدمات انجام دے رہا ہے دیگر مدارس کی فہرست اس طرح ہے۔

(۱) سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی اکیڈمی کچھوچھہ شریف

(۲) جامعہ قادریہ اشرفیہ مولانا شوکت علی روڈ ممبئی

(۳) مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہرا ممبرا ضلع تھانہ

(۴) دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز نانی دمن گجرات

(۵) جامعہ اہل سنت مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ یوپی

(۶) مدرسہ قادریہ اشرفیہ بسکھاری ضلع امبیڈکر نگر یوپی

(۷) دارالعلوم مخدوم سمنانی مرزاپور بازار گورکھپور یوپی

(۸) مدرسہ معینیہ اشرفیہ ممبرا ضلع تھانہ

جولوگ مدارس چلاتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتنی پُرخار وادی ہے آپ نے تن تنہا مدارس کا جال پھیلا کر بلاشبہ گرانقدر کارنامہ انجام دیا ہے جو رہتی دنیا تک آپ کی یادوں کے نقوش مٹنے نہیں دیں گے سیاسی اور سماجی مسائل کے حل کے لئے بھی شب وروز سرگرداں رہتے تھے آپ کی زندگی کے یہ کارنامے بجائے خود ایک داستاں کے طالب ہیں مولیٰ تعالیٰ ان کے کارناموں کو باقی اور بافیض رکھے اور ان کے پسماندگان کو ان کے مشن کو آگے بڑھانے کا خلوص وجنوں خیز حوصلہ عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم۔

حضور شہید راہِ مدینہ بارگاہِ نبوت میں مقبول

انوار المشائخ حضرت سید انوار اشرف مثنیٰ میاں بارگاہ رسالت کے عاشق

از قلم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد شفیق الرحمن مصباحی رضوی، مفتی اعظم ہالینڈ، یورپ

موت اس کی ہے کرے جس کا زمانہ افسوس
ورنہ دنیا میں سبھی آئے ہیں مرنے کے لئے

خاکدان گیتی میں جس نے بھی سر اٹھایا اسے سپرد خاک یا آنکھوں سے روپوش ہونا ہے۔ یہ تو سنت الیہ ہے جو غنچوں کو دل آویزی، کلیوں کو مسکراہٹ اور پھولوں کو دل نواز قہقہہ دیتی ہے۔ وہی باد خزاں کے مسموم جھونکوں سے لہلہاتے چمن کو اجاڑ بھی دیتی ہے گردش لیل ونہار میں ہست ونیست کا سلسلہ نہ جانے کب سے ہے اور کب تک جاری رہے گا اس کو وہی جانے جس نے جگنوں کو ستاروں کی ضیاء بخشی اتھاہ پانی میں کنول کو مسکراہٹ دی شمع کو رونق بزم اور کہکشاں کو عروس انجمن بنایا۔

قرآن کریم ناطق ہے **کل نفس ذائقة الموت** گویا عالم میں جو ہے فنا ہونے کے لئے ہے اللہ باقی، باقی فانی، عالم آب وگل میں کتنے ہی حقائق ایسے ہیں جو ناقابل تردید ہیں اوران کو ہم شب وروز اپنے آنکھوں سے دیکھتے ہیں مگر ان کی طرف سے ایسے بے پرواہ ہیں جیسے کچھ دیکھتے ہی نہیں ہیں ایسے تمام حقائق میں سب سے زیادہ یقینی موت ہے یہ سچ ہے کہ موت سے زیادہ یقینی دوسری شئی نہیں ہے ادیان عالم نے اس اٹل حقیقت کا تسلیم کیا ہے ہر خطے ہر زمانے اور ہر طبقہ کے حکماء اطباء اور دانشور اس کے سامنے عاجز رہے ہیں لاریب موت سے زیادہ یقینی کوئی شئی کوئی حقیقت کوئی عمل کوئی فعل نہیں ہوسکتا آپ اس پر جتنا غور وفکر کرتے جائیں گے یہ بات واضح تر ہوتی جائے گی ابھی آپ نے خیال کیا کہ مجھے غسل کرنا ہے مگر ممکن کوئی امر مانع ہوجائے کہ آپ غسل نہ کرسکیں آپ کو یقین ہے کہ آج کی شب آپ کو کوئی فکر نہیں اور آپ آرام سے سوئیں گے مگر ممکن ہے کوئی ایسی بات بن جائے کہ تمام رات آپ کی پلک

بھی نہ چھپک سکے محکمۂ موسمیات نے اپنی مشینوں کے ذریعہ پیشن گوئی کی کہ آج رات بارش ضرور ہوگی مگر ممکن ہے کہ آپ کے یہاں یک بود پانی نہ برسے ہاں موت کے خیال سے آپ کا دل یا ذہن لاکھ فرار اختیار کرے ناممکن ہے کہ آپ اس کے پنجے سے بچ سکیں بڑی پرانی کہاوت ہے کہ موت کا نام گالی نہیں ہے مگر کوئی شخص آسانی سے مرنا نہیں چاہتا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ کوئی اس سے بچ بھی نہیں سکتا۔

کوئی ذی ہوش اور صاحب عقل آپ کو ایسا نہیں ملے گا جس کو اپنے مرنے کا یقین نہ ہو سبھی کو ایک نہ ایک دن مرنا ہے اس لئے ہر روز کم از کم ایک بار موت کو یاد کر لینا اچھا عمل ہے اللہ پاک کے مقرب بندے موت کو ہر گھڑی پیش نظر رکھتے ہیں یہی سبب ہے کہ وہ بداعمالیوں سے دور رہتے ہیں جہاں کوئی خیال فاسد دل میں سمایا اور موت کا منظر پیش نظر ہو گیا۔ گویا موت کی یاد انسان کو بہت افعال بد کا مرتکب ہونے سے بچاتی ہے مگر کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم اس اٹل حقیقت پر یقین رکھتے ہوئے کہ ایک دن مرنا ہے اس بارے میں کبھی سنجیدگی سے غور نہیں کرتے اور شب و روز بداعمالیوں کا مرتکب ہوتے رہتے ہیں موت کا وقت اور مقام کسی کو معلوم نہیں ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کب اور کس حال میں اور کہاں مرے گا چلتے پھرتے سوتے جاگتے صبح و شام گھر سڑک سفر حضر کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ انسان لقمۂ اجل بن سکتا ہے دنیا کا ہر جاندار موت سے خائف ہے کچھ اس کی تکلیف کی وجہ سے اور کچھ جب دنیا کے سبب مگر موت ہمارے لئے ایک اچھی چیز ہے اگر ہم نگاہ عبرت سے دیکھیں تو موت ہمارے لئے معلم اخلاق ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہے اس لئے ہمیں چاہیے کہ بداعمالیوں سے کنارہ کش ہوں اور خدا اور موت کو ہمیشہ یاد رکھیں اسی میں ہماری فلاح و بہتری ہے ہاں جن کو یقین ہے کہ ان کو مرنا نہیں وہ مختار ہیں جو چاہیں کریں جو چاہیں سوچیں۔

خیال رہے کہ اچانک موت غافل کے لئے اللہ کی پکڑ ہے کہ اسے توبہ کا وقت نہیں ملتا عاقل اور نیک کار کے لئے اللہ کی رحمت ہے کہ رب اسے بیماری کی تکالیف سے بچا لیتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی

وفات اچانک ہی ہوئی بحالت نماز جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے اور ایمان دار جب مرتا ہے تو اس پر آسمان اور زمین چالیس روز تک روتے ہیں جیسا کی ترمذی کی حدیث میں ہے حضرت مجاہد سے کہا گیا کہ کیا مومن کی موت پر آسمان اور زمین روتے ہیں انھوں نے فرمایا زمین کیوں نہ روئے اس بندے پر جو زمین کو اپنے رکوع اور سجود سے آباد رکھتا تھا اور آسمان کیوں نہ روئے اس بندے پر جس کی تسبیح و تکبیر آسمان میں پہنچتی تھی

حسن کا قول ہے مومن کی موت پر آسمان والے اور زمین والے روتے ہیں محسن قوم وملت حضور انوار المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ انوار اشرف اشرفی جیلانی مثنیٰ میاں علیہ والرحمہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ شریف ٦ نومبر ٢٠٠٣ء کو عمرہ کے لئے مکہ شریف لے گئے تھے مکہ شریف سے مدینہ منورہ کے درمیان مورخہ ١١ر نومبر کو ایک کار حادثہ میں مالک حقیقی سے جا ملے مورخہ ١٣ نومبر ٢٠٠٣ء ١٧ رمضان المبارک ١٤٢٤ھ بروز جمعرات بعد نماز عصر حضرت کے جسد خاکی کو جنت البقیع میں سپرد خاک کیا گیا حضرت اکثر و بیشتر اپنے احباب کے سامنے اس شعر کے ذریعہ اپنی خواہش ظاہر فرماتے تھے۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی زمیں ہوشہ سمناں کے قریب

خدا جانے وہ کون سی فیروز بخت گھڑی تھی کہ جب حضور انوار المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ انوار اشرف اشرفی جیلانی مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی فغان عشق نبی بارگاہ خداوندی میں مقبول ہوئی۔

میری زیست کے عناصر در مصطفی پہ چل کے
میرا ساتھ چھوڑ جاتے تو کچھ اور بات ہوتی

بڑے بڑے سلاطین زمانہ اور اساطین علم ومعرفت یہ پُرسوز دعائیں کرتے رہے اور آج بھی مسافران حرم یہ مچلتی ہوئی آرزو لئے بارگاہ رسول میں حاضر ہوتے ہیں اے کاش دیار حبیب میں ابدی نیند سونے کو دو گز زمین مل جائے مگر ہر ایک کا ستارہ اقبال اتنا درخشاں کہاں۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنالیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

حضرت سید مثنیٰ میاں کی وفات انسانیت کے لئے بہت بڑاالمیہ ہے ان کی شخصیت بلاتفریق مذہب وملت سب کے لئے ہر دل عزیز تھی حضرت ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے اگر دیر رات ان سے کوئی ملنے جاتا تو وہ ملنے سے انکار نہیں کرتے وہ کسی بھی کرب میں مبتلا ہوں اپنی تکلیف ظاہر نہیں کرتے تھے وہ مظلوم کے ساتھی اور ظالم کے مخالف تھے پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا گور وکفن جسم دیکھنے والوں نے دیکھا گل وگلاب کی طرح بالکل تر وتازہ ہے اور مشک وعنبر کی طرح خوشبو پھوٹ رہی ہے آنکھیں تو بند ہیں پر زیست ہی کے عالم کی طرح جلال حیدری ٹپک رہا ہے۔ پیشانی کی طلعت اور چہرے سے برستا ہوا نور صاف بتلا رہا تھا یہ مومن کامل اور سچے عاشق نبی ہیں جو مرا نہیں ہے بلکہ غم نبی اور سرکار روحی فدا کی محبت میں لباس ہستی کو بدل دیا ہے حضرت ایک سلجھے ہوئے متقی اور پرہیز گار مسلمان تھے انھیں دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو جاتے ہوئے موت آئی جس کی لوگ تمنا کرتے ہیں۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
ہزاروں رحمتیں ہوں اے میر کارواں تجھ پر
جان کر منجملہ خاصان میخانہ تجھے
مدتو رویا کریں گے جام و پیمانہ تجھے

تقویٰ شعار زندگی

ازقلم: مولانا مفتی محمد شاہ نواز صاحب مصباحی
خطیب وامام حلیمہ اپارٹمنٹ مسجد، مورلینڈ روڈ، ممبئی
استاذ جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سونا پور، ممبئی

قتیل کوچۂ وفا شہید راہ مدینہ حضرت سید انوار اشرف اشرفی جیلانی عرف مثنی میاں علیہ الرحمہ ممبئی عظمیٰ کی تاریخ میں ایک ناقابل فراموش شخصیت کا نام ہے۔شہرت وعظمت کی انتہاؤں تک پہونچنے کے باوجود اعلیٰ اسلامی اقدار کے حامل، عصری علوم سے لیس ہونے کے باوصف، بلندئ ذات سے متصف، جدید ترین دنیامیں بودوباش رکھنے کے باوجود اپنی جڑوں سے پوری طرح وابستہ،غفلت وسرمستی کے تمام تر امکانات کے ہوتے ہوئے عرفانِ ذات سے بے خبر نہیں۔ وہ بجا طور پر اس دور میں بیاباں کی شب تاریک میں قندیل رہبانی کی تمثیل تھے۔

انہوں نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں، تعلیم وتربیت کے جو مواقع ان کو ہاتھ آئے اور عمر کا بڑا حصہ مادی دنیا میں بسر ہوا۔ان سب کے باوجود اپنی ذات کے لئے انہوں نے جو روش اختیار کی اور رنگ ونور سے آباد دنیا میں جس طرح انہوں نے صوفیانہ زندگی گزاری وہ متقدمین صوفیا اور اہل اللہ کی یاد تازہ کرتی ہے۔حدیث شریف میں اہل اللہ کی ایک پہچان یہ بتائی گئی کہ

''الذین اذا رؤوا ذکر اللہ'' (السنن الکبریٰ للنسائی)

جنہیں دیکھنے سے اللہ یاد آجائے۔آپ کے چہرے کی زیارت اس حدیث کی تفسیر نظر آتی ہے۔

عوام وخواص میں مقبولیت اور وہ امتیازات آپ کو حاصل تھے جن میں سے اگر کوئی ایک یا چند کسی شخص کو حاصل ہوجائیں تو اس کا دماغ ساتویں آسمان پر پہونچ جائے اور اس کا ہضم کرنا اس کے لئے دشوار ہوجائے لیکن یہاں یہ حال کہ سمندر پی کے بھی خاموش ہیں اور سات طبق آستین میں لئے بیٹھے ہیں اور کوئی نمائش نہیں۔ بلا کی سادگی، عجز وانکسار سے سرخمیدہ، ایثار ووفا کا مجسمہ، ہر ایک کے لئے چشم وابرو

بچھائے ہوئے، وسائل کی فراوانی کے باوجود سادہ زندگی، یہ تھا آپ کے طرز زندگی کا ایک نمونہ جسے دیکھ کر ہر کوئی آپ کا گرویدہ ہوجاتا تھا۔

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے ابی بن کعب سے دریافت کیا کہ تقویٰ کیا ہے؟ حضرت ابی ابن کعب نے فرمایا "**اما سلکت طریقا ذاشوک؟ قال: بلیٰ، قال: فما عملت؟ قال: شمرت واجتهدت، قال: فذلک التقویٰ** (تفسیر بغوی) ترجمہ: امیر المومنین! کیا خاردار راستے سے آپ کا گذر ہوا؟ حضرت عمر نے فرمایا: کیوں نہیں۔ حضرت ابی نے پوچھا، پھر آپ نے کیا کیا؟ حضرت عمر نے فرمایا دامن سمیٹ کر پوری احتیاط سے نکلا، حضرت ابی نے کہا: بس یہی تقویٰ ہے۔ اگر روحانیت روح کی بالیدگی، تصوف صفائے قلب اور تقویٰ کانٹوں بھری دنیا میں دامن بچا کر گذر جانے کا نام ہے تو شہیدراہِ مدینہ کی زندگی اس کی بہترین مثال تھی۔ ایسی باکمال شخصیت صدیوں میں کبھی خال خال ہی پیدا ہوتی ہے۔ جس کی ساری توانائیاں تعلیم قرآن وحدیث کی اشاعت میں صرف ہوئی ہوں اور جس نے اپنی تمام صلاحتیں اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ دین اسلام کے لئے خرچ کی ہوں۔ جس کے بند منہ سے ایمان کی خوشبو پھوٹتی تھی۔ جس کا سراپا اسلامی اخلاق کا آئینہ دار تھا اور جس کو دیکھنے کے بعد شجرۂ نسب پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑتی، ہر دل بے ساختہ پکار اُٹھتا کہ یہ چمنستان زہرا کے مہکتے پھول ہیں۔

علماء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے۔ "تم اللہ کے دین کا کام کرو اللہ تمہارا کوئی کام نہیں روکے گا"۔ اپنے بارے میں فرماتے "میں نے جو چاہا میرے رب نے مجھے دیا اور جو میرے پاس نہیں ہے وہ میں نے کبھی چاہا ہی نہیں۔" آپ کی ہر خواہش آپ کے رب نے پوری کی انہیں خواہشوں میں سے ایک یہ تھی جسے اشعار میں گنگنایا کرتے تھے۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی زمیں ہو شہ سمناں کے قریب

اور یہ بھی اس طرح پوری ہوئی کہ شہر نبی میں آپ کو قضا آئی اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند فرمائے آمین۔

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم: حضرت علامہ مولانا شکیل احمد اعظمی مصباحی

سابق صدر المدرسین جامعہ حنفیہ رحمت گنج، بستی، یوپی

ہر کہ عاشق مصطفی سامان اوست

بحروبر درگوشہ دامان اوشت

تاجدار کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کا سنگ بنیاد ایمان کی جان اور ایمان کی روح ہے بغیر آپ کی محبت کے ایمان کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا مومن کے لئے ناگزیر ہے کہ وہ سرکار کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی جان، والدین، بیٹے اور مخلوق سے زیادہ محبوب رکھے کہ ارشاد ربانی ہے۔

النبی اولیٰ بالمومنین من انفسهم

یہ نبی مومنوں کے لئے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں

مرحبا اے عشق خوش سو دائے ما

اے دوائے جملہ علت ہائے کنات ما

صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں یہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل فرمائی آپ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں اس پر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کہیں جا کر ایمان مکمل ہوا۔

پتہ چلا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جان ایمان اور حاصل ایقان ہے حب رسول ہی

علامت ایمان اوراس کی تکمیل کا سامان ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نا مکمل ہے

عاشق رسول، دیوانہ نبی، شیخ طریقت حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اپنی جماعت میں کئی جہت سے ممتاز مقام پر فائز تھے اور ان کو کئی اعجاز عشق رسول کے صدقے میں ملا تھا حضور مثنیٰ میاں جن کے دل کا گوشہ گوشہ عشق رسول کے پاکیزہ جذبات سے لبریز اور معمور تھا ان کے بول سے عشق رسول کے شریں زمزمے پھوٹتے تھے ان کے کردار، اعمال اور اخلاق سے سرکار کی محبت جھلکتی تھی ان کی تقریریں اور تحریریں عشق رسول کی دولت لازوال سے مالا مال تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ جو بولتے تھے تاثیر اس کا حصہ بن جاتی تھی وہ بڑی خوبیوں کے حامل تھے گوناں گوں خصوصیات کے مرقع تھے وہ سرکار پر فدا تھے اور لوگ ان پر فدا تھے یہ سبھی کچھ انھیں محبت رسول کے طفیل حاصل تھا۔

محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

مدینہ طیبہ مومنوں کے قلوب کا مرکز عقیدت ہے اور وہ عاشق حبیب کبریا جس کے رگ و پے میں محبت رسول کی عطر بیزیاں ہوں اس کے لئے مدینہ طیبہ کی رسائی دلوں کے لئے وجہ سرور اور آرزوں کی معراج ہے اسی اشتیاق کی انتہا تھی کہ حضور مثنیٰ میاں متعدد بار مدینہ گئے اور آئے اور پھر مدینہ گئے اور وہیں کے ہوکر رہ گئے۔

ع۔ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

کسی نور بھری ساعت میں اس عاشق رسول کی یہ دلی دعاء بارگاہ اقدس میں مقبول ہوئی تھی

مدینے جاؤں پھر آؤں مدینے پھر جاؤں
الٰہی عمر اسی میں تمام ہو جائے

حضورسیدمثنیٰ میاں کی خدمات گوناگوں اورنوع بہ نوع تھیں مگران کے ہرکام میں ایک مقصدیت کارفرماتھی جس میں عشق رسول کے جلوئے ضوفگن ہوتے تھے آپ کامحبوب مشغلہ مدارس کا قیام تھامقصد یہی تھا کہ **"قال اللّٰہ و قال الرسول"** کے سرمدی نغمے دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جائیں مدارس اسلامیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرہوتے ہیں اسی لئے اس میں تعلیمات رسول اکرم کوعام کیا جاتا ہے چنانچہ بھاجپا گورمنٹ میں مدارس کودہشت گردی کااڈہ بتانے پرآپ نے سخت غم وغصہ کااظہارکیااور حکومت کی تردیدمیں زبردست بیانات جاری کئے۔

سرکاردوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کوئی بھی مسلمان قطعی برداشت نہیں کرسکتا توعاشق رسول کیسے ضبط کرسکتا ہے۔حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کاسرمایہ جس کے لئے حرزجاں ہے۔ امریکی پادری ریورنڈجیری فالویل نے پیغمبرآخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نازیباکلمات کہے دنیابھرکےمسلمان مشتعل ہوگئےحضورمثنیٰ میاں نے تمام اسلامی تنظیموں کواکٹھاکرکےاحتجاجی جلوس نکالا یوم جمعہ کومہاراشٹربندکااعلان کیااوراس ناہنجاریہودی کے لئےقتل کافتویٰ دیااس سلسلے میں حکومت کو تحریری مطلع کیاکہ وہ امریکی قونصل جنرل سے ملاقات کاوقت طے کرائے ورنہ شہرکےلاکھوں مسلمان قونصل کاگھیراؤبھی کرسکتے ہیں حضورمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے امریکی حکومت اوراقوام متحدہ سے کہا کہ رحمت عالم نورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جوکلمات اداکئے گئے ہیں اس کےخلاف پادری کوسخت سزادی جائے بلکہ وہ سزائے موت کامستحق ہےاس لئے اسے موت کےگھاٹ اتاردیاجائے۔

وہ عاشق رسول،دیوانہ مصطفیٰ ۱۵رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ،مطابق ۱۱رنومبربروزمنگل اس دار فانی سے ہمیشہ کے لئے چلاگیااورجنت البقیع میں ہزاروں صحابہ کےدرمیان آرام فرماہے۔

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے

شہیدراہِ مدینہ آسمانِ ولایت کے نیر تاباں

ازقلم: مولاناعبدالحسیب اشرفی کچھوچھوی

برصغیر ہندوپاک میں صوفیائے کرام کی اتنی کثرت ہے کہ ان کا شمار ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور ان کا تعلق مختلف خانوادوں سے ہے لیکن میں صرف خانوادہ قادریہ، چشتیہ، اشرفیہ کے ایک ایسے بزرگ کے تعلق سے اپنے مشاہدات اور تاثرات کو صفحہ قرطاس پر ثبت کرنے کی سعی جمیل کررہا ہوں جو ستارہ سحری کی طرح آسمان ولایت کے افق پر طلوع ہوکر غروب ہوگیا لیکن اپنے نور سے برسوں کی تاریکی کا سینہ شق کردیا اور اپنے جلوؤں کی تابانیوں سے قوم وملت کو صراط مستقیم دکھا گیا اور علم وعمل کے گوشہ ہائے دلوں کو روشن کردیا اور اپنے اعمال صالحہ اور جہد مسلسل سے لاتعداد راہ گیروں کو راہ حق دکھادیا اور ان کے زنگ آلودہ اذہان کو صیقل کردیا۔

اس دور پرفتن میں مدارس اور خانقاہیں بادسموم اور حوادثات کے شکار تھے زر پرستی اور جاہ پرستی کا دور دورہ تھا دینی اور اسلامی اداروں کو ہوس پرستوں نے اپنی اجارہ داری اور اپنی ملکیت بنا لیا تھا وہ ساون کے بادلوں کی طرح اٹھا اور اپنے نیک اعمال کی بارشوں سے اس زمین کو سیراب کردیا جہاں علم وعمل اخوت ومساوات کی کھیتیاں مرجھارہی تھیں جہاں حق شناسی اور حق پرستی کے تناور درخت بے برگ وثمر ہوکر برہنہ کھڑے تھے ان میں دوبارہ تازگی اور برگ بارآئے راہ حق کا متلاشی ان کے خنک سایہ میں اپنا مدعا تلاش کرنے لگا مردان حق شبنم آلودہ اور خنک راہوں پر گامزن ہوگئے۔

وہ مرد حق آگاہ وصوفی باصفاء جس کی نسبت عالی کا سلسلہ قدوۃ الکبریٰ غوث العالم امیر کبیر تارک السطنت حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کے توسط سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے مہتمم بالشان شخصیت کا حامل شخص ۱۹۳۷ء میں سید جلیل اشرف الاشرفی الجیلانی سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف کے دولت کدے میں جلوہ گر ہوا شفیق باپ نے جب اس نومولود کے چہرے

انور پر نظر ڈالی تو فرمایا یہ مخدوم پاک رحمہ اللہ علیہ کا مثنیٰ ہے مستقبل میں آپ اس عرفیت سے موسوم ہوئے کچھ دنوں بعد والد گرامی نے سید انوار اشرف نام منتخب فرمایا لیکن گھر اور باہر کے سب ہی لوگ مثنیٰ میاں کے نام سے یاد کرتے رہے۔ پانچ سال کی عمر میں رسم بسم اللہ ادا کی گئی اور آپ گھر کے ایک ملازم کی انگلی تھام کر بسکھاری کے ایک مکتب میں حصول تعلیم کے لئے جانے لگے مکتب کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد ایک مقامی مڈل اسکول میں انتہائی لائق اور شفیق استاد مولوی عبد الشکور صاحب کی نگرانی میں ہشتم تک تعلیم حاصل کیا اس کے بعد قومی ہائر سیکنڈری اسکول ٹانڈہ میں آپ کا داخلہ نویں جماعت میں ہوا جہاں راقم الحروف آپ کا نویں اور دسویں جماعت تک ہم سبق رہا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں اپنے ہم جماعت طلبہ سے ہی نہیں بلکہ اسکول کے تمام طالب علم سے انتہائی خلوص اور محبت سے پیش آتے تھے آپ نے اپنے شب و روز عام طلبہ سے الگ تھلگ گزارا غریب اور نادار طلبہ کی اعانت اپنا اولین فرض سمجھتے تھے۔ ہمارے اساتذہ جب کسی طالب علم کو نصیحت فرماتے تو یہ ضرور کہتے انوار اشرف کی تقلید کرو۔

ہائی اسکول اور انٹرمیڈیٹ کرنے کے بعد آپ نے لکھنؤ یونیورسیٹی میں داخلہ لیا جہاں سے گریجویشن کرنے کے بعد قانون کی سند حاصل کیا اور محکمہ چک بندی میں رجسٹرار کی عہدے پر فائز ہوئے لیکن کچھ دنوں بعد ایک انتہائی اور اہم ذمہ دار آفیسر کی حیثیت سے محکمہ کسٹم میں تقرری ہوگئی آپ لکھنؤ چھوڑ کر ممبئی چلے آئے عروس البلاد ممبئی کی شبوں کا گداز اور صبح کی دل فریبیاں آپ کو اپنی زلف میں اسیر نہ کرسکیں آپ یہاں اپنے فرض منصبی کو بخیر خوبی ادا کرتے ہوئے تصوف و طریقت کی راہ پر گامزن ہوئے اور جلد ہی آپ کی راہ سلوک طریقت اور تصوف کی زندگی کا چرچا عوام و خواص میں ہونے لگا اور آہستہ آہستہ لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے میں سکون اور فخر محسوس کرنے لگے۔

مدت ملازمت ختم کرنے کے بعد سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں صاحب نے خاص طور پر ملک کے سنی مدارس کی طرف اپنی توجہ مبذول فرمائی اور متعدد مدارس کا انتظام وانصرام اپنے ہاتھوں میں لیکر ان کی جدید تشکیل و تزئین کیا میں مبالغہ اور غلو سے کام نہ لیکر یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جس سمت آپ

نے قدم بڑھایا اس جہت میں اپنی حکمت عملی سے ایسی گلکاریاں کی کہ عوام وخواص نے خود بخود اپنے قدم اس سمت بڑھادیا ممبئ عظمٰی میں جامعہ قادریہ اشرفیہ آپ کے اداروں کا مینار ہے اس وقت کے سنی علماء، اساتذہ اور طلباء دارالعلوم محمدیہ سے موازکرتے ہوئے فرحت انبساط محسوس کرتے ہیں عاجز راقم دومرتبہ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ دستار فضیلت میں کار نظامت کا شرف حاصل کر چکا ہے میں جامعہ کا حسن انتظام اور عمارت وغیرہ دیکھ کر متحیر رہ گیا کہ کتنے قلیل وقت میں اس جامعہ کی داغ بیل پڑی اور کس قدر ایک تناور اور سایہ دار درخت کی شکل اختیار کرلیا۔

بنات امت مسلمہ کا تعلیمی میعار اور ان کی پسماندگی ایک المیہ ہے جس کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمیر بھی شرمند ہوتا ہے۔حضرت نے اس طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی اور مضافات ممبئ کے علاقہ ممبرا میں کنیزان فاطمہ کے نام سے ایک دینی درسگاہ قائم کیا جہاں پر ہزاروں طالبات کے لئے حافظہ ناظرہ کے ساتھ ساتھ درس نظامیہ کا مکمل انتظام ہے مفلس اور نادار طالبات کو خورد ونوش کے علاوہ ملبوسات بھی مفت ادا کئے جاتے ہیں ممبئ کے علاوہ ملک کے دوسرے صوبوں اور شہروں میں بھی حضرت نے مدارس کا قیام فرمایا ہے جن کا ذکر جگہ کی قلت کی بنا پر کرنے سے قصداً احتراز کررہا ہوں۔

سید انوار اشرف عرف مثنٰی میاں علیہ لرحمہ کی حلقۂ ارادت میں ملک و بیرون ملک کے ہزاروں بندگان خدا داخل ہو چکے ہیں اور اگر زندگی نے وفا کی ہوتی تو یہ تعداد لاکھوں میں تبدیل ہوسکتی تھی اتنا رفیع الشان مقام حاصل کرنے کے باوجود زندگی میں جو سادگی اور فقیرانہ انداز تھا وہ دوسرے پیران طریقت کے یہاں مفقود ہے خوش خوئی،خوش لباسی اور خوش خوری آپ کی زندگی میں دور دور تک پتہ نہیں تھا حلم و مروت اور اعلیٰ اخلاق اور غربا پروری اقرباء نوازی کا یہ عالم تھا کہ جس کو میرا قلم احاطہ کرنے سے قاصر ہے یہ مبالغہ نہیں یہ حقیقت ہے کہ ان کی بارگاہ میں آئے اور آنے والا ہر شخص مطمئن اور خوش وخرم واپس جاتا میزبانی کے فرائض کو انجام دیتے ہوئے جو فرحت اور مسرت محسوس ہوتی اس کا ذکر محال ہے مہمانوں سے ان کی ضروریات کے تعلق سے بار بار استفسار فرماتے تھے ۴؍رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کو حضرت سے

فون سے رابطہ ہوا تو آپ نے مجھ سے ارشاد فرمایا جمعرات کو اپنے دو بیٹوں کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے کی غرض سے حرمین شریفین جارہا ہوں میں نے عرض کیا حضور بارگاہ رسالت اور مقام ابراہیم پر میری صحت اور حاضری کے لئے دعاء فرمایئے گا کسی کو کیا خبر تھی کی متعدد حج اور عمرہ ادا کرنے کے بعد یہ آخری عمرہ ہوگا قریب ترین لوگوں کا بیان ہے کہ ۱۴ ر رمضان شریف کو شب میں کافی دیر تک کعبے کا طواف کرنے کے بعد قیام گاہ پر واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا کہ میں ہمیشہ جس ٹیکسی سے مدینہ منورہ حاضری کے لئے جاتا ہوا اسی ٹیکسی والے کو بلا کر لاؤں صاحبزادگان نے عرض کیا کہ اس وقت رات کافی گزر چکی ہے اور دیر تک طواف کرنے کے بعد آپ بھی کچھ درماندہ سے لگتے ہیں اور صبح سحری اور فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد حاضری کے لئے چلے چلیں آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں ابھی اور اسی وقت چلیں گے جاؤ جو بھی ٹیکسی مل جائے لاؤ اور یہ فرمانے کے بعد آپ قیام گاہ کی بالائی منزل سے نیچے تشریف لائے گاڑی آئی اور آپ اس میں فروکش ہوگئے صاحبزادگان نے سامان رکھا اور یہ بھی عرض کیا کہ سحری کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے ارشاد ہوا کھجوریں اور آب زمزم کافی ہیں حرم شریف پر الوداعی نظر ڈالی اور رخصت ہوگئے دیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ایک مقام پر سحری اور فریضہ فجر کی ادئیگی کا ارادہ ظاہر فرمایا لیکن اسی درمیان ٹیکسی ایک کافی بڑی گاڑی سے ٹکرا گئی جس میں آپ کے دونوں صاحبزادے شدید زخمی ہوگئے گاڑی کا حادثہ ہوتے ہی آدمیوں کا اژدہام اکٹھا ہوگیا زخمیوں کو بڑی احتیاط سے گاڑی سے باہر کیا گیا اور جب حضرت کو گاڑی سے باہر لایا گیا تو کہیں پر کوئی زخم نظر نہیں آیا لوگوں نے سمجھا آپ بے ہوش ہوگئے ہیں لیکن کچھ دیر بعد لوگوں کو اس کا علم ہوا کہ حضرت نے جان جان آفریں کے سپرد کردیا ہے اور مرتبہ شہادت کو پہنچ چکے ہیں **اناللہ واناالیہ راجعون**

صاحبزادگان کو مدینہ منورہ کے قریب ایک اسپتال میں بغرض علاج داخل کروا دیا گیا جو جائے حادثہ سے قریب ترین تھا اور فوراً ہی سانحہ کی اطلاع بذریعہ فون ممبئی پہنچائی گئی یہ خبر صاعقہ بن کر اہل خانہ اعزاء کے دلوں پر گری اور جنگل کی آگ کی طرح پورے شہر میں پھیل گئی اور بذریعہ فون یہ خبر بسکھاری

برادرکبیر ڈاکٹر سید خلیل اشرف کو اور فیض آباد میں برادر صغیر ایڈوکیٹ سید نظام اشرف کو دی گئی اس الم ناک اور جانکاہ خبر کو جو شخص جہاں سنتا دل برداشتہ ہو کر رہ جاتا ممبئی اور بسکھاری کچھوچھہ میں ایک کہرام مچا ہوا تھا شہر کے قریب تمام اخبارات نے تعزیتی ضمیمہ کا اجراء کیا آپ کی رہائش گاہ پر تمام دن مریدین اور معتقدین اور اخباری نمائندوں کا ہجوم لگا ہوا تھا کوئی ایسی آنکھ نہیں تھی جو اشکبار نہ رہی ہو ممبئی کے تمام دینی مدارس میں خواہ وہ کسی مسلک کے رہے ہوں تعزیتی تعطیل کا اعلان کر دیا گیا اور مدارس بند ہو گئے اور کئی مقامات پر مختلف مسلک کے علما اور اکابرین نے اپنے اپنے انداز میں تعزیتی جلسوں کا اہتمام کیا کئی دنوں تک اخبارات میں اہل علم وقلم اور دانشواروں کے تاثرات اور عقیدت کے تعلق سے مضامین شائع ہوتے رہے اخبارات میں مضامین اور تاثرات پڑھنے سے حضرت کے عظیم المرتبت شخصیت اور آپ کے مراتب و درجات عوام وخواص میں قبول عام کا اندازہ ہوتا ہے آپ کے تعلق سے لوگوں کے مضامین صرف اردو کے ہی اخبارات میں ہی نہیں شائع ہوئے بلکہ ہندی، انگریزی، گجراتی اور مراٹھی تمام اخبارات میں مضامین شائع ہوتے رہے۔

یہ سانحہ ہوش ربا ۱۵ رمضان المبارک بروز شنبہ سحری کے وقت ہوا۔ اللہ اللہ کس مرتبے اور شان کی شہادت میسر ہوئی جس پر ہزاروں زندگیاں رشک کریں اور اس پر قربان ہونے کی تمنا اور آرزو ہونے کی کروٹیں بدلیں یقین ہے کہ مدینۃ الرسول کی خاک مقدس کی طہارت اور عظمت اور پاکیزگی کا خیال فرماتے ہوئے راستے ہی میں رفیق اعلیٰ کی دربار میں یہ کہتے ہوئے حاضر ہو گئے۔

اے خاک مدینہ تو ہی بتا رکھوں گا بھلا میں کیسے قدم
تو خاک در سرکار کی ہے آنکھوں میں لگائی جاتی ہے

مدینۃ منورہ اور مکہ معظّمہ میں آپ کے مریدین کی تعداد اچھی خاصی ہے یہ لوگ ہندوستان سے بغرض تجارت اور ملازمت وہاں جا کر مقیم ہو گئے اور وہاں کی شہریت بھی حاصل کر لی ہے وہ بھی کثیر تعداد میں جائے سانحہ پر پہنچ گئے حضرت کے جسد خاکی کو مدینہ منورہ لے جایا گیا دوسرے دن آپ کے

صاحبزادے اور کافی تعداد میں مریدین مدینہ طیبہ پہنچ گئے اور بروز جمعرات ۱۷ر رمضان المبارک مسجد نبوی کے صحن میں نماز جنازہ اور دعائے مغفرت ہوئی نماز جنازہ کی امامت آپ کے صاحبزادہ حضرت علامہ مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی جواب حضور انوار المشائخ رحمۃ اللہ کے قائم مقام اور جانشین نے ادا کیا اور فریضہ عصر کے بعد شہید راہ مدینہ حضرت علامہ مولانا سید انوار اشرف اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو جنت البقیع میں حضرت عثمان بن عفان جامع القرآن خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم ناز میں سپرد خاک کر دیا گیا ایک شہید ایک شہید کے قدموں میں اسودہ خاک ہے اور چہرے مبارک حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے مزار پر انوار کے روبرو ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دنیا اور آخرت ہر جگہ اپنی رحمت کے آغوش میں رکھا۔

جس کی زندگی اور موت اتنی مہتمم بالشان ہو اس کے منصب ولایت اعمال صالحہ کے تعلق سے میں اپنے عاجزانہ خیالات کو پیش کرنے میں بڑی دشواری محسوس کرتا ہوں اس عاجز راقم کو متعدد دینی وسیاسی جلسوں اور کانفرنسوں میں حضرت کا ہم جلیس ہونے کا شرف حاصل ہے بہت سے ایسے مقام آئے جہاں پر میں نے حضرت کو خطبۂ صدارت دیتے ہوئے دیکھا اور سنا آپ کا خطیبانہ انداز دوسرے علمائے اور مقررین سے منفرد تھا آپ نہ صرف شستہ برجستہ اور برمحل الفاظ استعمال کرتے بلکہ یہ خیال بھی پیش نظر ہوتا کہ سامعین آپ کے مقصد کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں آپ اپنے دینی خطبوں میں پیغام عمل کے ساتھ ساتھ فروغ سنیت اور حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن پر عمل پیرا ہونے کی تلقین ضرور فرماتے عام طور سے یہ بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ شہرہ آفاق مقررین بھی غوث العالم کی کرامات بیان کرتے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ مشن مخدوم پاک سے نابلد ہیں حضور سید انوار المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی بڑی متنوع اور ہمہ جہت تھی انھوں نے صرف مدارس کی ترقی وترویج اشاعت پر اپنی توجہ نہیں صرف کی بلکہ مساجد کی تعمیر وتزئین پر بھی اپنی توجہ مبذول کی اور بڑے حوصلے وفراخ دلی سے کام کیا۔ بسکھاری میں ستاروں والی گلی مسجد کی خستگی اور زبوں حالی ان سے دیکھی نہ گئی

چنانچہ انھوں نے اس کی تعمیر ثانی پر کثیر رقم خرچ کر کے اس کو تین منزلہ تعمیر کروادیا اور اسی میں مکتب کا بھی قیام فرمادیا مسافروں کے لئے دو کمرے بھی بنوادئے اس کے علاوہ اور بہت سی مساجد پر خاموشی سے خطیر رقم خرچ کیا جب بھی کوئی شخص اپنی حاجت براری کے لئے ان کے کاشانہ۔ فقر وغنا پر گیا تو انھوں نے انتہائی خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کرتے ہوئے اس کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

آپ ایک صرف صوفی اور پیر ہی نہیں تھے بلکہ حوصلہ مند سماجی کارکن بھی تھے وہ ہمیشہ ایک غیر جانب دار اور صاف ستھرے معاشرے کی تمنا کیا کرتے تھے اور اس کے لئے ہمہ جہت کوشاں بھی رہتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ دین وملت ومسلک کے اختلاف کے باوجود اپنے مسائل کے لئے ان کے پاس آتے تھے میرا خود مشاہدہ ہے کہ ایک مرتبہ کچھ دیوبندی مسلک کے لوگ ایک مسجد کے تنازع کے حل کی غرض سے آپ کے پاس آئے آپ نے دوسرے فریق کو بلا کر مسجد کا وہ مسئلہ جو ظاہری طور پر لاینحل، معلوم ہورہا تھا حل کر دیا اور فریقین خوش خوش واپس ہوئے جہاں کشت وخون کا اندیشہ تھا چند منٹ اور چند لفظوں میں وہ خطرہ واندیشہ ٹل گیا۔ میں نے عرض کیا حضرت یہ تو کرامت ہوگئی فرمانے لگے استغفر اللہ! مجھ میں اور کرامت میں بڑا تفاوت ہے کرامت اولیائے کرام سے سرزد ہوتی ہے میں ایک عام آدمی ہوں یہ ان کی منکسر المزاجی تھی غرور اور تمکنت جیسے کوئی بھی احوال ان کے قریب ہو کر نہیں گزرے سادگی میں بھی وقار انھیں کے وہاں دیکھنے کو ملتا ہے متعدد مرتبہ فرقہ وارانہ مسائل کے حل میں حکومت کے ذمہ دار افسروں کے مسائل کے حل میں جس جرأت اور فہم وفراست کو استعمال فرماتے وہ ان کے ہم عصروں کے یہاں دور دور تک نہیں ملتی آپ کی ذہانت اور فطانت سیاسی وملی بصیرت پر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے تھے۔

حضور انوار المشائخ حضرت علامہ مولانا سید شاہ انوار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ کی ذات گرامی کے تعلق سے معلوم نہیں کب تک اہل علم وقلم اپنے اپنے انداز وفکر میں ان کی مدح وسرائی کرتے رہیں گے۔ شعرائے کرام منظوم خراج عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کریں گے مقررین اپنی زور خطابت سے ان کی بارگاہ میں اپنی اپنی عقیدت پیش کریں گے مجھے یقین ہے کہ ان سے عقیدت اور محبت رکھنے

والا اپنے بعد کی نسلوں سے فخر سے کہے گا کہ ہم نے انواراشرف رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم المرتبت اور عزت مآب شخصیت کی زیارت کی ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ ہمارے بعد کی نسلیں ہمارے اس شرف ملاقات پر فخر کریں گی۔ کہ ہمارے اجداد نے انواراشرف کے رخ انوار کی زیارت کی ہے۔

مجھے اپنی بے بضاعتی اور کم علمی پر شدت سے احساس ہو رہا ہے کاش میں قلم وقرطاس سے کام لیتے ہوئے اس انداز میں نذرانہ عقیدت پیش کرنے میں کامیاب ہوتا جس کی وہ ذات گرامی مستحق ہے۔

قارئین کرام سے اپنی کم علمی کے لئے معذرت طلب ہوں اقبال کے اس مصرعہ کے ساتھ اپنی حقیر تحریر ختم کر رہا ہوں۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

موت آئے تو درِ پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

پانچواں باب۔۔۔۔۔۔یادوں کےنقوش

حضورشہیدراہ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ گوناگوں خصوصیات کے مالک

ازقلم: امام النحوحضرت علامہ مولانا مفتی بلال احمد نوری

خلیفۂ حضور مفتیٔ اعظم ہند، شیخ الحدیث جامعہ قادریہ اشرفیہ

خلاق کائنات نے بے شمار انسان اس دار گیتی میں پیدا فرمایا ان میں کچھ ایسے افراد ہیں جن کے اس دارفانی سے جانے کے بعد بھی ان کے کارنامے لوگوں کے لئے سنگ میل اور مشعل راہ ہوتے ہیں انہیں مقبول بندوں میں ایک پیرطریقت رہبر شریعت حضور شہید راہ مدینہ حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ السید انوار اشرف المعروف مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں بلاشبہ آپ گوناگوں خصوصیات کے مالک تھے۔حسن اخلاق تو آپ کو اپنے آباواجداد سے ورثہ میں ملا تھا علمانوازی آپ میں درجہ اتم موجود تھی خرد نوازی کا جذبہ تھا چھوٹوں پر شفقت اور بے کسوں کی دستگیری آپ کا طرۂ امتیاز تھا آپ کا تابناک چہرہ آل رسول ہونے کی گواہی دیتا تھا۔

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

مجھ پر ہمیشہ آپ کی نظرعنایت رہی زندگی کے آخری لمحے تک مجھے اپنے دامن سے وابستہ رکھا وہ آج ہمارے درمیان نہیں رہے لیکن ان کے روحانی فیوض آج بھی ہم پر سایہ فگن ہیں۔آپ کی شخصیت اسلاف کرام، مشائخ عظام کا نمونہ تھی۔قوم وملت سے آپ کو بے پناہ لگاؤ تھا دینی تعلیم کی اشاعت کے لئے ہر وقت آپ فکرمند رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ ممبئی اور بیرون ممبئی میں مدارس اسلامیہ کا جال بچھا دیا دورحاضر میں شاید ہی کوئی ایسی انفرادی شخصیت ہو جو کم مدت میں اتنی تعداد میں مدارس اسلامیہ قائم کرکے ایک مثال قائم کردے آپ نے قوم کی بچیوں کی تعلیم کی طرف بھی توجہ فرمائی قوم کی بچیوں کے لئے دینی ادارے قائم کئے۔اگر آپ کی مبارک زندگی کا جائزہ لیا جائے تو کئی روشن گوشے عیاں ہوتے ہیں قوم کو جس چیز کی ضرورت پیش آئی آپ نے اس کو پورا کیا دینی تعلیم کے لئے مدارس قائم کئے بندگان

خدا کے سجود کے لئے مسجدیں تعمیر کروائیں صفائی قلوب کے لئے خانقاہوں کی تعمیر کی طرف توجہ فرمائی شریعت وطریقت کی دعوت، رشد وہدایت اور تبلیغ دین کے لئے اپنے اسلاف کرام کی راہ پر چلتے ہوئے ہزار ہا بندگان خدا کو جہد مسلسل سے سلسلہ اشرفیہ میں داخل فرمایا۔ اپنے نانا جان کے دین کی ترویج و اشاعت کے لئے دن کا چین اور راتوں کے نیندوں کی قربانی دی ملک اور بیرون ملک سفر فرماتے رہے نہ اپنے آرام کی فکر نہ اہل عیال کی طرف توجہ اگر فکر وغم تھا تو دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو عام کرنے کا۔ کثرتِ مشاغل اور علالت کے باوجود تبلیغی دوروں میں مصروف رہے آپ نے قوم کی صحیح نباضی فرمائی زخمی دلوں پر مرہم شفا رکھا ایسا خلوص اور اَن مِٹ کارنامہ انجام دیا جسے رہتی دنیا تک کوئی فراموش نہیں کرسکتا حضور شہید راہ مدینہ حیات ظاہری کے ساتھ نہیں ہیں لیکن انہوں نے جو کام کیا لوگ انہیں آج بھی یاد کرتے ہیں انہوں نے ممبئی کے مسلمانوں کو ایک معتدل مزاج، فکری اور دینی ماحول میں زندگی گزارنے کا سلیقہ بتایا، جب کوئی قوم کو کسی مسئلے میں الجھانے کی کوشش کرتا تو آپ نہایت ہی بالغ نظری سے اس کا سد باب فرماتے۔

قوم وملت کی بے علمی میں علم کی روشنی کا فقدان ہمارے لئے فکر کی بات ہے قوم کے نونہال، علم کے حصول میں دنیا کی بیشتر اقوام سے کوسوں دور ہیں آج کا دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے علم کے بغیر عمل کا تصور محال ہے اس لئے ہمارے اسلاف واکابرین کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ قوم علم کی روشنی سے مستنیر ہو اور میدان عمل میں پوری طاقت کے ساتھ اترے۔

حضور شہید راہ مدینہ نے اس نہج سے قوم کی آبیاری کے لئے اپنے آپ کو ہمیشہ ہمہ تن مصروف رکھا ایک روحانی خاندان کے اعلیٰ تعلیم یافتہ عصری اور دینی علوم سے مزین چشم و چراغ کا یہ کارنامہ ایسا ہے جس کو اہل علم ودانش ایک قیمتی اثاثہ سمجھ کر محفوظ کر کے آگے بڑھائیں گے آپ کی زندگی کا بیشتر لمحہ خوف الٰہی، اطاعت رسول، تقویٰ وتقدس پر مشتمل تھا حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر آپ کی گہری نظر تھی خصائل قبیحہ سے آپ کی ذات کوسوں دور تھی۔ بلاشبہ آپ کی ذات گونا گوں خصوصیات کی حامل تھی۔

یادِرفتگان

ازقلم: ادیب شہیر، رئیس التحریر علامہ مولانا وارث جمال قادری

مرکزی صدر آل انڈیا تبلیغی سیرت، ممبئی، انڈیا

نگہ بلند سخن دلنواز جاں پر سوز

یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

اپنے محسنوں و بزرگوں اور دیرینہ کرم فرماؤں کو یاد رکھنا، ان کے کارناموں کو زندہ رکھنا ان کے افکار و عمل، عزیمت و استقامت اور سوز دروں کو نسلا بعد نسل منتقل کرتے رہنا یہ ایک جذبہ احسان مندی و شکر گزاری کی دیرینہ روایت ہے۔ ،مقام مسرت ہے کہ آپ کے اخلاق یعنی شہید راہِ مدینہ، پیر طریقت، حضرت بابرکت حضرت سید انوار اشرف مثنیٰ میاں اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کے اولاد امجاد مریدین و اہل عقیدت و محبت برسوں سے یہی کر رہے ہیں۔ اور اب ایک قدم آگے بڑھ کر آپ کی حیات و خدمات دینی ملی کارناموں اور افکار و نظریات۔ اور سوز دروں کو ضبط تحریر میں لانے اور ایک مبسوط کتاب کی شکل میں جاوداں بنانے کی جو کوشش کی۔ اس کے لئے ہماری دعاؤں مبارک باد اور شکریہ کے مستحق ہیں۔

پیر طریقت حضرت سید مثنیٰ میاں اشرفی جیلانی قدس سرہ النورانی کو قریب سے دیکھنے اور جاننے والے، ان کی صبح، ان کی شام، ان کی خلوت، ان کی جلوت، ان کے معمولات، ان کے نظریات، ان کے اخلاص، اخلاق، حسنِ خلق سے شرابور ہونے والے انہیں شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال کے اس حقیقت افروز شعر کا محسوس پیکر پائیں گے کہ

نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز

یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

بنیادی طور پر انجینئر انڈیا کمپنی جو ایک کافی بڑی نیم سرکاری کمپنی ہے۔اس میں وہ ایک بڑے پوسٹ پر تھے اور یہ پوسٹ انہیں کسی بڑی سفارش پر یا دسترخوان پر سجا کر نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ ایک طویل جدوجہد کے بعد وہ اس مقام تک پہونچے وہ ہر جگہ آپ کی امتیازی خصوصیت کا باعث رہا۔

وہ جس پوسٹ پر تھے اگر وہ چاہتے تو کچھ سے بہت کچھ ہوجاتے۔ جب کہ ان کے ماتحت آفسران وکلرک حضرات کے معاشی حجم کے مقابلے میں آپ زیرو تھے۔ حالانکہ ایک بھرے پُرے خاندان کی ساری ذمہ داریاں انہیں کے کاندھوں پر تھیں۔ اللہ نے اپنے فضل سے آل اولاد سے بھی نوازا تھا۔ کچھ بچے تو چھوٹے تھے اور جو بڑے تھے وہ جدید دانش کدوں میں اعلیٰ تعلیم میں مصروف تھے اور یہ ایک تلخ حقیقت ہے دنیا میں سب سے زیادہ مہنگی تعلیم ہندوستان میں پہلے بھی تھی اور آج بھی ہے۔ان سب کے تعلیمی اخراجات گھریلو اخراجات، مہمانوں کی آمد کا ایک تسلسل، حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کی الگ بھیڑ۔اور سب کی دلجوئی، دلنوازی۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی آیا ہو، عام ہو خاص، جانتے ہوں یا نا جانتے ہوں، معروف رہا مجھول، چائے و پانی کے بغیر گیا ہو۔ چاہے وہ اپنی حاجت کے لئے آیا ہو۔ مہینہ ختم ہونے سے پہلے مقروض ہوجانا تنخواہ ملتے ہی سب سے پہلے قرض اتارنا۔ چونکہ میں سب سے زیادہ ان کے قریب تھا انہیں قریب سے دیکھا محسوس کیا۔ان کی خلوت، ان کی جلوت دونوں میرے نگاہ میں ہے۔ میں حضرت کا سب سے زیادہ معتمد علیہ شخص تھا۔ایک طرح سے میں ان کا صاحب البیت تھا اپنے ذاتی اور گھریلو الجھنوں میں مجھے شریک کرتے مجھ سے مشورہ لیتے اور میرے مشورے کو ترجیح بھی دیتے۔

خود ہی حاضرین مجلس کے سامنے کہتے جو بہت خواص ہوتے جیسے ڈاکٹر اسحٰق جم خانہ والا صدر انجمن اسلام بمبئی وغیرہ۔ مولانا وارث جمال ہمارا عصائے پیری ہیں۔ جہاں کہتے ہیں بیٹھ جائیے میں وہیں بیٹھ جاتا ہوں اور جہاں کہتے ہیں اُٹھ وہی اُٹھ جاتا ہوں۔ ہمارے رفیق دیرینہ، کرم گستر وکرم فرما، مولانا سید محمد ہاشمی میاں اشرفی جیلانی کچھوچھوی، مرکزی جنرل سکریٹری آل انڈیا تبلیغی سیرت کبھی کبھی کہا کرتے تھے۔ارے مولانا وارث جمال ''انوارالمشائخ'' کو ہم خاندان والوں کے لئے بھی کچھ چھوڑ دیجئے

کہ تنہا ان پر آپ کا قبضہ رہے گا۔ بے شک حضرت کی شفقتیں، عنایتیں اور کرم فرمائیاں بہت زیادہ تھیں اور اس تعلق سے ایک طرح محسود ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے۔ بغداد شریف کے عالمی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لئے آل انڈیا تبلیغ سیرت کے وفد کا بار بار جانا ہوا۔ ایک بار آل انڈیا تبلیغی سیرت کے سکریٹری الحاج رشید طیب صاحب نے کہا حضرت اس وقت ہمارا وفد بڑا ہو رہا ہے۔ ہمارے وفد کے علماء کرام کے ٹکٹ وغیرہ کا انتظام جماعت کو کرنا پڑتا ہے حضرت مثنیٰ میاں صاحب قبلہ کے پاس ممبئی شہر کے بڑے بڑے میمن بیٹھے ہیں۔ تو آپ اپنے اور ان کے ہوائی سفر کے ٹکٹ کے لئے کہیں کہ حضور غوث پاک کی بارگاہ میں حاضری کے لئے کوئی بھی بڑا میمن دو چار ٹکٹ دے سکتا ہے۔ یہ سن کر حضرت کے پیشانی پر بل پڑ گئے۔ بڑے جذبے کے ساتھ کہنے لگے میں اپنے جد کریم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے دوسروں کا احسان کیوں لوں!

ان سے معلوم کر کے بتائیے کہ دو ٹکٹ آنے جانے کا کتنا خرچ ہوتا ہے؟ میں اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے دوں گا۔

چنانچہ دو ٹکٹ پر جو رقم ہوتی تھی وہ میں نے حضرت کو بتا دیا۔ حضرت نے فرمایا ٹھیک ہے کل ہی میں صبح بینک جاؤں گا وہاں سے سیدھا تمہارے پاس دو ٹانکی آؤں گا۔ پھر میں تمہارے ساتھ رشید طیب کے آفس جاؤں گا۔

دوسرے دن حسب وعدہ حضرت والا ہمارے آفس آ گئے۔ پھر حضرت کو لے کر میں پٹھان واڑی رشید طیب کے آفس گیا۔ رشید طیب پہلی بار اچانک اپنی آفس میں دیکھ حیران ہو گئے۔ دو ٹکٹ کے لئے ایک بڑی خطیر رقم جو اپنے ذاتی اکاؤنٹ سے نکال لائے تھے اسے انہیں دیا پھر وہاں سے چلنے لگے۔ انہوں نے بہت کوشش کہ حضرت آپ کا قدم پہلی بار میری آفس میں پڑا کچھ تو کھا، پی لیں کہنے لگے میں ایک ملازمت پیشہ آدمی تمہاری طرح کوئی تاجر نہیں آفس کے لئے میں ویسے ہی لیٹ ہو چکا ہوں آپ چلے گئے اور میں رشید بھائی کے آفس میں واپس ہوا تو وہ حیرت مسرت سے کہنے لگے۔ واقعی مولانا

حضرت آپ کو بہت چاہتے ہیں یہ جو ہر معاملے میں حضرت آپ کو آگے رکھتے ہیں ان کی وجہ سمجھ میں آ گئی یہ تو میں صرف دیکھنے کے لئے ایسا کہا تھا ورنہ آپ دونوں کے ٹکٹ کا انتظام بھی میں کرتا۔

ان کا ایک بڑا حسن یہ بھی تھا کہ جہاں ان کے اخلاق، حسنِ اخلاق و اخلاقی قدریں اور رواداری، وضع داری کا قیمتی ذخیرہ تھا وہیں انہیں مولیٰ عزوجل ایک بڑا قلب دلگداز بھی عطا فرمایا تھا وہ بے حد رقیق القلب تھے۔ بات بات پر آنکھیں بھر جانا آنکھوں سے آنسو نکل پڑتا کسی کی خوشی میں خوش ہو جانا اور کسی تکلیف دہ غم میں اُداس ہو جانا یہ ان کی شخصیت کا لازمہ تھا۔

پہلی بار جنوری ۱۹۹۱ء بغداد کے عالمی اسلامی کانفرنس میں آل انڈیا تبلیغ سیرت کو دعوت ملی۔ دعوت نامہ براہ راست بغداد شریف سے آیا تھا میرے اور حضرت مثنیٰ میاں، رشید طیب کے علاوہ دو نام اور تھے۔

پہلی بار اہل سنت کے کسی تنظیم کو بغداد شریف کے عالمی اسلامی کانفرنس شرکت کا موقع ملا۔ اس وقت راقم الحروف وارث جمال آل انڈیا تبلیغی سیرت کے مرکز کا نائب صدر اور صاحب تذکرہ حضرت مثنیٰ میاں صاحب قبلہ صوبائی باڈی یعنی آل انڈیا تبلیغی سیرت مہاراشٹر کے صدر تھے۔

۸/جنوری ۱۹۹۱ء کو ۴ بجے ہم بغداد ائر پورٹ پہونچے پورے وفد کو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ ائیر پورٹ سے بغداد شریف کے مشہور ہوٹل المنصور میلیا میں لے کر پہونچے ہر فرد کو ایک ایک روم الاٹ کیا گیا۔ حوائج ضروریہ سے فراغت اور غسل کے بعد ہم اسی وقت حضور قطب ربانی غوث اعظم کی بارگاہ میں پہونچے۔ موسم کافی سرد تھا۔ کافی دیر کے بعد ہم لوگ باہر نکلے سامنے ہی خانقاہ قادریہ تھی۔ حسن اتفاق حضرت نقیب الاشراف حضرت سید یوسف گیلانی اور ان کے چھوٹے بھائی حضرت سید ظفر گیلانی دونوں موجود تھے۔ ہم نے بڑے ادب واحترام اور اخلاص عقیدت سے ان کی دست بوسی کی اسی وقت حضرت سید مثنیٰ میاں صاحب نے اپنی صدری کی جیب سے اپنا شجرہ نسب نکال کر حضرت سید یوسف گیلانی صاحب کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نقیب الاشراف اس وقت ۸۲/سال کے تھے۔ دیکھنے میں کافی کمزور بھی لگ رہے تھے۔ مگر اس شجرہ نسب کو بڑی توجہ کے ساتھ دیکھتے رہے پھر اپنی کرسی سے

کھڑے ہوئے حضرت کو مخاطب کر کے کہنے لگے **انت اخی، انت اخی، و انت صاحب بیتی،** انت صاحب بیتی کہتے ہی حضرت شہید راہِ مدینہ سے لپیٹ گئے۔

حضور قطب ربانی سید غوث الاعظم کے مزار اقدس کے چاروں طرف چاندی کی جالی لگی ہوئی ہے اور پائنتی کی طرف ایک چاندی کا دروازہ جس میں دو تالے لگے رہتے ہیں۔ایک تالا وہاں کی وزارت اوقاف کی طرف سے اور ایک خانقاہ کی طرف سے ہے یعنی حکومت وقت حضرت نقیب الاشراف کی مرضی و اجازت کے بغیر نہیں کھول سکتی۔اور حضرت سجادہ نشیں محض اپنی مرضی سے باب رحمت بھی کھول سکتے ہیں۔

وہ سال میں چند مخصوص اوقات میں کھولا جاتا ہے یا عالم اسلام کے کسی اہم ترین شخصیت کے لئے کبھی کھولا گیا کبھی نہیں کھولا گیا۔حضرت مثنیٰ میاں صاحب قبلہ آل انڈیا تبلیغی سیرت شاخ مہاراشٹرا کے صدر تھے۔آپ نے نقیب الاشراف کی خدمت میں پورے وفد کی انگریزی زبان میں نمائندگی اور اس کا تعارف پیش کیا۔اور عراق کے تعلق سے اس خدمات کا اجمالی تذکرہ کیا۔اور ساتھ ہی یہ بھی گزارش کر دی ہم لوگ بڑی تڑپ لے کر پہلی بار حاضر ہوئے ہیں۔ہمارے لئے مزار شریف کا دروازہ کھول دیا جائے۔ تا کہ ہم قدموں میں کھڑے ہو سکیں اور اپنے آقا کی قدم بوسی بھی کر سکیں۔حضرت نقیب الاشراف نے آپ کی اس خواہش کا احترام کرتے ہوئے فرمایا۔آپ پرسوں عشاء کے فوراً بعد آجائیں تب تک وزارت اوقاف سے اس کی دوسری کنجی بھی منگالیں گے۔

چنانچہ ہم تیسرے روز عشاء کے پہلے ہی خانقاہ قادریہ پہونچ گئے۔بعد نماز عشاء حضرت سید احمد ظفر گیلانی صاحب نے اپنے دست مبارک سے مزار اقدس کا تالا کھولا۔اس طرح سے ہمیں حضور غوثیت کبریٰ کے قدموں پر کھڑے ہونے کا شرف اور مزار اقدس چومنے کی سعادت حاصل ہوئی اور یہ شرف و سعادت حضرت اقدس بابرکت حضرت سید مثنیٰ میاں اشرفی جیلانی کی برکتوں سے حاصل ہوا۔

دوسرے سال ۱۹۹۲ء کے عالمی اسلامی کانفرنس میں آل انڈیا تبلیغی سیرت کا وفد کافی بڑا تھا۔کل انیس افراد تھے وہ بھی تین روزہ اجلاس تھا۔جس کے ایک دن کی صدارت آل انڈیا تبلیغی سیرت کو دی

گئی۔ رات ہی کو ہماری ملاقات وزیر اوقاف سے کرائی گئی۔ جس میں طے ہوا کہ کل کے اجلاس کی صدارت آل انڈیا تبلیغی سیرت مہاراشٹر کے صدر حضرت بابرکت سید انوار اشرف مثنیٰ میاں اشرفی جیلانی فرمائیں گے چنانچہ دوسری صبح آپ نے مسند صدارت کو زینت بخشی جس کی مبارکباد عالم اسلام کی عظیم شخصیت قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی نے ہوٹل میں آکر دی۔ یہ ایک بہت بڑا اعزاز اور ایک بڑی عزت افزائی تھی جو دنیا بھر کے ایک سو سے زائد مندوبین کے درمیان ملی۔ اس سے حضرت کے ساتھ ہی ساتھ آل انڈیا تبلیغی سیرت کا جماعتی قد بھی بہت بڑا ہوا۔

عزوشرف و اعزاز انہیں ملنا ہی تھا کہ ہمارے اس پورے وفد میں ان سے زیادہ صاحب شرف امجد اور جیلانی النسب کوئی دوسرا نہیں تھا۔ آپ کا ایک بڑا وصف اور ایک بڑا حسن آپ کا صاحب قلب گذار ہونا تھا۔ یوں تو آپ ہر بڑی بارگاہ میں آبدیدہ ہوجاتے خصوصاً کربلاء معلیٰ و نجف اشرف میں آنکھیں ساون بھادوں بن جاتیں۔ مگر جب اپنے جد کریم حضور سیدنا غوث اعظم کی بارگاہ میں پہونچے تو ہچکیاں بندھ جاتی اور آپ کا حال بے حال ہوجاتا۔

علی العموم ہر جگہ میں آپ کے ساتھ ساتھ رہتا ایسے ہی ایک بار ہم اور حضرت بارگاہ غوثیت کبریٰ میں حاضر تھے۔ آنکھیں تو ہماری بھی نم تھیں مگر حضرت قبلہ کے آنسوں کا حال یہ تھا کہ چہرے سے ہوتے ہوئے داڑھی سے قطرے ٹپک رہے تھے۔ اسی عالم میں بے شان وگمان میرا نام لے کر بارگاہ اقدس میں عرض کرنے لگے حضور میں آپ کی اولاد ہوں، اچھا ہوں بُرا ہوں، جیسا بھی ہوں، آپ ہی کا خون ہوں۔ میں آپ کی بارگاہ میں مولانا وارث جمال قادری کو لے کر حاضر ہوا ہوں۔ انہوں نے میری بڑی خدمت کی ہے ہر قدم پر میرا خیال رکھا ہے انہیں آپ قبول فرمالیں۔ ان کی خدمات کو بھی اور آل انڈیا تبلیغی سیرت جو آپ کے ایک دیوانے مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمن قادری کی جماعت ہے اس جماعت نے آپ کے ملک اور شہر کی جو خدمت کی ہے۔ اسے بھی قبول فرمالیں چشم تر ہی نہیں بلکہ آنسوؤں کی جھری تھی اور ایسے عالم تسلسل کے ساتھ میرا نام لے کر اپنے جذبات پیش کررہے تھے یہ مجھ پر آپ کا یہ ذاتی

احسان تھا۔ جسے میں اتار بھی نہیں سکتا۔ البتہ اس قیمتی لمحے پر ناز کرسکتا ہوں جس میں وہ میرے لئے دعائے خاص فرمارہے تھے۔

غلام غوث اعظم بے کس و تنہا نمی ماند
اگر ماند شبِ ماند شبِ دیگر نمی ماند

الحمدللہ رب العالمین! آپ کے ان اوصاف حمیدہ آپ کے اولا دامجاد کے بھی حصے میں آئے ہیں۔ محترم الحاج سید علی اشرف اشرفی جیلانی، سید حسن اشرف جیلانی، سید حسین اشرف جیلانی اور آپ نے اپنے ایک صاحب زادے کو عالم دین بنا کر دین وسنیت، دینی، ملی سرگرمیوں اور خدمت خلق کے لئے جیسے وقف کر دیا ہو۔ معین ملت حضرت بابرکت سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی صدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء۔ وہی خوش طبائی، خوش نوائی، دلنوازی، نرم خوئی، نرم روئی اور اپنے اخلاق کریمانہ سے دلوں کو ایسا فتح کرلیا ہے گویا۔

جو دلوں کو فتح کرے وہی فاتح زمانہ

کے مصداق ہو گئے ہیں۔

مولیٰ تعالیٰ انہیں نظر بد سے بچائے اور حاسدین، مخالفین، مفسدین، ظالمین اور اپنوں وغیروں کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔ اور غیب سے دستگیری فرمائے۔

آمین یارب العالمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

حضورشہیدراہ مدینہ کی مجھ پرعنایتیں

ازقلم: مولانا محمد شاکرنوری (امیرسنی دعوت اسلامی)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
(کلام رضا)

آقائے کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ انسان جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے اُسی مٹی میں دفن کیا جاتا ہے۔ کتنے خوش نصیب تھے شہید راہ مدینہ حضرت سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کہ اللہ عزوجل نے ان کی تخلیق کے لیے جس زمین کا انتخاب فرمایا وہ کوئی عام زمین نہیں بلکہ وہ مدینے کی زمین ہے جو رشک ملائکہ ہے۔ آپ جنت البقیع میں ہزاروں صحابہ، صحابیات اور اولیائے کرام کی مقدس جماعت کے ساتھ آسودۂ خاک ہیں اور ہر وقت رب تعالیٰ ان کی قبر پر اپنی رحمت وانوار کی بارش نازل فرما رہا ہے۔ حضرت مثنی میاں رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے میری ملاقات اُس زمانے سے رہی جب حضرت انکم ٹیکس آفیسر کی حیثیت سے تھے۔ میں اس زمانے سے حضرت سے استفادہ کرتا رہا اور حضور اشرف العلماء علیہ الرحمۃ والرضوان کے یہاں وہ تشریف فرما ہوتے اور میں شام کو وہاں جایا کرتا اور الحمدللہ حضرت بہت شفقتوں سے نوازتے اور کرم فرماتے۔

اس کے بعد آہستہ آہستہ قربت کا سلسلہ اتنا بڑھا کہ اللہ کے فضل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اکثر لوگ یہ تصور کرنے لگے کہ میں ان کا حقیقی بیٹا ہوں۔ اس لیے کہ حضرت کا مجھ پر اتنا کرم تھا کہ وہ مجھے ہمیشہ بیٹا کہتے تھے۔ میری ان سے قربت کی بنیاد پر لوگ یہی سمجھتے تھے کہ میں ان کا بیٹا ہوں۔

جب میں ان دونوں حضرات کے قرب ومحبت کی دولت سے سرفراز ہو رہا تھا اسی دوران جوگیشوری

کی سرزمین پر ایک نوتعمیر مسجد کا مسئلہ اٹھا کہ اس مسجد میں امامت کون کرے گا؟ یہ ایک بڑا اہم مسئلہ تھا۔ وہاں کے سنی حضرات چاہتے تھے کہ سنی امام آئے اور بدعقیدہ چاہتے تھے کہ ہمارا امام آئے اور دونوں کی طرف سے پوزیشن ایسی تھی کہ جو بھی امامت کے لیے جاتا اس کی جان کو بڑا خطرہ تھا تو اس موقع پر حضرت اشرف العلماء اور حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے انتخاب میرا کیا۔اس کی دو وجہ تھی۔

ایک وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالی نے مجھے حسن صوت سے نوازا تھا تو میں اچھے انداز میں قرآن پاک کی تلاوت کرتا تھا اور خطابت بھی کرلیا کرتا تھا پھر ہم وہاں پہنچے اور جمعہ کی نماز پڑھائی تو سب نے کہا کہ یہی امام ہونا چاہیے تو میں نے وہاں تقریبا چھ یا آٹھ مہینے امامت کی۔ان لوگوں نے اس طرح کا معاہدہ کیا تھا کہ امام آپ کا ہوگا لیکن درس ہماری کتاب کا ہوگا لیکن ہم نے تفسیر قرآن کا سلسلہ شروع کیا اس طرح آہستہ آہستہ ان کے لیے مشکلیں پیدا ہونی شروع ہوگئیں پھر مستقلا تبلیغی جماعت والوں کو وہاں سے نکال دیا گیا۔

الحمدللہ آج بھی وہ مسجد مسجدِ بدر کے نام سے جوگیشوری میں موجود ہے اور وہاں کے امام مکمل طور پر اہل سنت و جماعت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت میں مصروف ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر رات میں میرے حجرے پر غیروں کی طرف سے پتھر بازی ہوتی، اس زمانے میں میں طالب علم تھا لہٰذا میں صبح دارالعلوم محمدیہ کے لیے جاتا تو راستے میں کافی دھمکی آمیز کلمات سننے کو ملتے لیکن الحمدللہ آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل اور اکابرین کی دعاؤں سے کوئی آنچ بھی نہیں آئی اور اللہ کے فضل وکرم سے وقت گزرتا گیا۔

لیکن چونکہ میرے لیے پانچ وقت امامت کرنا مشکل امر تھا اس لیے ایک سال کے بعد میں نے مفتی حفیظ الرحمن صاحب جو سنی دارالعلوم محمدیہ کے استاد تھے ان کو وہاں بھیج دیا، الحمدللہ انہوں نے بڑی اچھی طرح سے ذمہ داری نبھائی۔

حضور شہید راہِ مدینہ بڑی شفقتوں سے نوازتے اور میری زندگی کے حالات سے بڑی اچھی طرح سے واقف تھے اور پتہ نہیں ان کی نگاہوں میں میری قدر و قیمت کی وجہ کیا تھی میں نہیں جانتا لیکن بڑی

محبتوں سے نوازتے اور کہیں بھی میرے ساتھ کسی بھی قسم کا معاملہ درپیش ہوتا تو دفاع فرماتے اور میری حوصلہ افزائی فرماتے۔

علاوہ ازیں جب کبھی حضرت کے سامنے کوئی تعلیم وتربیت اور تبلیغ کے متعلق تذکرہ کرتا تو الحمدللہ حضرت میرا ہی ذکر فرماتے اور احسن انداز میں ذکر فرما کر اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ حضور شہید راہ مدینہ کی شہادت سے پہلے مکہ مکرمہ میں مقام مستجاب پر بیٹھے ہوئے حضرت کو دیکھا تھا اس وقت میں طواف کررہا تھا۔ میں نے سوچا کہ طواف کے بعد حضرت سے ملاقات کروں گا لیکن میری ملاقات حضرت سے نہ ہوسکی بعد میں پتہ چلا کہ حضرت مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور پھر وہ حادثہ پیش آیا جو آپ کی شہادت کا سبب بنا۔

میں حضرت کی شہادت کے دوسرے دن مدینہ منورہ پہنچا تو معین المشائخ سید معین اشرف صاحب الاشرفی الجیلانی وہاں پر موجود تھے۔ میں نے ان سے ملاقات کی اور اس سلسلے میں تبادلۂ خیال ہوا۔

ممبئی کے مریدین کا اصرار تھا کہ حضور شہید راہ مدینہ کے جسد خاکی کو ہندوستان لایا جائے، معین المشائخ نے کہا کہ مریدین کا اصرار اس طرح کا ہے تو ہم نے یہی عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قبول کرلیا ہے تو اب کہیں اور لے جانے کی ضرورت نہیں ہے، حضرت کی تدفین یہیں عمل میں آئے تو بہتر ہوگا۔

پھر الحمدللہ! وہاں تجہیز وتدفین کے سارے انتظامات ہوئے، غسل کا اہتمام ہوا اور پھر نماز جنازہ بھی مغسل کے اندر ہی ادا کرلی گئی اور میں نے آپ کے جسد مبارک کو لحد مبارک میں اتارا اور ایک کمال کی بات میں آپ کو بتاؤں کہ جب حضرت کے جنازے کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدس کے سامنے لایا گیا اور وہاں سے جب ہم باب البقیع سے جنت البقیع کی طرف نکلے تو آپ کو حیرت ہوگی کہ ہم لوگ پورا سفر، کعبہ کے بدر الدجی تم پہ کروروں درود، بلند آواز سے پڑھتے ہوئے گئے لیکن کسی نے روکا نہیں۔

الحمدللہ! مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ حضرت کے جسد خاکی کو میں نے لحد میں اتارا اور اللہ عزوجل نے مجھے بھی خدمت کا موقع عنایت فرمایا اور اس طرح سے حضور شہید راہ مدینہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا آخری سفر بارگاہ صمدیت میں طے ہوا۔

آپ کو یہ جان کر بڑا تعجب ہوگا کہ حضرت کا ایک دانت مدینہ منورہ میں اس سے پہلے ٹوٹا تھا تو حضرت نے کہا کہ دانت کا کیا جائے یا اس طرح کی بات سننے میں آئی تھی کہ حضرت نے فرمایا تھا کہ یہ دانت مدینہ میں دفن کر دیا جائے ہوسکتا کہ آخری وقت مدینہ میں دفن ہونے کی سعادت مل جائے اس طرح کا کچھ ملتا جملہ حضرت نے فرمایا تھا۔

گنبدِ خضری، حضرت کے مزار سے بالکل صاف نظر آتا ہے ایسا لگتا ہے کہ حضرت شہید راہ مدینہ رحمۃ اللہ تعالی گنبدِ خضری کے سائے میں آرام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبر پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے۔

ماہِ رمضان، مدینہ کی سرزمین، سفرِ مدینہ، یہ ساری سعادتیں ایک ساتھ جمع ہونا اس بات کی علامت ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کو قبول فرمالیا ہے۔ اور کیا کہنا چہرے کی تابنا کی کا جو دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا، اللہ عزوجل نے ان کے چہرے کو اتنا پرکشش بنایا تھا۔ اللہ تعالی ان کے فیضان کرم سے مالا مال فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم علیہ افضل الصلوات والتسلیم**

انوارالمشائخ سے ایک ملاقات

ازقلم: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی

امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

شہیدراہ مدینہ انوارالمشائخ حضرت والا درجت سید انوار اشرف صاحب قبلہ حضور مثنی میاں علیہ الرحمہ سے اس خاکسار کو ملاقات کا شرف صرف ایک مرتبہ حاصل ہوا تھا۔ یہ حسین موقع وہ تھا جب میرے دیرینہ کرم فرما فدائے حضور مفتی اعظم عالی جناب سعید بھائی صاحب نوری "رضا اکیڈمی ممبئی" کے جھنڈے تلے سیدنا اعلیٰ حضرت کا ایک سو پچاس سالہ جشن یوم ولادت منا رہے تھے، اور اس کے منفرد اجلاس جس طرح سطح زمین پر منعقد ہو رہے تھے اسی طرح سطح سمندر اور فضا کی بلندیوں پر بھی انعقاد پذیر ہوئے تھے۔

اسی زمانہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصانیف سے ماخوذ احادیث کا مجموعہ "جامع الاحادیث" کے نام سے منظر عام پر آیا تھا جو راقم الحروف کی آٹھ سالہ محنت کا ثمرہ تھا، امام احمد رضا کی تعلیمات کے اس منفرد مجموعہ کی رسم اجرا کے لیے عالی جناب سعید بھائی نے منفرد طریقہ اپنایا اور اعلان کیا کہ ہوائی جہاز میں جو پروگرام ہوگا اسی میں اس کتاب کی رونمائی ہوگی۔ اور یہ رونمائی انوارالمشائخ کے مبارک ہاتھوں سے عمل میں آئے گی، لہٰذا اس اجلاس میں از راہ شفقت سعید بھائی صاحب نے مجھے بھی مدعو کیا اور پھر یہ منفرد پروگرام عمل میں آیا جس کے لیے ہوائی جہاز کا دائرۂ پرواز ممبئی تا پونہ اور پونہ تا ممبئی تھا۔ اس وقت پہلی اور آخری مرتبہ حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا اور آپ کا مقدس نورانی چہرہ ذہن میں ثبت ہو گیا، آج بھی اس واقعہ کے نقوش اور حضرت کے نورانی چہرے کی تابشیں دل و دماغ پر نقش ہیں۔ اس واقعہ کے غالباً ۲ رسال بعد اچانک آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آ گیا۔ اللہ رب العزت ان کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام سے نوازے۔ بلاشبہہ پس ماندگان کے لیے یہ سانحہ عظیم تھا لیکن خود ان کے لیے یہ شہادت بشارت عظمیٰ تھی کہ:

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

مومن کے درجات کی بلندی مختلف زاویوں سے ہوتی ہے، ان میں ایک نوعیت یہ بھی ہے کہ اگر کوئی شخص ایسے ماحول میں شب وروز گزار رہا ہے کہ قدم قدم پر گناہ اس کو اپنی طرف کھینچتے ہیں لیکن وہ اپنا دامن بچاتا ہوا صاف گزر جاتا ہے تو اس کے لیے ثواب کثیر اور اجر عظیم ہے، اور یہ مرد صالح اُس عابد و زاہد سے بھی درجوں بلند ہوتا ہے جس نے دنیا کی آسائشوں کو چھوڑ کر، اور خلق خدا سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی ہے۔

انوارالمشائخ کی حیات کا وہ دور جب آپ ملازمت کی پر خار وادی سے گزر رہے تھے اس وقت پاکیزہ زندگی اختیار کرنا، رشوت اور تہمت کی جگہوں سے بھی اپنے آپ کو بالکلیہ محفوظ اور پاک رکھنا بلا شبہہ ایک بڑا جہاد تھا۔ آپ کی حیات وسیرت کا یہ گوشہ نہایت تابناک ہے اور اس پر آشوب دور میں ہم سب کے لیے نمونۂ عمل بھی، یہ آپ کی شخصی زندگی تھی اور اس میں دوسروں کو دعوت عمل تھی۔ دوسری طرف آپ کی مبارک زندگی تبلیغ دین متین سے بھی عبارت تھی، خدمت خلق کا جذبہ سینے میں موج زن تھا اور رشد وہدایت کا فریضہ ادا کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا، لہٰذا آپ نے مساجد اور مدارس دینیہ کے قیام پر خاص طور سے توجہ فرمائی اور متعدد علمی مراکز قائم فرمائے جو آج ترقی کے منازل سے ہم کنار ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ انسان دنیا سے رخصت ہو جائے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل انتقال کے بعد بھی باقی اور جاری رہتے ہیں، وہ اس طرح ہیں:

(۱) صدقہ جاریہ: کہ کسی نے مدارس ومساجد کو قائم کیا۔ یا ان کے علاوہ دوسرے نیک کام جن سے خلق خدا فیضیاب ہوتی رہے۔

(۲) علم نافع: یعنی کسی نے کوئی دینی کتاب لکھی، یا علم دین سکھایا۔ یا پھر علم دین کی اشاعت کے سامان مہیا کیے۔

(۳) ولد صالح: یعنی نیک اولاد چھوڑی جو اس کے لیے دعائے خیر کرتی رہے۔

انوار المشائخ علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی حیات پاک میں مدراس قائم کر کے جہاں اپنے لیے صدقات جاریہ چھوڑے ہیں وہیں علم نافع کی اشاعت کا سامان بھی کیا ہے جو تا قیام قیامت جاری وساری رہے گا اور امت مسلمہ مستفیض ہوتی رہے گی، اسی طرح معین المشائخ حضرت سید معین میاں صاحب مد ظلہ العالی کی شکل میں ولد صالح کو چھوڑا ہے جو والد محترم کے لیے دعاؤں اور اپنے اعمال صالحہ کے سبب ان کی برزخی زندگی کی راحتوں کا سامان ہیں۔

مولیٰ تبارک وتعالیٰ یہ سعادتیں ہم سب کو بھی نصیب فرمائے۔ نیز انوار المشائخ علیہ الرحمہ کے درجات بلند کرے اور معین المشائخ کو ان کے مشن اور نقش قدم پر گامزن رکھے،

آمین بجاہ النبی الکریم علیہ التحیۃ والتسلیم

وآخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین۔

شہید راہِ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی کچھ یادیں، کچھ باتیں

ازقلم: مشہور ومعروف محقق جناب ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی
(صدر شعبہ علوم اسلامیہ جامعہ ہمدرد، نئی دلی)

جن بندگان حق کی شبانہ روز مساعی سے اتر پردیش میں ایمان ویقین کا اجالا پھیلا ان میں تابندہ نام شاہ سمناں سلسلہ چشتیہ اشرفیہ کے بانی مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ کا بھی ہے آپ نے اس وقت ہندوستان آکر مستقل سکونت فرمائی اور شمالی ہندوستان کو نور ایمان سے تابندہ کیا جب سلطان المحققین حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمہ والرضوان داعی اجل کو لبیک کہہ چکے تھے حسب وصیت آپ نے جنازے کی نماز پڑھائی اور کچھ دنوں بہار و بنگال کے علاقے میں رہ کر مشرقی یوپی کو مستقل سکونت کے لئے منتخب فرمایا اس علاقے کو آپ نے اپنے روحانی کمالات اور باطنی قوت سے ٹھیک اسی طرح شمع اسلام سے منور ومجلی فرمایا جس طرح چھٹی صدی ہجری میں سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ نے اپنے روحانی کمالات سے دین حق کی اشاعت فرمائی۔

آپ نے حضرت خواجہ غریب نواز کی طرح اپنے کمالات سے جوگیوں اور مندروں کے پجاریوں کو اسلام کے قریب کیا آپ کا یہ معمول تھا کہ دوران سفر جہاں بھی بڑے مندر ہوتے وہاں کسی مسلمان کا داخلہ ممنوع ہوتا تو آپ وہاں ضرور تشریف لے جاتے اس مندر کے پجاری سے ملاقات کرتے اور اسے اپنا گرویدہ بناتے ایسے کئی واقعات سیئر وسوانح میں ملتے ہیں۔جس سے آپ کی جرأت مؤمنانہ اور ہمت مردانہ کا پتہ چلتا ہے۔مشرقی یوپی کے اضلاع میں اسی طرح کی تبلیغ دین فرماتے ہوئے آپ کچھوچھہ مقدسہ پہنچے ''خزینۃ الاصفیاء'' کے مصنف مفتی غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں جب آپ شہر جونپور سے کچھوچھہ مقدسہ تشریف لے گئے تو وہاں ایک جوگی اپنے پانچ سو مریدوں کے ساتھ ہوا میں اڑتا تھا ملاقات ہوئی اس سے آپ کا سخت ترین مقابلہ ہوا آپ کو شکست دینے کے لئے وہ طرح طرح کے حربے

استعمال کرتا تھا لیکن اسے اس میں کامیابی نہ ملتی تھی آخر وہ ناچار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دولت ایمان سے مالا مال ہوگیا۔ پھر ایک خانقاہ اور حجرہ خاص کی تعمیر ہوئی اور فرحت بخش باغ کی بنیاد ڈال کر اس کا نام روح آباد رکھا گیا، یہ روح آباد وہ ہی بستی ہے جہاں آپ آسودہ خواب ہیں اور ساری دنیا روزانہ ہزاروں کی تعداد میں آپ سے اکتساب فیض کرتی ہے۔

صاحب تذکرہ شہید راہ مدینہ حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا نسبی تعلق اسی عظیم ہستی اور ذات ستودہ صفات سے ہے۔

مردم خیز قصبہ بسکھاری شریف کے عظیم خانوادہ اشرفیہ میں حسنی و حسینی نجیب الطرفین سید جلیل اشرف اشرفی جیلانی کے گھر شہید راہ مدینہ حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ کی یکم جولائی ۱۹۳۷ء کو ولادت ہوئی شفیق باپ نے جب اس نو مولود بچے کے چہرے پر نظر ڈالی تو فرمایا کہ یہ بچہ مخدوم پاک کا مثنیٰ ہے اور والد ماجد کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یہ جملہ اس قدر مقبول بارگاہ حق ہوا کہ آپ اسی عرفیت سے موسوم ہوئے اور لوگ آپ کا اصلی نام بھول گئے۔

شہید راہ مدینہ حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اتر پردیش سے عالم، فاضل کی سند حاصل کرنے کے ساتھ عصری علوم میں ایم اے۔ ڈی۔ جی اور ایل ایل ڈی وغیرہ اسناد بھی حاصل کر چکے تھے مؤخر الذکر اسناد ہی کے بنا پر جب تک آپ نے پسند فرمائی اعلیٰ درجہ کی ملازمت سے وابستہ رہے۔

یہ کوئی سات آٹھ سال پرانی بات ہے میری ملاقات صاحب تذکرہ حضرت مثنیٰ میاں سے اس وقت ہوئی جب وہ اپنے قائم کردہ دار العلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا تھانہ کے سالانہ جشن دستار بندی کی صدارت فرما رہے تھے اس جلسہ کو میں نے بھی خطاب کیا تھا وہ دستار بندی کا جلسہ ایسے شخص کی سرپرستی میں جو ملت اسلامیہ سے تعلیمی پسماندگی دور کرنے کا عزم مستحکم کر چکا تھا تعلیم کے حوالے سے گفتگو ہوئی، حضرت نے میرے خیالات سے صدفی صد اتفاق کیا اختتام جلسہ کے بعد حضرت سے اس ادارہ کے تعلق سے بات ہوئی حضرت میرے بارے میں شاید پہلے سے جانتے تھے کہ میں عصری درسگاہ میں تدریسی

خدمات انجام دے رہا ہوں جب میں نے حضرت کے سامنے موجودہ زمانے میں دینی مدارس اوران کی کارکردگی کے تعلق سے اپنا نظریہ پیش کیا تو وہ بہت متاثر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کوئی خوبیوں سے نوازا تھا وہ اپنی پسماندہ قوم کے لئے تعلیمی ادارے قائم کرنے کے علاوہ بہت کچھ کرسکتے تھے مگران کے سامنے شاید وہی حکمت عملی تھی جسے نبوی مشن کوخشت اول قرار دیا گیااور یہ کہ سماج کی تمام برائیاں دورکرنے کے لئے ضروری ہے کہ سماج کوزیورتعلیم سے آراستہ کیا جائے شایداسی حکمت عملی کے تحت اللہ رب العزت نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جوپہلی وحی بھیجی وہ اقراءتھی حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے بھی اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اسی حکمت عملی کے تحت ملت اسلامیہ کی زبوں حالی،اقتصادی،پستی،اخلاقی وسماجی بےراہ روی کے ماحول میں صرف اورصرف ملت اسلامیہ کی تعلیمی پسماندگی دورکرنے کا بیڑااٹھایااورانھوں نے نبوی مشن یعنی کتاب وحکمت کی تعلیم اورتزکیہ قلوب کے لئے متعدد مدارس اوردرسگاہ قائم کئے اور بندگان حق کے تزکیہ قلوب کے لئے اپنی زندگی وقف کردیا اپنے اس تعلیمی منصوبہ کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لئے متعدد مدارس اوردینی ادارے قائم کئے انہوں نے اپنی رہائش گاہ کو باضابطہ خانقاہ میں تبدیل کردیا ہمیشہ ان کے یہاں مجلس جمی رہتی جس میں عمائدین شہر کے علاوہ زندگی کے ہر طبقہ سے وابستہ افراد کی شرکت ہوتی **قال اللّٰہ و قال الرسول** کے نغمے بلند کئے جاتے ملت کے مسائل پر تبادلہ خیال ہوتا منصوبے کئے جاتے اوراس کے مطابق سماج کوڈھالنے کی جدجہد کی جاتی اوراس کے لئے راہ ہموار کی جاتی۔ہمیشہ وہ اسی ادھیڑبن میں رہتے کہ ملت کے پسماندہ لوگوں کوتعلیم وتربیت سے کس طرح آراستہ کرکے انہیں ملت کی خدمت کے قابل بنایا جائے ملازمت سے سبکدوش کیا ہوئے کہ ملت کی تباہ حالی نے مصروفیت میں حددرجہ اضافہ کردیا۔

سیاسی امور سے کوسوں دور تھے مگر ملت کے نشیب وفراز پرکڑی نظرتھی قومی معاملات میں بھرپور حصہ لیتے تھے مگر خانقاہی مزاج کوبھی کبھی پامال نہیں ہونے دیا ہمیشہ اداروں کے قیام اوراسے بہترنظم و نسق کے ساتھ چلانے کی فکر میں رہتے یہی وہ ملی جذبہ تھا جس کے باعث سماج کے ہر طبقہ میں ان کی قدر

منزلت تھی عوام وخواص سب میں محبوب نظر تھے سب انھیں دل سے چاہتے تھے ان کی اس بے پناہ مقبولیت کا علم حکومت وقت کو بھی تھا جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمانوں کے تعلق سے جب حکومت کسی مسئلہ میں اضطراب و بے چینی کا شکار ہوتی تو انھیں سے رابطہ کرتی اور انہیں کی خدمات حاصل کرتی۔

عروس البلاد ممبئ میں جتنے علماء ان کے عہد میں تھے قومی امور ومعاملات میں سب کے سرخیل تھے قوم مسلم سے تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لئے انھوں نے ملک کے طول عروض میں درجن بھر مدارس و دارالعلوم قائم کئے ان اداروں کی تفصیل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس درویش صفت انسان نے قوم مسلم سے تعلیمی پسماندگی دور کرنے کے لئے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کردیا تھا ملازمت سے سبکدوش ہوتے ہی جس طرح انسان کی زندگی میں نوعی فرق آیا اس تبدیلی سے سب ہی حیرت زدہ تھے چال ڈھال رہن سہن کردار گفتار اور عادات واطوار میں نمایاں طور پر تبدیلی محسوس کی جاسکتی تھی مشہور صحافی جناب شمیم طارق صاحب نے بھی اپنے دقیع مقالے میں ان کے منصوبوں کا ذکر کیا ہے جس کا اختصار درج ذیل ہے۔

شہیدراہِ مدینہ حضرت علامہ سید شاہ انواراشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا مقصد پہلے مرحلے میں مدارس کا قیام عمل میں لانا اور الحمدللہ انہوں نے اس سلسلہ میں جو تنہا پیش رفت کی وہ ایک مثال ہے۔

دوسرے مرحلے پر وہ مہاراشٹر کے دینی مدارس اور جامعات کے طلبہ کا تین روزہ کیمپ رکھنا چاہتے تھے اور ان کی خواہش تھی کہ طلبہ کے ساتھ رہوں اور ان کی باتوں کو سنوں انھیں ملکی اور ملی مسائل کے علاوہ تعلیم کے موجودہ رجحانات سے آگاہ کروں۔

تیسرے مرحلے پر ان کی خواہش مدارس اور جامعات کے موجودہ نصاب کا ازسرنو جائزہ لینے کی تھی اس لئے وہ علماء اور عصری درسگاہوں سے فارغ ہونے والوں سے مشورہ کرنا چاہتے تھے۔

نیز آپ کی خواہش تھی کہ حکومت مہاراشٹر ایوپی اور بہار بورڈ کے طرز پر مہاراشٹر میں بھی قائم مدارس اور دارالعلوم کو گرانٹ دے اور ان کے اسناد کو تسلیم کرے اس کے علاوہ باقاعدہ ایک مدرسہ بورڈ تشکیل کردے چنانچہ مہاراشٹر گورنمنٹ کے ذمہ داروں اور ارباب حکومت نے آپ کے اس خیال وتجویز سے

اتفاق کیااور آپ کی طرف سے کی گئی پیش رفت کوسراہااور آئندہ تعمیل کا وعدہ کیا۔

قوم وملت سے تعلیمی پسماندگی دور کرنے میں وہ کس قدر مخلص تھے اس کا صحیح اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جس نے انھیں قریب سے دیکھا اور جنھیں ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے وہ ملت کے تئیں جو احساس ودل رکھتے تھے اسے زیادہ بہتر وہی لوگ جانتے ہیں جو ان کے حلقہ احباب میں شامل تھے۔ شمالی ہند میں دنیائے سنیت کے سب سے بڑے تعلیمی ادارہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ کے سربراہ اعلیٰ عزیز ملت حضرت علامہ مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے بارے میں فرماتے ہیں ''ان سے جب بھی ملاقات ہوتی وہ قوم کی زبوں حالی کا تذکرہ ضرور کرتے اسے کیسے دور کیا جائے اس پر گفتگو کرتے ان سب کا مداوا آپ کی نظر میں دینی تعلیم تھا تاعمر مدارس اسلامیہ سے نہ صرف وابستہ رہے بلکہ ہر طرح مدارس قائم کرنا ان کے عزائم سے بھرپور واضع تھا ان میں ان کے خاندانی روایات کے امین مسلم یونیورسٹی علی گڑھ شعبہ انگریزی کے سابق استاذ ڈاکٹر سید امین اشرف بھی ہیں۔ ان کے تعلیمی مشن کے بارے میں فرماتے ہیں ''معنی ومفہوم کے ساتھ قرآن سمجھنا مثنیٰ میاں کی دلچسپی کا خاص محور تھا وہ دنیوی تعلیم کے منکر نہ تھے بلکہ ان کا مقصد تھا کہ داہنے ہاتھ قرآن ہو اور بائیں ہاتھ میں سماجی علوم یا سائنس کی کتاب ہو، اسی مقصد کے تحت انھوں نے جابجا مدارس قائم کئے اور مسجدیں بنوائیں۔

لیکن ان کے بہت سارے منصوبے اور تعلیمی خاکے ایسے ہیں جن میں رنگ بھرنا ابھی باقی ہے مجھے امید ہے کہ ان کے جانشین اور فرزند عزیز حضرت مولانا سید معین الدین اشرف صاحب اپنے والد ماجد کے مشن کو ان کی منشاء اور منصوبے کے مطابق فروغ دینے میں نمایا کردار ادا کریں گے۔

شہید راہِ مدینہ حضرت علامہ سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا اپنی زندگی کے ابتدائی مراحل میں عصری علوم کی طرف راغب ہونے کی وجہ سے رشد وہدایت کی طرف کلی میلان نہ ہوسکا لیکن ملازمت سے سبکدوشی کے بعد انھوں نے اپنے آپ کو ملت کی دینی وسماجی اور فلاحی کاموں کے لئے وقف کر دیا تھا شیخ طریقت حضرت علامہ ظہیر اشرف علیہ الرحمہ والرضوان سے سلسلہ چشتیہ اشرفیہ میں مرید تھے

اورانھیں کے خلیفہ مجاز بھی تھے انہوں نے بھی سلسلہ کوفروغ بخشا،سیکڑوں بندگان خدا نے ان کے دامن ارادت سے وابستہ ہوکرتوبہ استغفار کیا اور کئی ایک کو اجازت وخلافت کی لازوال نعمت سے ہمکنار کیا۔

شہید راہ مدینہ حضرت علامہ سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اپنی زندگی میں دوران ملازمت اور بعد ملازمت کچھ اس طرح ملی دینی کاموں میں مصروف رہے کہ دیکھنے والوں کو ہمیشہ آپ کی زندگی پر رشک آتا وہ ہر ایک کام کو بڑے خلوص کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ جئیں تو زندگی کا ہر لمحہ قابل رشک ہو۔

زندگی ایسی جیو کہ دشمن کو رشک ہو
موت ہو ایسی کہ دنیا دیر تک ماتم کرے

وہ اپنے آخری سفر کی تمنا محدث اعظم ہند کے اس شعر کے مطابق کیا کرتے تھے۔

موت آئے تو درپاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی زمیں ہو شہ سمناں کے قریب

یہ ان کے دل کی آواز تھی اس لئے اس تمنا کو بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت عطا ہوئی ااور مدینہ کے مسافر کو دیار مدینہ میں آرزو و تمنا کے مطابق شہید ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور جنت البقیع ہمیشہ کے لئے ٹھکانہ بنا دیا گیا قربان جائیے ایسی قابل رشک موت پر ایسی ہی قابل رشک موت کے لئے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے فرمایا ہے۔

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہر شفاعت نگر کی ہے

ایک مومن کی آخری یہی تمنا ہوتی ہے کہ بارگاہ نبی میں اس کی زندگی کی شام ہو جائے اسی لئے شاید اس کی نہ صرف تمنا کرنے کی بلکہ بارگاہ رب العزت میں استغاثہ کرنے کی تلقین بھی کی گئی۔

حدیث شریف میں ہے **الھم ارزقنی شھادۃ فی سبیلک واجعل موتی ببلد رسولک**۔

اے اللہ مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور اپنے رسول کے شہر مدینہ میں مجھے موت دے۔

شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ زیارت حرمین شریفین کے لئے ۶ رنومبر ۲۰۰۳ء کو روانہ ہوئے اور ۱۵ ررمضان المبارک کو بعد عمرہ بذریعہ کار مدینہ شریف کے لئے روانہ ہوئے ان کے ساتھ معتقدین کے علاوہ دو فرزندان گرامی سید حسن اشرف اور سید حسین اشرف بھی تھے صبح تقریبا پونے چار بجے سعودی وقت کے مطابق مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے راستے لحمینہ نامی مقام پر ان کو لے جانے والی گاڑی حادثہ کا شکار ہوگئی جس میں شہید راہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کو اندرونی چوٹیں آئیں جس کے باعث زخموں کی تاب نہ لاکر داعی اجل کو لبیک کہہ دیا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ وقت رحلت ان کی عمر چونسٹھ برس تھی چالیس پیتالیس گھنٹہ بعد تدفین عمل میں آئی مگر اس کے باوجود چہرے کی تابانی اور پیشانی کی طلعت سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ مرنے والا ایک مومن کامل اور سچا عاشق رسول ہے جو مرا نہیں ہے بلکہ غم نبی میں اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں لباس ہستی بدل گیا ہے۔

میرے جنازے پر رونے والو فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہوں

۱۱ نومبر ۲۰۰۳ بروز منگل حادثہ ہوا ۱۳ رنومبر ۲۰۰۳ مطابق ۱۷ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ ء جمعرات کے دن بعد نماز عصر جنت البقیع میں ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مقدس کے قریب تدفین عمل میں آئی۔

ان کی وفات دنیائے سنیت کے لئے کسی عظیم حادثہ سے کم نہ تھی بلاشبہ افراد اہل سنت کے لئے ان کی رحلت ایک بہت بڑا المیہ ہے خاندانی روایت کے مطابق رحلت کے چالیس دن بعد عرس چہلم کے موقع پر ۲۶ ردسمبر ۲۰۰۳ء کو ان کے فرزند ارجمند مولانا سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی کو جانشین نامزد کیا گیا۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی شخصیت عوام وخواص سب میں مقبول تھی انھوں نے بھی ہر ایک کے

دل میں اپنے حسن وکردار کے تئیں محبت کی جو جوت جگائی تھی اس کی کرنیں اب بھی محسوس کی جارہی ہیں یہی وجہ تھی کہ ان کے جانے سے پورے سماج اور دنیائے سنیت میں کہرام سا برپا ہو گیا جس جس تک ان کی رحلت کی خبر پہنچی وہ آبدیدہ ضرور ہوا اور ان سے اپنے دیرینہ روابط کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکا ڈاکٹر منور ملک جو مدینہ منورہ میں آپ کے معالج خصوصی تھے۔فرماتے ہیں ان کے اندر ایک خاص بات یہ تھی کہ جو دانت آپ کے گر جاتے آپ اس کی حفاظت کا بڑا اہتمام فرماتے۔ بجائے کہیں اور پھینکنے کے جنت البقیع شریف میں باقاعدہ دفن کرتے اور روحانی طور پر خوشی محسوس کرتے جس شخص نے جس پہلو سے آپ کی شخصیت کو دیکھا اس نے اس پہلو سے اپنے تاثر کو قلمبند کیا بحر العلوم مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی شہیدراہ مدینہ علیہ الرحمہ کی عظمت کی قدر فرمایا کرتے تھے راہ طیبہ میں آپ کی اس رحلت کو اخروی زندگی کی ضمانت سمجھتے تھے اور اپنے اس موقف کی تائید میں وہ درج ذیل حدیث مبارک سے استفادہ کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث پاک ہے جسے حاکم نے اپنی مستدرک جلد اول صفحہ نمبر ۳۶۷ پر ذکر کیا ہے جس کا ترجمہ کچھ اس طرح ہے جو جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے مرتے وقت اسی سرزمین پر ہانک کر لا یا جاتا ہے چاہے زندگی میں کہیں بھی رہا ہو یعنی جس کی مٹی جس خمیر میں داخل ہوتی ہے مرنے کے وقت دفن ہونے کے لئے اسی سرزمین پر لا یا جاتا ہے اس سے یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا وطن اصلی مدینہ شریف ہی تھا اور آپ کا خمیر خاک طیبہ کا غبار تھا اس لئے

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا
انوار وفضل وشرف کا ماہ منیر تھا

شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں یوں تو کئی ایک خوبیاں تھیں لیکن ایک خاص خوبی جو انھیں معاصرین سے ممتاز کرتی تھی وہ ان کا سیاسی شعور تھا اس تعلق سے مولانا ادریس بستوی نائب ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور فرماتے ہیں آپ کا سیاسی شعور کافی اونچا ہے ملک ہی نہیں بین الاقوامی صورت حال اور سیاست پر گہری نظر رکھتے ہیں شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کتنی خوبیوں کے

حامل تھے اسکا اندازہ حضرت مولانا خواجہ مظفرحسین کی اس تحریر سے لگایا جاسکتا ہے فرماتے ہیں اس عالم رنگ بو میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی پیدا ہوتی ہیں جو اپنے عہد میں فقید المثال اور عدیم النظیر ہوتی ہیں چشم بصیرت رکھنے والے انہیں اس انداز سے دیکھتے ہیں جیسے وہ کسی انسان کو نہیں بلکہ ہلال عید کو دیکھ کر جھوم رہے ہوں وہ کسی آدمی تو نہیں بلکہ مافوق الفطرت کسی دوسری شئے کا مشاہدہ کرتے ہیں خانوادہ اشرفیہ کے چشم و چراغ ایک وسیع حلقہ کے پیرومرشد قائدوقوم وملت اشرف المشائخ حضرت الحاج سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ انہیں شخصیتوں میں سے ایک تھے اگر ایک طرف ارباب علم دانش نے نثر میں آپ کی خدمت میں محبتوں کا خراج پیش کیا ہے تو دوسری طرف شعرا نے بھی آپ کی خدمت میں اپنی نگارشات سے اپنے ذہن وفکر کو جلا بخشی ہے۔

ڈاکٹر سید امین اشرف صاحب قبلہ فرماتے ہیں۔

یوں ہوا خاک دل نغمہ سرا تیرے بعد
رنج میں ڈوب گیا شہرنوا تیرے بعد
نہ رہی دلکشی طرہ دستار حسن
نہ رہی شوکت تاج فقرا تیرے بعد
مسند آرا کوئی ملتا نہیں انوار صفت
گل کی خوشبو ہوئی رورو کے جدا تیرے بعد
ہاتھ اٹھائیں تو اٹھتے ہی نہیں تیرے بغیر
کھوگئی دست میں تاثیر دعاء تیرے بعد
نخل سرسبز رہے وادی انوار اشرف
خوب برسے تیری یادوں کی گھٹا تیرے بعد

مولانا منصور علی فرماتے ہیں

پاکیزہ کردار رہا ہے پاک طبیعت شاہ مثنیٰ
گلشن علم سجائے کتنے آپ کی حکمت شاہ مثنیٰ
ہر موقع پر قوم کو اپنی بخشی قیادت شاہ مثنیٰ
چلتے چلتے راہ مدینہ پہنچے جنت شاہ مثنیٰ

انجم کچھوچھوی فرماتے ہیں

آپ کی صورت و سیرت دونوں مثل عین غین
کیوں نہ ہوں جب آپ ہیں شاہ حسن جان حسین
شمع محفل کی جدائی سے عجب ہے حال زار
بارش گل ہائے رحمت تجھ پہ ہوں لیل و نہار
اے شہید راہ طیبہ تجھ کو حاصل تین پھول
قرب عثمان غنی خلد بقیع شہر رسول

حضرت سید مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کی انفرادی مومنانہ شان

از قلم: شیخ القرآن حضرت علامہ عبداللہ خان عزیزی، سابق مدرس الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور

بنی نوع انسان کو مختلف اصناف وانواع میں تقسیم کر کے کہا جاسکتا ہے کہ شہرت اور نیک نامی کسی ایک طبقہ وصنف کے ساتھ مختص نہیں ہے حتّٰی کہ جو لوگ اپنی سیاست دانی وسیاست کاری میں مہارت رکھتے ہیں ان کو بھی اچھے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور ان کو عالمی شہرت بھی حاصل ہوئی گو کہ جھوٹ، فریب، مکاری وعیاری افتراء پردازی والزام تراشی یکتائے روزگار رہتے ہیں۔

تاہم لوگوں کے قلوب ان کی طرف بھی مائل ہوئے اور وہ بھی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے رہے اور ان کے اردگرد انسانوں کا جم غفیر اکٹھا ہوتا رہا اسی طرح جو لوگ سیاست سے کنارہ کش ہو کر محض سماجی کام کرتے ہیں اور قوم وملت کے دکھ درد میں شریک رہتے ہیں وہ بھی سماج ومعاشرہ میں عزت کا مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتے ہیں۔ یوں ہی وہ مذہب پرست جو کسی مذہب ودھرم کے نام پر اپنا کاروبار جاری رکھتے ہیں۔ اور آئے دن وہ اپنے فتنہ انگیز بیانات سے نفرت و بیزاری کی آگ روشن کرتے ہیں وہ بھی انسانوں کے مخصوص طبقے میں کافی مقبول ہوجاتے ہیں مگر قرآن حکیم کی نگاہ میں عوام میں شہرت وناموری کے جتنے جرائم پائے جاتے ہیں سب اسی وقت لائق قدر ومعتبر ہیں جب کہ ایمان کامل وعمل صالح کے بعد ظہور پذیر ہوئے ہیں بظاہر کوئی کتنا بلند مقام حاصل کرلے لاکھوں افراد کا اجتماع اس کے اردگرد ہو ہزاروں انسان اس کی تعریف وتوصیف میں رطب اللسان ہوں تاہم اسلام کے نظام میں کوئی اہمیت نہیں رکھتی ارشاد ربانی ہے۔

(**ان الذین آمنوا وعملو الصلحات سیجعل لھم الرحمن ودا**) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے جلد ہی رحمن ان کے لئے محبت پیدا کردے گا۔ یعنی بندوں کے دلوں میں ان کی محبت ورافتگی پیدا کردے گا چنانچہ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ بندہ جب اللہ تعالی کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے یعنی عمل خیر میں لگ جاتا ہے تو اللہ تعالی بندوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دیتا ہے

اس آیت کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی شخص عوام میں کتنا ہی مقبول ہو جائے اور لوگ اس کی مدح وستائش کرنے لگیں تو ایسے لوگوں سے متاثر نہیں ہونا چاہیئے جب کہ وہ نیکی کا کام انجام نہ دیتا ہو اور برائیوں میں منہمک رہتا ہو لیکن وہ اپنی طاقت لسانی اور چرب زبانی کی بناء پر قلوب انسانی کو مسخر کرتا ہو تو اسلام کی نگاہ میں اس کی کوئی وقعت نہیں نہ ہی مومن کی شان کے لائق ہے کہ اس سے مرعوب ہو کر اس کی تعریف وتوصیف کرنے لگے اصل مدار نیکی ایمان کامل ہے۔

قبولیت کا یہ پیمانہ اتنا بلند وارفع ہے کہ بہت کم شخصیتوں کو نا پا جا سکتا ہے اس معیار پر بہت کم لوگ اتریں گے۔ ایسے نیک نام وبرگزیدہ افراد میں ایک ذات بابرکت بھی شامل ہے جن کو حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے جن کو عوام وخواص میں بڑی قبولیت حاصل ہوئی وہ شہرت ونا موری کے آسمان بریں پر پہنچ گئے اگر اس کے اسباب کا جائزہ لیا جائے تو بقول ارباب دانش ان کی بہت سی خوبیاں بیان کی جاسکتی ہیں کچھ اہل علم یہ کہتے ہیں اور ان کو یہ کہنے کا حق بھی حاصل ہے کہ وہ بہت ہی نرم گفتار شیریں کلام محبت آمیز گفتگو کرنے کے عادی تھے وہ اپنے کلام سے اپنے مخاطب کو یہ تاثر نہیں دیتے تھے کہ وہ اونچے درجے کے انسان ہیں کیونکہ وہ خوب جانتے تھے کہ عظمت وبڑائی کا راز اس میں مضمر نہیں ہے کہ فریب نفس میں مبتلا ہو کر دوسرے کے اوپر اپنی انانیت وفوقیت کا مظاہرہ کیا جائے بلکہ وہ تو نہایت تواضع وفروتنی سے چھوٹے بڑے مرد وعورت مسلم وغیر مسلم کے ساتھ پیش آتے تھے۔ اسی لئے کسی شخص کا یہ دعوی حق بجانب ہے کہ وہ مرجع خلائق تھے بالیقین یہ بات بہت حد تک درست ہے اس میں چوں وچرا کی گنجائش نہیں ہے لیکن اسکو نیک نامی کا اصلی سبب نہیں قرار دیا جاسکتا بلکہ اصلی سبب کا جز اور اس کا ایک حصہ ہے کسی کی قبولیت وہ بھی ایسی قبولیت جو قرآن کریم کے نقط نگاہ سے معتبر ہو صرف ایمان کامل عمل صالح کی بنیاد پر ہو تو اس کو درست قرار دیا جاسکتا ہے۔ **لاریب** حضرت سید مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مومن کی حیثیت سے زندگی گزاری اور نیکیوں کی راہ پر ہمیشہ گامزن رہے۔ اس لئے عوام وخواص کے درمیان ان کی قبولیت ونیک نامی شہرت ونا موری دلوں میں ان کی محبت کا جذبہ صادق ضرور لائق اعتبار ہے اور ان کی طرف لوگوں کے قلوب کا جھکاؤ اسلامی نقط نظر سے نہایت مستحسن امر ہے۔

کچھ لوگ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کی سیاسی بصیرت رکھتے تھے وہ سیاست کے نشیب وفراز اوراس کے اتار چڑھاؤ سے نابلد نہیں تھے بلکہ خوب اچھی طرح سے اس سے واقف تھے ان کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ سیاست دانوں اور سیاست کاروں سے کیسی حکمت عملی اختیار کرنی چاہئے۔ کن مواقع پر کیسا سیاسی بیان دے کر لوگوں کو گرمانا چاہئے اوران کے اندر جوش وطرب پیدا کرنا چاہئے اور کب مکمل سکوت اختیار کرنا چاہئے لیکن میرے نزدیک ان کے مقبول عوام وخواص ہونے کا یہ بنیادی سبب نہیں بن سکتا کیونکہ اس میں نیکی وبھلائی کا عنصر غالب نظر نہیں آتا سیاست کاری تو بہت سے لوگ کرتے ہی رہتے ہیں اوران کے بیانات سے خوش ہوکر ان کی مدح وستائش بھی کرتے ہیں لیکن میرے نزدیک اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور نہ یہ قابل اعتناء ہے۔ بعض ارباب صحافت اپنے اس خیال کا اظہار کر سکتے ہیں کہ حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ غریبوں اور محتاجوں کی ضرورتیں پوری کرتے رہتے تھے اوران کی حاجت روائی میں پیش پیش رہتے تھے اس لئے بہت سے لوگ ان پر گرویدہ ہوکر جاں نثار وفدا تھے یقیناً یہ ایسا وصف ہے جس کی بناء پر عوامی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ کتنے غیر مسلم دنیا میں غریبوں محتاجوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی وجہ سے نیک نام رہے۔

لیکن میرے نزدیک چوں کہ ایمان کی بنیاد پر ان کو یہ ناموری حاصل نہ ہوئی اس لئے اس سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے نیک نامی کے جتنے اسباب بیان کئے گئے ان کو عوامی مقبولیت یا مرجع خلائق ہونے کے وجوہات ظاہر بیں نگاہیں قرار دے سکتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم کی رو سے ایک مومن جب نیک کاموں میں گامزن رہتا ہے تو خدائے قدوس انسانوں کے دلوں کو اس کے لئے مسخر کرتا ہے وہ لائق اعتبار ہے اور ابدی راحت کا ذریعہ بھی اور حضرت سید مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ مومنانہ شان کے ساتھ نیک کام بجالاتے تھے ان کا دل خلوص ایمان سے لبریز تھا اس کے اوپر ریا کاری کا منحوس سایہ نہیں پڑتا تھا اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ وہ دل ودماغ دونوں حیثیت سے ایمان ونیکی کے جذبے کے ساتھ زندگی گذارنے کے عادی تھے۔

حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ خانوادۂ اشرفیہ کے وہ چشم وچراغ تھے جس میں کتنے ہیرے وجواہر

پیدا ہوئے اور کتنے مشائخ منصۂ شہود پر آئے جنھوں نے اپنی نیکی وہ باطنی سے ہزاروں لوگوں کو مسخر کیا اس لئے حضرت سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ دینی مسائل سے واقف اور دین دار و پرہیز گار ہونے کے علاوہ مکارم اخلاق سے آراستہ بھی تھے وہ نہ صرف بندوں میں مقبول ہوئے بلکہ بارگاہ یزدی میں ایسی قبولیت حاصل ہوئی جس پر بڑے بڑے اصفیاء رشک کرتے ہیں ان کا سفر مدینہ سفر آخرت کا سبب بنا اور وہ مدینہ منورہ میں اسودۂ خاک ہوئے یہ ان کی سب سے بڑی کرامت و بزرگی کہی جاسکتی ہے لفظ کرامت اس موقع پر میں مومن سے خرق عادت کے معنی میں نہیں لے رہا ہوں بلکہ کرامت اعزاز رتبہ کی بلندی خدا کی بارگاہ میں سرفرازی وسرخروئی کے معنی میں لے رہا ہوں وہ اللہ کی بارگاہ میں اتنی سرخروئی وعزت کے ساتھ حاضر ہوئے کہ یہ رتبہ نصیبہ بلند بہت کم لوگوں کے نصیب میں ہوتا ہے میرے نزدیک اس کا حقیقی سبب ان کے ایمان کامل وعمل صالح کی قبولیت ہے۔

حضرت سید انوار اشرف صاحب المعروف مثنیٰ میاں صاحب کے کمالات وفضائل پر ارباب دانش واہل قلم بہت کچھ روشنی ڈالتے ہیں اور بہت دنوں تک ان کے متعلق اپنے جواہر پاروں کو نمایاں کرنے میں اپنے قلم کی روانی دکھائیں گے لیکن میرے اپنے خیال میں ان کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اپنی اولادوں کو انہوں نے صحیح تربیت دی اور ان کو اسلامی تہذیب وشائستگی سے خوب خوب آراستہ کیا ان کی یہ مسلسل کوشش رہی کہ ان کی جتنی اولادیں ہیں ان میں نیکی و پارسائی بدرجہ اتم پائی جائے ان کی تربیت کا ایک نمونہ ان کے فرزند بلند اقبال مولانا سید معین الدین اشرف سلمہ میں دیکھا جاسکتا ہے۔

انہوں نے الجامعۃ الاسلامیہ روناہی میں اپنا عہد طالب علمی گذارا اور یہیں سے فضیلت کی سند حاصل کی عرصہ دراز تک جامعہ میں رہ کر انہوں نے تعلیم حاصل کی ان کا طور طریقہ ان کا رہن سہن طلبہ کے ساتھ ان کا رفیقانہ وبرادرانہ تعلق وربط خانوادۂ سیادت کے چشم و چراغ ہونے کے باوجود ان کی فروتنی وتواضع ان کا اساتذہ کی بارگاہ میں مؤدب ومہذب ہونا یہ سب باتیں اس بات کی غمازی کررہی ہیں کہ جس خاندان کے وہ رکن رکین ہیں اس کی عزت وابرو برقرار رکھنے میں کامیاب ہیں اور وہ جس

باپ کے فرزند ارجمند ہیں انہوں نے بچپن ہی سے تعلیم و تربیت میں اسلامی طور وطریقہ سے آراستہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی وہ اپنے والد سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے سچے جانشین ہیں بلکہ خلف الرشید ہیں اور بہت ہی جلد انہوں نے حضرت سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی جانشینی کا حق ادا کر دیا اگر ان کی خوبیاں بیان کردی جائیں اور ان کے حسن واخلاق پر روشنی ڈالی جائے تو مجھ کو یہ خوف لگا ہے کہ کچھ لوگ تلمیذ رشید کی منقبت خوانی پر محمول کر سکتے ہیں لیکن میں پورے وثوق ودعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اپنے عزیزوں وشاگردوں میں جتنا مہذب وجتنا شائستہ جتنا متواضع جتنا منکسر المزاج میں نے ان کو پایا دوسرے شاگردوں کو کم پایا ان کے والد حضرت سید مثنیٰ میاں کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ ہے کہ اپنے بچپن سے لیکر جوانی تک نہایت شائستہ نظر آرہے ہیں۔ مولانا سید معین الدین اشرف ۲۰۰۲ء میں ملک کی نامور شہرۂ آفاق درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ رونا ہی سے فارغ التحصیل ہوئے اور یہیں سے ان کی دستار بندی ہوئی سالانہ جلسہ میں ان کو دستار وسند فضیلت سے نوازا گیا ان کے پدر بزرگوار حضرت سید مثنیٰ میاں اس اجلاس میں اپنے عقیدت مندوں و نیاز مندوں کے ہمراہ ممبئی سے تشریف لائے خانوادۂ اشرفیہ سے الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی کا بڑا گہرا ربط رہا ہے اور ہے چنانچہ اس خانوادۂ کے بڑے بڑے مشائخ جامعہ کے اجلاس میں تشریف لا چکے ہیں جنہوں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے ادارہ کے اجلاس کو رونق بخشی ان کا شاہانہ استقبال بھی ہوا اور اشرف العلماء حضرت علامہ ومولانا سید حامد اشرف میاں بار بار تشریف لائے اور خطیب الاسلام رہبر شریعت پیر طریقت حضرت علامہ مولانا کمیل اشرف میاں سجادہ نشین حضرت مخدوم ثانی مدظلہ العالی بھی کئی بار ادارہ کے اجلاس میں رونق افروز ہوئے لیکن ان مشائخ کرام کی رونق افروزی اور حضرت سید مثنیٰ میاں کی تشریف آوری میں ایک گونہ فرق ہے خانوادۂ اشرفیہ کے یہ عظیم المرتبت مشائخ کرام الجامعۃ الاسلامیہ میں اپنے فرزندان بلند اقبال کی دستار بندی کے موقع پر شریک اجلاس نہیں ہوئے تھے کیونکہ اس ادارہ کو یہ سعادت حاصل نہیں ہوئی کہ ان کے شہزادگان نے یہاں اپنی تعلیم مکمل کی ہو اور حضرت مثنیٰ میاں اپنے فرزند ارجمند جناب مولانا سید معین الدین اشرف کی دستار

بندی کے سلسلے اپنی خوشیوں اور محبتوں کے اظہار کے لئے یہاں تشریف لائے تھے۔

ایسے پر مسرت موقع پر جتنی خوشی کا اظہار ممکن تھا سب کچھ حضرت سید مثنیٰ میاں نے کیا جامعہ کے علماء واساتذہ نے جب ان کے فرزندار جمند کی تکمیل درس نظامیہ وعالیہ پر ان کو مبارک باد پیش کی اور یہاں سے فراغت پر اپنی مسرتوں کا اظہار کیا تو ایسے موقع پر وہ خوشی سے جھوم اٹھے نہ صرف جمیع اساتذۂ کرام کا انہوں نے شکریہ ادا کیا بلکہ ان پر اپنی نوازشات کی بارش بھی کی سب کو لباس فاخرہ سے آراستہ بھی کیا سب کے ساتھ انتہائی خلوص ومحبت کے ساتھ پیش آئے۔ جامعہ اسلامیہ کے علماء واساتذۂ کرام کو پہلے ہی سے اطلاع ملی تھی کہ حضرت سید مثنیٰ میاں علمائے کرام کو بہت نوازتے ہیں اب اس بات کا ان کو یقین سنی سنائی خبروں کے بجائے اپنے سر کی آنکھوں سے ان کی علماء نوازی کو دیکھ کر حاصل ہوا۔

الجامعۃ الاسلامیہ میں کتنے بڑے بڑے لوگوں کے فرزندوں کی دستار بندی ہوئی اور کتنے نونہالان اسلام کے سروں پر دستار فضیلت اور دستار حفظ وقرات کا تاج رکھا گیا اور کتنے لوگ سالانہ اجلاس میں اپنے فرزندوں کے سروں پر دستار کا تاج دیکھ کر جھوم اٹھے اور ان کی گل پوشی اور پھولوں کے ہار سے آراستہ ہونے کے مناظر سے اپنے دلوں کو باغ باغ کیا اگر اس کا تفصیلی تذکرہ کیا جائے تو داستان بہت لمبی ہو جائے گی لیکن حضرت سید مثنیٰ میاں نے اپنے فرزندار جمند کے سر پر دستار فضیلت کا تاج دیکھ کر جیسی سخاوت کا دریا بہا دیا اور جس انداز سے اپنی خوشیوں کا مظاہرہ کیا وہ الگ نوعیت کا تھا وہ ممبئی عظمیٰ سے اکیلے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ ان کے ساتھ ان کے نیازمندوں اور عقیدت کیشوں کا ایک گروہ تھا مجھ کو اس واقعہ کو ذکر کرنے کی یوں ضرورت پیش آئی کہ حضرت مثنیٰ میاں جو دینی کام کرتے تھے یا جو کارنامہ انجام دیتے تھے تو اس کی نوعیت ایک نرالی شان رکھتی تھی اور اس سے ان کی انفرادیت ظاہر ہوتی تھی اگر انہوں نے مدارس اسلامیہ کو قائم کیا اور ان میں تعلیم کا انتظام حسن وخوبی کے ساتھ کیا تو اس کی حیثیت بھی جداگانہ ہوتی تھی اس لئے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت سید مثنیٰ میاں جب تک اس حیات ناپائیدار کے ساتھ دار فانی میں رہے تو وہ نمایاں انفرادیت سے جلوہ افروز رہے اور جب انہوں نے دار فانی سے دار جاودانی کی جانب رحلت فرمائی تو اس کا انداز بھی کتنا نرالا اور قابل رشک تھا اس کو زبان قلم بیان نہیں کرسکتی ہے۔

شہید راہ مدینہ ایک باکمال شخصیت

از قلم: حضرت علامہ مولانا محمد ادریس بستوی

نائب ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ یوپی

وجوائنٹ کنویز بابری مسجد ایکشن کمیٹی تاسیس، ممبر مسلم پرسنل لاء بورڈ

جان کر من جملہ خاصان میخانہ مجھے

مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

مخدوم گرامی قدر منزلت پیر طریقت سید انوار اشرف اشرفی جیلانی کچھوچھوی علیہ الرحمہ المعروف مثنیٰ میاں جیسی ہمالہ شخصیت صفت کے عرس مبارک کی مناسبت سے کچھ سطور قلمبند کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جب کہ اس سے پہلے اہل قلم اور قابل احترام دانشور حضرات بڑی خوبی سے مخدوم گرامی کے تعلق سے بہت ہی گراں قدر مضامین لکھ چکے ہیں۔ جن کی اشاعت بھی بہت تزک واہتمام سے ہو چکی ہے۔ بالخصوص رئیس القلم حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی وحضرت علامہ سید امین اشرف صاحب مسلم یونیورسٹی علی گڑھ وڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب دہلی اور مشہور صحافی جناب شمیم طارق صاحب نے عنوان کا پورا حق ادا کر دیا۔ ان کے علاوہ درجنوں ارباب قلم اور صاحبان فکر وفن پوری آب وتاب کے ساتھ اپنے تاثرات، حالات اور ہجرت کے تعلق سے تاریخی واقعات قلم بند کر چکے ہیں جو ایک دستاویز کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں مجھے حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر یاد آرہا ہے جو انھوں نے اپنی مقبول زمانہ کتاب یوسف وزلیخا کی تصنیف سے پہلے اظہار حقیقت کرتے ہوئے کہا تھا آج بھی کتاب کے دیباچے میں موجود ہے۔

حریفاں بادہا خوردند و رفتند

تہی خم خانہا کر دندر رفتند

یعنی شعرائے متقدمین نے شاعری کے جملہ اصناف پر طبع آزمائی کی کہ انھوں نے میخانہ شاعری کو نچوڑ ڈالا ہے اب میں کیا لکھوں مگر انھوں نے بطور اعتذار پھر کہا۔

بیا جامی رہا کن شرمساری
زصاف و در پیش آر آنچ داری

حضرت جامی علیہ الرحمہ ہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے میں نے مخدوم گرامی منزلت کے عقیدت مندوں میں شمولیت کے جذبہ خیر سے خراج عقیدت کے طور پر کچھ قلم بند کرنے کی جسارت کی ہے تا کہ شہید راہ مدینہ کے عقیدت مندوں میں میرا شمار بھی ہونے لگے۔

اصلاح معاشرہ اور صلاح فرد کا فریضہ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مسعود سے آج تک حاملان شریعت ادا کرتے چلے آرہے ہیں یہ کام حکم ربانی کی تعمیل میں کیا جارہا ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمانِ الٰہی "**کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر**" تم خیر امت ہو اس لئے بھلائی کا حکم دیتے ہو اور لوگوں کو غلط روی سے روکتے ہو اس امر بالمعروف و نہی عن منکر کے ذریعہ بے شمار گم گشتہ راہ لوگ آتے رہے ہیں اور نہ جانے کتنے پیکر معصیت قرب معبود کی منزل تک پہنچ جاتے ہیں اور اس اہم ترین فریضہ کے ادائیگی کے طریقے بے شمار ہیں علماء نے اپنے علم کے چراغ سے تاریک دلوں تک روشنی کی کرن پہنچائی ہے صلحاء نے اپنے اعمال صالحہ اور خداداد تصرف سے لوگوں کے دلوں کو روشن کر دیا اور انھیں مصلحین میں ایک جماعت ایسی بھی نظر آتی ہے۔ جنھیں اصلاح معاشرہ اور گم کردہ راہ لوگوں کے زنگ آلود دلوں کو مصفٰی اور مجلیٰ کرنے کے لئے کسی چیز کی ضرورت نہیں پڑی۔ ان کا وجود ہی بدوں کو نیکوکار بنانے اور گم راہوں کو صراط مستقیم پر لانے کے لئے کافی ہوتا ہے لوگ انھیں دیکھ کر گناہوں سے توبہ اور غلط کاریوں سے استغفار کرنے لگتے ہیں۔

اس چیز کی ابتداء پیکر حسن و جمال آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز سے ہوئی روایت ہے کہ ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دفعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو دیکھتے ہی بے

ساختہ پکار اٹھے خدا کی قسم یہ کسی جھوٹے نبی کا چہرہ نہیں ہوسکتا ان کا چہرا ہی بول رہا ہے کہ کہ یہ ذات گرامی صداقت کی پیکر راست بازی کی مظہر اورحق گوئی کا منبع ہے اور یہ مبارک سلسلہ جاری وساری ہے تاریخ اسلام میں ہزاروں مثالیں مستند حوالوں سے درج ہے کہ نہ جانے کتنے بت پرستوں، صلیب برداروں اور مجوسیوں نے کسی مرد صالح کے رخ روشن کو دیکھ کر کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے یوں ہی بے شمار لوگ دینی خطاؤں اور گناہوں سے تائب ہوکر اعلیٰ منزلوں تک پہنچ گئے۔

نگاہ بصیرت سے دیکھا جائے تو مخدوم گرامی منزلت حضرت علامہ سید انوار اشرف اشرفی جیلانی کا تعلق صالحین کی اس مخصوص جماعت سے تھا آپ کسی کی اصلاح کے لئے نہ تو کوئی طویل خطبہ دیتے تھے نہ علم کلام کا سہارا لیکر مخاطب کی ذہنی پیچیدگیوں کی گتھیاں سلجھاتے تھے بس آپ کا حال یہ تھا کہ جو آپ کے چہرے زیبا کو دیکھتا اس کا ایمان تازہ ہوجاتا اور وہ خود اپنے ماضی کی سیاہ کاریوں سے تائب ہوکر اللہ کا فرماں بردار بندہ بن جانے کا ارادہ کر لیتا آپ کے چہرے مبارک سے ابلتا ہوا نور کا سیلاب پیشانی اقدس سے لمعان معرفت کی پھوٹتی کرنیں زیر لب تبسم کا نیم بسمل کر دینے والے انداز سے اصلاح معاشرہ اوراصلاح فرد کا فریضہ مسلسل انجام دیتے رہے اس قحط الرجال کے دور میں میرے علم کی حد تک یہ خاص کمال خدا برتر و بالا نے آپ کو عطا فرما کر لوگوں کو ہدایت کا سامان کیا آپ کی خاموشی پر ہزاروں تکلم نثار کچھ نہ کچھ کہہ کر سب کچھ کہہ دینے والا روئے تاباں آپ کی سب سے بڑی خصوصیت تھی۔

مخدوم سمنانی کے مظہر

حضرت غوث العالم اوحدالدین اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ مخدوم اشرف کچھوچھہ کے مظہر تھے حضرت مولانا سید انوار اشرف صاحب علیہ الرحمہ یوں تو حضرت مخدوم پاک کے صفات عالیہ کے پرتو تھے لیکن ایک خاص صفت جو حضرت مخدوم اشرف کی سوانح حیات کا مطالبہ کرنے والوں کو معلوم ہے وہ یہ کہ مخدوم پاک علیہ الرحمہ علم اور علماء کی غیر معمولی عزت اور توقیر کرتے تھے انھیں علماء کو بڑی بڑی نذر پیش کرنے میں غیر معمولی مسرت ہوتی تھی۔

انہوں نے اپنے نورنظر حضرت عبدالرزاق نورالعین علیہ الرحمہ کی تعلیم کے لئے حضرت خواجہ نظام الدین یمنی علیہ الرحمہ کومقررفرمایا تذکرے میں یہ بات درج ہے کہ حضرت خواجہ نظام الدین علیہ الرحمہ کو مخدوم پاک نے اس معاوضے میں ایک لاکھ اشرفی عنایت فرمائی خدمت تدریس کا ایک مشت اتنا بڑا معاوضہ تاریخ میں نظرنہیں آتا اوراسی سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ سیدنا مخدوم پاک کی نگاہ میں علماء کی قدرمنزلت حد سے زیادہ تھی ٹھیک اسی طرح اپنے جد بزرگ کے نقش قدم پرمثنیٰ میاں علیہ الرحمہ گامزن تھے بایں جاہ وجلال علماء کی قدرومنزلت کرنا آپ کی پہلی ترجیح تھی جن علمائے کرام سے حضرت موصوف کی ملاقات رہی وہ علماء آج تک آپ کی خوش اخلاقی علماءنوازی اورکرم گستری کے بیان میں رطب اللسان ہیں علماء کی ضرورتوں کی کفالت فراخدلی اورخاموشی کے ساتھ آپ کا وطیرہ امتیاز تھا اسی لئے علماء بھی آپ پر پروانہ وارنثارہوتے رہے۔

خدمت خلق

آپ کے قلب مبارک میں خدمت خلق کا اتھاہ سمندرموجزن تھا لوگوں کی حاجت روائی کر کے آپ قلبی سکون محسوس کرتے تھے خدمت خلق کواللہ کی خوشنودی اوررب قدیر کی رضا کا زبردست وسیلہ سمجھ کرکوئی وقت ہوآپ اس کام کے لئے سرگرم ہوجاتے تھے انہوں نے حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کے اس شعرکواپنے لئے معیارزندگی بنالیا تھا۔

بندگی بجز خدمت خلق نیست　　بتسبیح و سجادہ و دلق نیست

کسی کے دل کوغموں سے آزاد کردینا حاجت مندوں کی حاجت براری کرکے اسے رنج والم سے چھٹکارہ دلادینا آپ کا مشغلہ حیات تھا اسی لئے لوگوں کے دلوں پرآپ کی حکمرانی آج بھی ہے۔وہ ہمہ وقت اس حدیث پاک کودل میں جگائے رکھتے تھے **قلب المومن عرش اللہ**۔مومن کا دل عرش الٰہی ہے اسی وجہ سے ہمیشہ آزردہ دلوں کوآرام اورراحت پہنچا کرانھیں آلام روزگار سے رہائی دلایا کرتے تھے وہ بخوبی جانتے تھے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

قلندرصفت

حضرت مخدوم گرامی منزلت دراصل قلندرصفت بزرگ تھے قلندروں کوکسی باہمی نزاع واختلاف سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا وہ اپنے حال میں مست اورتجلیات ربانی میں غوطہ زن رہتے ہیں۔ہم نے دیکھا کہ حضرت موصوف کوموجودہ دور میں جماعتی اختلاف شخصی تنازعات اور معاصرانہ چشمک سے کوئی سروکارنہ تھاوہ اپنی دھن میں مست دین ومذہب اور جماعت اہل سنت کا کام شب وروز کرتے رہتے اور کسی طرح کے ٹکراؤ کی نوبت نہیں آنے دیتے وہ دھیرے دھیرے اپنی منزل کی طرف رواں دواں چلتے رہے اورفتح ونصرت کاڈنکابجتارہااوراپنی زبان حال سے سب کوبتاتے رہے۔

سکندرخوش نہیں ہے لوٹ کر دولت زمانے کی
قلندر مایہ ہستی لٹا کر رقص کرتا ہے

پہلی ملاقات

میری پہلی ملاقات حضرت ممدوح سے مسجدقرطبہ جوگیشوری ممبئی کے مدرسہ کے اجلاس میں ہوئی حضرت والا پورے مخدومی جلال کے ساتھ اسٹیج پرجلوہ افروز ہوئے گویاصداقت کانیرتاباں بالائے بام پرآہی گیا۔روئے زیبا کی ضیاباریاں سب کومتاثر کرہی تھی اور جب مجھے گفتگوکا موقع ملاتو اندازہ ہوا کہ آپ کی خردنوازی اور بردباری بےمثال ہے اسکے بعد مسلسل ملاقاتیں ہوتی رہیں اور ہرملاقات کے بعد میں ان سے زیادہ متاثرہوتا چلاگیا۔

سیاسی تدبر

ان کامذہبی وقارتو بہت ہی بلند تھالیکن اسی کےساتھ وہ سیاست کےآسمان تدبر کےافق پرتاحیات چھائے رہے جتنے ملی وقومی مسائل اس وقت سامنے آئے جب انہوں نے سرکاری ملازمت چھوڑکر

ریٹائرمنٹ لے کر خدمت خلق کو اپنا مشغلہ بنایا تو ہر موقع پر آپ نے ملی شعور اور سیاسی بصیرت کا بھر پور مظاہرہ فرمایا اس لئے اس دور ہی میں ہر جماعت اور ہر تنظیم آپ کو اپنا قائد تسلیم کرتی رہی۔ کسی جماعت یا تنظیم کو حکومت وقت سے کوئی مطالبہ کرنا ہو یا مظاہرہ کسی جماعت کو کسی مسئلے پر گرفتاری دینی ہو یا دھرنا سب کے سب قیادت کا سہرہ آپ ہی کے سر باندھتے تھے اور آپ کے حسن وتدبر سے پیچیدہ مسئلے کی گرہیں کھل جاتی تھیں۔

جمہوریت بچاؤ کنونشن

ہندوستان کے صوبہ گجرات میں ۲۰۰۲ میں ہونے والے مسلم کش فسادات سے انسانیت لرز اٹھی اور یہ محسوس ہونے لگا کہ ہندوستانی جمہوریت موت کے گھاٹ اتر جائے گی۔ ایسے مایوس کن ماحول میں بھی آپ ممدوح نے امید کا دامن نہیں چھوڑا اور احباب کی مدد سے ۲۳ / اپریل کو ایوان غالب نئی دہلی میں ایک عظیم الشان جمہوریت بچاؤ کنونشن کی صدارت فرمائی اس کنونشن کا اہتمام الحاج محمد سعید نوری، ڈاکٹر شفیق الرحمن، برق ایم پی، حاجی معین الدین سنبھلی اور مولانا عاصم القادری وغیرہ نے کیا اس اجلاس کے روح رواں حضرت مولانا یٰسین اختر مصباحی تھے اور نظامت کے فرائض ناچیز نے انجام دیا اس اجلاس میں مختلف سیاسی جماعتوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے جن میں صلاح الدین اویسی، مرحوم غلام محمود بنات والا، عبیداللہ خان اعظمی، عزیز برنی، ارجن سنگھ، سبودھ کانت سہائے، سمرن جیت سنگھ مان کے نام قابل ذکر ہیں، محسوس یہ ہورہا تھا کہ اجلاس ناکامی کا شکار ہوجائے گا لوگوں میں گھبراہٹ طاری تھی کہ سیاسی لیڈران ایک دوسرے کے خلاف طعن وتشنیع کررہے تھے اور اجلاس کا مقصد ہی فوت ہورہا تھا اس نازک موقع پر حضرت ممدوح نے مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے بحیثیت صدر باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لیکر محض مطالبات کو پڑھا کر سنائے اور حکومت کے نمائندے کے حوالے کردیا۔ یہ ان کا سیاسی تدبر اوران کی معاملہ فہمی تھی کہ جو اجلاس ناکامی کی کگار پر پہنچ گیا تھا کامیابی سے ہمکنار ہوگیا۔

مایوسی کفر

ان کے مشرب میں خدا سے نا امیدی کو کفر سمجھا گیا وہ ہمیشہ پروردگار کے امیدوار رہے اسی لئے ہمیں بھی نامرادی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ہر موقع پر اللہ تعالی نے آپ کے دامن مراد کو بھر دیا حالات کیسے ناگفتہ بہ ہوں فسادات کے شعلے بھڑک رہے ہوں باہمی نزاعات کی آندھیاں چل رہی ہوں پرودگار نے آپ کو ہمیشہ کامیاب اور بامراد کیا۔

الجامعۃ الاشرفیہ میں آمد

ازہرہند الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں جب بھی آپ کی تشریف آوری ہوئی تو یہاں کی بہاریں دیکھ کر ان کا دل باغ باغ ہوگیا فرمایا ''الجامعۃ الاشرفیہ یقیناً اہل سنت کی آبرو ہے حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نے اپنے خون جگر سے اس گلستان علم کی آبیاری کی ہے ہمیشہ سرسبز شاداب رہے گا'' انہوں نے اس موقع پر جن والہانہ جذبات کا اظہار کیا اسے لفظوں میں سمویا نہیں جا سکتا ہے۔

مجمع البحرین

آپ کی ذات ستودہ صفات کئی جہتوں سے مجمع البحرین ہے۔ اول تو یہ کہ آپ کا نسب پیران پیر الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالی عنہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن مشرباً آپ خواجہ خواجگاں معین الملت والدّین حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے وابستہ رہے یعنی آپ کی ذات قادریت، چشتیت اور اشرفیت کا سنگم ہے اور اس اعتبار سے آپ مجمع البحرین ہیں آپ خانقاہی دنیا کے ایک شاہکار اور میدان سیاست کے شہ باز ہیں آپ نے دونوں خیموں میں بزم آرائی اور رزم خیزی کو انتہائی خوبی سے انجام دیا۔

یہاں یہ وہم نہ پیدا ہونا چاہئے کہ آپ کا تعلق موجود ہونے کا مطلب یہ ہے کہ میں کسی میدان سیاست میں مثنی میاں کے دخیل ہونے کا اشارہ دے رہا ہوں میرا مطلب یہ ہے کہ انھوں نے لوگوں کی

دنیاوی حاجتوں کو اپنے سیاسی تدبر سے پورا کیا، جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی فہم وفراست سے ایسے رہبر اصول بتائے جن پر چل کر جماعت اپنے مقاصد حاصل کرتی رہی اور ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ آپ نے برملا تمام سیاسی جماعتوں اور تمام ارباب اقتدار کو اپنی بارگاہ میں آکر آستانہ بوسی پر مجبور کیا اسی وجہ سے آپ کو مجمع البحرین اور مرجع خلائق سمجھا جاتا ہے۔

آخری سفر

۲۰۰۳ء میں آپ بہ ارادہ عمرہ ونیت حاضری بہ بارگاہ خیر الانام ہند سے حجاز مقدس گئے یہ آپ کا ہندوستان سے آخری سفر تھا اور اس جہاں سے بھی آخری سفر تھا عمرہ کی سعادت سے بہرہ ور ہونے کے بعد مدینہ منورہ کے لئے شب میں روانہ ہوئے اور قرب مدینہ پہنچ کر شہادت کی منزل پر فائز ہوگئے آپ کو مدینہ منورہ سے والہانہ محبت تھی بارگاہ رسول میں جب بھی حاضری کی بات آتی تو آنکھیں اشکبار ہو جاتیں یہ آپ کا جذبہ صادق ہی تھا کہ آپ کی آخری آرام گاہ جنت البقیع میں بنی اور شہید راہ مدینہ کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ بارگاہ خیر الانام پر قربان ہونے کی تمنا کا اظہار عمر بھر کرتے رہے جیسے آپ کے رب نے اپنے کرم سے پورا فرما دیا۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

اب آپ کے جانشین حضرت مولانا سید معین الدین اشرف مدظلہ العالی النورانی ان کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے شب و روز کوشاں ہیں اور تمام امور بحسن وخوبی انجام پا رہے ہیں کیونکہ شہزادہ والا تبار ایک جواں سال صاحب علم اور تقویٰ وطہارت کا پیکر جمیل ہیں انشاء اللہ مستقبل قریب میں ان کے مبارک ہاتھوں سے ملت کے لئے گراں قدر کارنامے انجام پائیں گے۔

ع ایں دعا از من واز جملہ جہاں آباد (آمین)

’’یادوں کے نقوش‘‘

ازقلم: حضرت علامہ مولانا نفیس احمد مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور یوپی

کتنی پر بہار تھیں وہ گھڑیاں جب اہل سنت وجماعت کی مشہور تنظیم رضا اکیڈمی ممبئی کے زیر اہتمام عروس البلاد ممبئی میں جشن تکمیل شرح بخاری کا انعقاد عمل میں آیا تھا فقیر راقم السطور بھی کچھ اساتذہ اشرفیہ کے ہمراہ اس جشن کی تقریبات میں شرکت کی غرض سے ممبئی حاضر ہوا تھا ہم لوگوں کا قیام گھڑپ دیوئی مسجد سے متصل دفتر اشرفیہ میں تھا اس دوران کئی جگہوں پر دعوتوں کا اہتمام ہوا تھا اسی سلسلہ کی ایک کڑی کے طور پر ایک رات عشائیہ کا اہتمام مبلغ دعوت اسلامی ہمدرد قوم وملت جناب محمد امین سلایا صاحب کے دولت کدہ پر تھا میں بھی اپنے رفقاء کے ساتھ عشائیہ میں شرکت کے لئے حاضر تھا دعوت کا اہتمام مکان کی اوپری منزل کی چھت پر تھا۔

کھانے سے فراغت کے بعد چھت سے نیچے اتر کر اوپری منزل کے ایک کمرہ میں داخل ہوا جہاں مہمانوں کے لئے کچھ دیر بیٹھنے کا اہتمام تھا ابھی میں وہاں بیٹھا ہی تھا کہ ایک عمر دراز بزرگ کو کمرہ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا چہرہ بارونق اور پرکشش پیشانی کشادہ جس سے سیادت ونجابت کے آثار ہویدا قد میانہ اعضاء پر گوشت اور صحت مند مفتی بدر عالم صاحب مصباحی استاد جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ نے آگے بڑھ کر سلام ومصافحہ اور دست بوسی کی راقم نے بھی آگے بڑھ کر ان کی پیروی کی پھر وہ بزرگ وہیں ایک کرسی پر تشریف فرما ہوئے خیر وخیریت کے مراسم کی ادائیگی کے بعد گفتگو کا سلسلہ چل نکلا فقیہ اعظم ہند شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب صدر وشعبہ افتاء وناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے گوناگوں کے محاسن ومناقب اوران کے دینی دنیوی کارنامے اور رضا اکیڈمی ممبئی کی جانب سے جشن تکمیل شرح بخاری کا اہتمام خاص طور پر موضوع گفتگو تھا۔ درمیان میں بہت سے قومی ملی اورسماجی وتعلیمی مسائل زیر بحث آتے رہے دوران گفتگو آپ کبھی مفتی بدر عالم صاحب کو اور کبھی مجھے

مخاطب کرتے آپ کی اس مختصرسی پہلی ملاقات نے دل ودماغ پر بڑے گہرے اور پائدار نقوش چھوڑے اور اسی مختصر گفتگو سے میں نے محسوس کرلیا کہ اس مرد خدا کو خالق ذوالجلال نے گونا گوں خوبیوں کا حامل بنایا ہے ان میں شگفتہ روی بھی تھی اور خوش اخلاقی بھی، ملنساری بھی بلند نگاہی بھی اور وسعت نظر وفکر بھی تھی اور دردوکرب بھی تھا اور قوم کی فلاح و بہبود کے لئے سچی تڑپ بھی، بڑوں کا ادب احترام بھی تھا اور اصاغر کے ساتھ شفقت ومحبت کا برتاؤ بھی تھا گفتگو اور رہن سہن میں سادگی اور بھولا پن بھی تھا اور تکلف وتصنع سے دوری بھی تھی تعمیری ذہنیت کی عکاسی بھی تھی اور مقصدیت کی جھلک بھی اور ان کی آنکھوں میں عزم بھی، حوصلہ کا وہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا جو پوری قوم کی کمہلائی ہوئی کھیتی کو اپنے سحاب و فیضان وکرم سے سیراب کرنے کے لئے بیتاب تھا ان کی شخصیت ڈاکٹر اقبال کے اس شعر کی مصداق تھی۔

نگاہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

دوسری بار ملاقات کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب آپ جامعہ اشرفیہ مبارک پور تشریف لائے جامعہ میں یہ آپ کی پہلی آمد تھی پھر عمر وفانہ کی اور دوبارہ جامعہ میں آپ کی تشریف آوری نہ ہوسکی اس طرح آپ کی پہلی اور آخری آمد بھی شامل ہوئی جامعہ کی گونا گوں خدمات سے وہ پہلے ہی حد درجہ متاثر تھے مگر جب ماتھے کی نگاہوں سے جامعہ کے درودیوار کا مشاہدہ کیا وسیع وعریض خطہ زمین پر پھیلا یا ہوا علم ودانش وشعوروآگہی کا ایک شہر کو آباد دیکھا یہاں کا پربہار تعلیمی ماحول اور تربیتی نظام ملاحظہ فرمایا اساتذہ و طلبہ اور ذمہ داران ادارہ سے ملاقاتیں ہوئی اور براہِ راست ان کے ذہن وفکر کو پڑھنے اور پرکھنے کا موقع ملا تو آپ کی مسرتیں اپنے نقطہ عروج کو جا پہونچیں اور دل کے تشکر امتنان نے الفاظ کا جامع پہنایا اور زبان سے جامعہ اشرفیہ اور حافظ ملت کی خدمات کے منثور ترانے سنا کر حاضرین کو اظہارِ حق اور احسان شناسی کا درس دینے لگے۔ دوران گفتگو کئی بار آپ نے فرمایا ’’حضرت حافظِ ملت نے جامعہ اشرفیہ قائم فرما کر اہل سنت والجماعت کی آبرو بچائی اور انہیں غیروں کے سامنے سر اٹھا کر چلنے کے قابل بنا دیا بعد نماز عشاء

جامعہ کی عظیم الشان مسجد عزیز المساجد میں جلسہ استقبالیہ ہوا تلاوت قرآن کے بعد ایک طالب علم نے انگریزی میں نعت پاک پڑھی پھر آپ نے کہا کہ کسی طالب علم سے عربی میں تقریر کروایئے اسلام اور دہشت گردی کے عنوان پر عربی تقریر سننے کے بعد آپ نے بے پناہ مسرتوں کا اظہار فرمایا اور انگریزی زبان کے ساتھ ساتھ عربی لکھنے اور بولنے کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی اسی ضمن میں اپنے دورہ بغداد کا واقعہ بھی بیان فرمایا کہ اس سفر میں میرے ساتھ جو علماء گئے تھے وہ عربی میں تقریر کیا کرتے۔ ہوٹل اور دیگر مقامات پر اپنے ضرورت کے سامان بھی عربی میں نہیں مانگ سکتے تھے پھر آپ نے اپنی تاثراتی تقریر میں جامعہ اشرفیہ اور اس کے بانی حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کی خدمات اور کارناموں کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں فرمایا اور دوران تقریر کہا جامعہ اشرفیہ ہمارا قابل فخر مرکزی ادارہ ہے یہ اس وقت سنیت کی سب سے عظیم خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کی مخالفت دراصل تبلیغ دین ودانش کی مخالفت ہے۔

سلف صالحین کی عظیم الشان یادگار

ازقلم: حضرت علامہ مولانا عبدالمصطفیٰ صدیقی حشمتی

(جامعہ مخدومیہ رضویہ رضانگر روددھولی شریف)

پیر طریقت اشرف المشائخ حضرت علامہ الحاج سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ دینی فضائل ومحاسن کا عمدہ نمونہ سلف وصالحین کی شاندار یادگار محبت وعشق الٰہی کی حیرت انگیز تمثیل اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم پیکر تھے۔

مکۃ المکرمہ میں خدائے وحدہ لاشریک کے انوار تجلیات میں ڈوب کر روح کائنات فخر موجودات سید المرسلین عالم ماکان مایکون صلی اللہ علیہ وسلم کے دیار پرانوار کی طرف رواں دواں تھے کہ اچانک ایک حادثہ کا شکار ہوکر اپنے رفیق اعلیٰ سے جاملے حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ جنہوں نے زندگی کے ہر لمحہ کی حفاظت کی تھی اور اپنی زندگی کا ہر لمحہ توشہ آخرت بنایا تھا۔جن کی زبان ہر لمحہ درود وسلام کی چاشنی سے لبریز رہتی تھی اور جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں وردزبان رہتے تھے۔

اور جو ہر سال مسجد نبوی شریف میں۔قدمین مبارکین کے محاذات میں بیٹھنا اپنے لیے سرمائے سعادت و برکت سمجھتے تھے آخر محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس قدموں کی سیدھ میں ''جنت البقیع شریف''میں جاسوئے اور اپنی عمر بھر کی مراد کو پاگئے۔

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آہی گیا

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے ہمیشہ آپسی اختلاف نقطہ اعتدال کوملحوظ رکھا اور اہل سنت کے اتفاق واتحاد کی کوشش میں مصروف رہے ۱۴۱۸ھ میں زیارت حرمین طیبین کے بعد مکہ شریف میں سرکار مفتی اعظم ہند کے یوم وصال پر عرس مفتی اعظم ہند کا اہتمام کیا گیا کافی تعداد میں مسلمانان اہل سنت

شریک ہوئے حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ بھی تشریف لائے اورآخرتک تشریف فرمارہے تھے فقیر نے سرکاراعلیٰ حضرت اورمفتی اعظم ہند کے فضائل ومناقب ایک گھنٹہ سے زائد بیان کئے بعد فقیر کو دعاؤں سے نوازاورمسرت کااظہارفرمایااورخودبھی ذکرخیرفرمایاآخرمیں

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام

کی مبارک صداؤں اورحضرت مثنیٰ میاں صاحب کی دعاؤں کے بعدعرس پاک کااختتام ہوا۔

دعاہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں بھی اسلام وسنیت اورمسلک اعلیٰ حضرت پرقائم رہتے ہوئے مدینہ طیبہ میں موت عطافرمائے۔آمین

ایک شمع اور بجھی اور بڑھی تاریکی

از قلم: مخدوم زادہ حضرت علامہ مولانا سید رئیس احمد اشرفی جیلانی،
مہتمم ادارہ شرعیہ ودیا نگر، رائے پور، سی جی

آتی ہیں روز روز کہاں ایسی ہستیاں
بستی ہیں جس کے دم سے محبت کی بستیاں

زمزموں سے جس کی لذت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ آواز اب ہمیشہ کے لئے خاموش ہے

جو رونق تیرے دم سے تھی وہ رونق پھر نہ آئے گی
بہت روئے گی تیرے بعد تیری شام تنہائی

ہر گلی سونی پڑی ہے ہر زباں خاموش ہے
بات کیا ہے اشرفی سارا جہاں خاموش ہے

اس فانی کائنات میں شب و روز بے حد و بے شمار انسان منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتے ہیں اور ہزاروں روزانہ پیوند خاک ہوجاتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کے چلے جانے کے بعد دنیا میں ان کا نام ونشان تک باقی نہیں رہ جاتا اور دنیا انہیں ہمیشہ کے لئے فراموش کر دیتی ہے مگر کچھ ہستیاں ایسی ہوئیں ہیں جو فلک انس پر تاج انسانیت اپنے سر پر سجا کر درخشنداں کواکب کے مثل چمکے جن کی درخشندگی اور تابندگی سے پورا عالم منور اور روشن ہوگیا چاہے ہزار بادسموم کے جھوکے آئے مگر ان کو ہرگز متزلزل نہیں کر سکے کیوں کہ انہوں نے زندگی راہ خدا اور سول میں قربان کر دیا نام خدا اور رسول پر اپنے نام کو قربان کر کے بے نشان ہو گئے۔

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہوہی جائے گا

کارگاہ حیات میں زندگی وموت تو ایک عام سی بات ہے

زندگی کیا ہے عناصر کا ظہور ترتیب
موت کیا ہے انہیں اجزاء کا پریشاں ہونا

زندگی اور موت کا چولی دامن کا ساتھ ہے اس دنیا کے رنگ و بو میں ہزاروں لوگ روزانہ آنکھیں کھولتے اور بند کرتے رہتے ہیں

لائی حیات آئی قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

جس پر نہ کسی کو حیرت ہے نہ تعجب مگر انہیں ہزاروں لاکھوں زندگیوں میں سے کسی کی موت وزندگی ایسا حادثہ بن جاتی ہے جس کی یادوں کے سائے سے دامن بچانا بے حد دشوار ہوتا ہے انہیں یادگار و تاریخ ساز شخصیتوں میں شہید راہ مدینہ قائد قوم وملت حضرت انوار المشائخ سید مثنیٰ میاں اشرفی الجیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا سانحہ ارتحال وحادثہ عظیم ہے۔ جس نے پورے عالم اسلام کو سوگوار کردیا جانے والے کو کیا غم وہ تو **لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون** کا حلہ بہشتی زیب تن کئے ہوئے تھے غم تو ہم کم نصیبوں کے لئے ہے جس نے پوری ملت اسلامیہ اور مریدین اور متعلقین، ومعتقدین اور مدارس اسلامیہ پر ایک دل خراش سناٹا طاری کردیا فضاؤں میں حزن وملال اور غم کی ایک چادر سی تن گئی سوگواری کیفیت سے پورا ماحول بوجھل ہوگیا۔

موت کیا ہے زمانے کو سمجھاؤں کیا
ایک مسافر تھا راستے میں نیند آگئی

فطرت انسانی کے مطابق آج نہیں تو کل آنکھیں بند کرنا تھا مگر فیضان ذات کے اعتبار سے ان کا پورا وجود پوری ملت اسلامیہ کی امانت تھا یہ ذاتی کم اور جماعتی نقصان زیادہ ہے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آب بقائے دوام لا ساقی

حضرت انوارالمشائخ کی حیات وخدمات نوع بہ نوع ہمہ جہت و بے کراں شخصیت اہل سنت کی تاریخ میں ایک جلی عنوان کی حیثیت رکھتی ہے وہ ذات مذہب اہل حق کا ترجمان اہل اشرفیت وقادریت کا سنگم شریعت وطریقت کی نشان منزل تھے وہ پاک ذات پاک باز صاحب سوز وگداز دل دارودل نواز تھے۔

المختصر وہ فضل وکمال حسن وجمال جودونوال اور جاہ جلال کی ایک کائنات تھے زہد وورع ذہانت و فطانت واستحضار جیسی دولتوں سے آپ کواللہ تعالیٰ نے حصہ وافرعطا فرمایا تھا۔

لائے کہاں سے ایسا کہ تجھ سا کہیں جسے

حضرت انوارالمشائخ انگریزی زبان پر بھرپور عبور رکھتے تھے دینی وملی اور سیاسی مسائل پر آئے دن انٹر یو دیتے رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے اردو داں سے زیادہ انگریزی داں طبقہ کودعوت سنیت دی اوراسلاف کا صحیح تعارف کرایا بایں وجہ آپ کے مریدین معتقدین کی ایک لمبی فہرست ڈاکٹر، انجینئر، رائٹر اور لیکچرار کی ہے جن کا شمار صرف اور صرف نگریزی داں طبقہ میں ہوتا ہے فقیر کا تجربہ یہ ہے کہ حضرت ممدوح جیسی اگر چند اہم شخصیتیں پورے ملک میں ہوں تو طبقۂ انگریزی داں کوسنیت کی طرف با آسانی کے ساتھ پھیرا جا سکتا ہے یقیناً آپ نے دینی ملی اور سیاسی وہ کارنامے انجام دئے ہیں جسکی نظیر نہیں ملتی اور مدرسہ اسلامیہ کا قیام واستحکام تو آپ کی زندگی کا خوب صورت مشغلہ تھا آپ نے تقریباً ایک درجن مدارس قائم کئے آپ فرمایا کرتے تھے ہرعمارت اور ہر بلڈنگ کے نیچے ایک مدرسہ اورقرآنی تعلیم کا انتظام ہونا چاہیئے حضرت پیرطریقت انوارالمشائخ موج سخاوت کی بے مثل ضرب المثل تھی اپنی خوش طبعی سے نجی محفلوں کولالہ زار بنائے رکھتے تھے۔کوئی رنج والم میں افسردہ خاطر اوراداس ہوان کی محفلوں میں پہنچ جائے تواس کوپرکیف باتوں سے خوش وخرم بنادیتے تھے،مگراب گویازبان حال سے یوں کہہ رہے ہیں۔

ساقی تیرے میخانے میں جب میں نہ رہوں گا

ہر ٹوٹے ہوئے جام مجھے یاد کریں گے

اس فقیر اشرفی اور گدائے جیلانی کے ادارہ شرعیہ پر کتنی نوازش تھی اور باوجود بظاہر دور رہنے کے اس کو بارگاہ سے کتنی قربت تھی اس کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں آپ کے تشریف لے جانے سے ایک خلاء واقع ہو گیا جس کا پورا ہونا آسان نہیں دعاء ہے کہ رب تعالیٰ ان کے شہزادہ ارجمند حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور ان کے مشن کو کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔ **آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ علیہ وسلم**

راحتِ قلب وسینہ، شہیدِ راہ مدینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از قلم: اسیرِ مثنیٰ میاں پروفیسر مولانا محمود علی خان اشرفی

البرکات ملک محمد اسلام انگلش اسکول کرلا، و بانی ساون فاؤنڈیشن ممبئی

وہ خوبیاں جو انسان کے عمل سے ظاہر ہوتی ہیں حُسنِ سلوک کردار اور حسن عمل جو دوسرے انسانوں کو متاثر کرے شخصیت کا حقیقی حصہ ہوتا ہے۔ دوسروں کو خوش رکھنا، لوگوں کی خدمت کرنا، بہتر سلوک اور حوصلہ دینا، دوسروں کے کام آنا اور اپنے سلوک اور عمل سے اچھا تأثر پیدا کرنا ہی اصل شخصیت کا خاصّہ ہے۔ وہ خوبیاں جو انسان کے عمل سے ظاہر ہوتی ہیں، شخصیت کی اصل خوبصورتی ہوتی ہے اور وہی ایک اچھی شخصیت کہلاتی ہے اور جب انسان صاحب ایمان اور اعمال صالحہ کا پیکر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے تعلق سے لوگوں کے دلوں میں بے پناہ محبت ڈال دیتا ہے۔'' ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ'' جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے تو اللہ تعالیٰ ان کے لیے عوام وخواص کے قلوب میں 'وُدّ' پیدا فرمائے گا''۔ وُدّ محض محبت کا نام نہیں بلکہ بے انتہا اور کمال محبت کا نام ہے، اور صالحین سے اللہ کے بندے محبت ہی نہیں بلکہ عشق کرتے ہیں۔ یہ مؤمن صالح کے حق میں عطیہ الٰہی اور بہت بڑا انعام ہے، جس کی وجہ سے صالح مؤمن کی جانب دیگر بندگانِ خدا کے دل خود بخود کھینچنے لگتے ہیں۔

ہمارے ممدوح ومرکز عقیدت وپیر ومرشد نباض قوم وملت گل گلزار اشرفیت اشرف المشائخ حضرت علامہ الحاج سید شاہ انوار اشرف الاشرفی الجیلانی عرف مثنّی میاں شہید راہ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین پر پیدا ہوئے وہ خطہ ہمیشہ ہی سے علم شریعت وطریقت کا سمندر اور حقیقت ومعرفت کا سنگم رہا ہے۔ آپ کے اجداد کے درِ دولت پر روساء وگدا گر بھکاری کی صورت میں کشکول لئے دکھائی دیتے ہیں۔ حضور مثنّی میاں رحمۃ اللہ علیہ اس مقدس خاندان کے مہکتے ہوئے پھول تھے کہ جن سے ہر سو خوشبوؤں کی فضا معطر رہا کرتی ہے۔ معرفت، طریقت، شریعت، زہد وتقویٰ اور علم دوستی ایسی کہ ہر ایک نے آپ کی قیادت کا لوہا مان لیا تھا، آپ کی زندگی ہر لمحہ ایک نئے باب کی صورت میں نظر آتی ہے۔ خاندانی شرافت وعظمت، صداقت وبے باکی نے جہاں بانی کی وہ مضبوطی عطا کی کہ دنیائے سنیت نے

آپ کو اپنا قائدورہنما تسلیم کرلیا تھا۔سیاسی بصیرت ایسی کہ ہندوستان کا ہر چھوٹا بڑا نیتا اور ہر چھوٹی بڑی سیاسی پارٹی آپ کے در کے چکّر لگایا کرتے اور اپنے لئے جیت کی دعاء کے طلبگار ہوتے ان تمام لوگوں کا آپ خوش دلی سے استقبال کرتے اور ہر ایک کو یہی دعاء دیتے کہ ''بیٹا اگر عوام کی خدمت کا پُرخلوص جذبہ تمہارے دل میں ہے تو ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں اور تب تم ضرور جیتو گے'' ممبئی کا ہر چھوٹا بڑا نیتا آپ کی دعاء حاصل کرنے کے بعد ہی اپنی سیاسی مہم کی شروعات کرتا تھا۔اسی طرح مہاراشٹر کے قدآور نیتا جناب شرد پوار نے اپنی خود کی نئی پارٹی (نیشنل کانگریس پارٹی) تشکیل دی تو حضور مثنّٰی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے دعاء لینے کے لئے اپنے تمام اراکین کے ساتھ جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی میں حاضر ہوئے جہاں حضور مثنّٰی میاں نے مہاراشٹر کے تمام علماء، ائمہ، زعماء اور مسلم قائدین کی ایک بڑی میٹنگ میں مشروط حمایت اور دعاء کی حامی بھری کہ اگر ان کی پارٹی مسلمانوں کے مفاد اور مسلمانوں کو اپنی پارٹی کے منشور میں شامل کرکے چلتی ہے تو ہماری دعاء اور حمایت ان کے ساتھ ہے۔

آپ کو پروردگار نے ظاہری وباطنی دونوں خوبصورتی سے نوازہ تھا، جو شخص ایک بار آپ کے رُخِ زیبا کی زیارت سے مشرف ہو جاتا، بار بار آپ کو دیکھنا اور ملنا چاہتا، جب آپ حیات تھے تو نیاز مندوں،عقیدت کیشوں اور جاں نثاروں کا ہجوم لگا رہتا تھا۔فرطِ محبت اور حسنِ عقیدت میں خلقت آپ کی ذات ستودہ صفات پر یوں نثار ہوتی جیسے پروانے شمع پر نثار اور ٹوٹے پڑتے ہیں، لوگ پہلی ہی ملاقات میں رُخِ کامل کے غلام ہو جاتے۔آپ کی شیریں کلامی، اخلاق کی بلندی اور حسنِ عمل کے ہزاروں لاکھوں شیدا، اب بھی موجود ہیں۔بچہ ہو یا بوڑھا ہر کوئی آپ کو'ابّو' کہا کرتا تھا اور آپ ہر ایک کو بابو، اور بیٹا کہہ کر اس طرح پیار سے مخاطب ہوتے کہ ہر ایک سمجھتا کہ آپ اسی سے اتنا پیار کرتے ہیں، آپ کے فیوض وبرکات سے دنیا مستفیض ہوا کرتی تھی، آپ کے توسل سے سلسلہ اشرفیہ کو خوب فروغ واستحکام حاصل ہوا۔تادمِ حیات آپ نے ممبرا میں جلوسِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت فرمائی اور ایک سال آپ نے ممبئی خلافت ہاؤس سے نکلنے والے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت فرمائی جس میں اس کے مہاراشٹرا کے وزیر اعلیٰ ولاس راؤ دیش مکھ بھی موجود تھے۔اوراسی طرح آپ نے ۱۹۸۸ء میں جلوس غوثیہ کی ممبرا میں شروعات کی اور باقاعدہ مقامی لوگوں کی ایک کمیٹی تشکیل فرما

کر رجسٹر کروا دیا اور جب تک حیات رہے آپ نے اس جلوس کی قیادت فرمائی اب آپ کے جانشین حضور معین ملت ان دونوں جلوس کی قیادت کیا کرتے ہیں۔حضور معین میاں صاحب نے بھی ۲۰۰۸ءکو خلافت ہاؤس سے نکلنے والے جلوس عید میلا دالنبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت فرمائی تھی۔

افسوس کہ آج آپ ظاہری طور پر ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں ان کی محبت اور شفقت ملی اور ان کے دامن کے سائے میں تربیتی بچپن گذارنے اور شب وروز خدمت کرنے کا شرف حاصل ہوا، آپ قوم ودین کی خدمت میں ہمیشہ سرگرداں رہا کرتے تھے۔آپ اپنی قوم کو جہالت کے دلدل سے نکال کر نئی سمت سفر دینا چاہتے تھے اور امت مسلمہ کو میدان عمل میں نمایاں کارکردگی کے اسباب وہمت کے ذرائع مہیا کرایا کرتے تھے۔

مجھے آج بھی وہ زمانہ یاد ہے جب آپ کی رہائش ممبرا میں تھی، رمضان شریف کا مہینہ ہوا کرتا تھا آپ آفس سے آتے ہوئے ٹرین میں ہی دو کھجوروں اور چند گھونٹ پانی سے افطار کرلیا کرتے اور غریب نواز مسجد میں تشریف لاکر مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز کا تعمیری جائزہ اور دن بھر کی رپورٹ لیتے اور بعد نماز تراویح گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔جب تنگ نظر فسطائی طاقتیں مدارس کو نشانہ بنا کر ان کو بند کرنے کی دھمکیاں دینے لگیں تو آپ نے لوگوں میں یہ اعلان فرما دیا کہ ”ہر بلڈنگ اور چال میں ایک مکتب اور ہر محلّہ میں ایک بڑا دارالعلوم قائم کیا جائے تا کہ قوم مسلم کے نونہال اسلام کی روشنی سے منور ہوتے رہیں“ اسی عملِ پیہم کے ساتھ آپ نے جہاں بھی جگہ ملی مدارس ومکاتب قائم کرتے چلے گئے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔

جہاں میں جہاں بھی جگہ پایئے
مدرسہ بناتے چلے جایئے

حضور مثنّٰی میاں رحمۃ اللہ علیہ لڑکوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی کوشاں رہا کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ نے لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی مدارس قائم کئے آپ نے قوم مسلم کی بچیوں کی بہتر تعلیم وتربیت کے لیے سب سے پہلا ادارہ امرت نگر ممبرا میں بابا فخر الدین شاہ

رحمۃ اللہ علیہ کے درگاہ کے قریب مدرسہ ''کنیزان فاطمۃ الزہرا'' نامی قائم فرمایا تا کہ مسلم بچیاں بھی دینی تعلیم سے بہرہ ور ہوسکیں اور قوم وملک کی ترقی میں ان کا بھی رول شامل رہے۔ آپ کبھی وسائل پر بھروسہ نہ کرتے ہوئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت اور اپنے قوت بازو پر یقین رکھا کرتے تھے، مدارس کے فنڈ میں اکثر کمی ہوجاتی چندہ کم ہوجاتا تو خود کے اکاؤنٹ سے مدرسین کی تنخواہ اور مدرسے کے اخراجات کو پورا کردیا کرتے تھے اور یہ بات چند مخصوص افراد کے علاوہ کسی اور کو خبر تک نہ ہو پاتی تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مخلص لوگوں کو آپ کا دیوانہ بنادیا تھا اور لوگ ہمیشہ آپ کے پیچھے پیچھے چلا کرتے تھے۔

۱۹۹۱ء کی خلیجی جنگ سے قبل اور بعد میں عراقی صدر صدام حسین کی مشورتی کانفرنس کی دعوت پر آپ جید علمائے کرام کے ساتھ عراق تشریف لے گئے وہاں دوسرے روز کے کانفرنس کی صدارت بھی آپ ہی نے کی تھی، عربی زبان دانی کا مسئلہ اٹھا آپ نے اس کو بحسن خوبی سُلجھایا اور مثبت سوچ کے ساتھ وہاں سے واپسی پر آپ نے چھوٹا سونا پور مولانا شوکت علی روڈ ممبئی ۸ میں جامعہ قادریہ اشرفیہ نامی شاندار ادارہ قائم فرمایا، جہاں طلباء، حافظ، قاری، عالم بننے کے ساتھ دنیوی تعلیم سے بھی آراستہ ہوا کرتے ہیں، بالخصوص عربی ادب کے تخصص کا شعبہ بھی قائم فرمایا، جامعہ کے اطراف کے اسکولوں میں عصری تعلیم سے بہرہ ور کرنے کے لئے جامعہ کے طلباء کا داخلہ کروایا گیا۔ الحمدللہ آج جامعہ سے فارغ سیکڑوں طلباء حافظ، قاری، عالم ہونے کے ساتھ ڈاکٹر، انجینئر اور پروفیسر بن کے ملک وقوم کی خدمت میں لگے ہوئے ہیں، (الحمد للہ یہ حقیر بھی انہی کے ادارے دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا سے ۱۹۹۴ء میں حفظ کی فراغت کے بعد جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی سے قاری اور عالم کی سند سے سرفراز ہوا، اور ساتھ ہی جامعہ میں ہی رہتے ہوئے بی اے، ایم اے اردو اور بی ایڈ کی ڈگری کو حاصل کرنے کے بعد آل انڈیا خلافت کمیٹی آف کالج ممبئی ڈی ایڈ کے شعبہ میں پروفیسر کے منصب پر فائز ہوا۔ اور ساتھ ہی جامعہ میں بھی درسِ نظامی سے وابستہ رہا)۔ آپ نے طلباء کو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنے کے لئے جامعہ میں ہی کمپیوٹر کلاس کا انتظام کیا۔ (مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب جامعہ قادریہ اشرفیہ قائم ہوا اس وقت اطراف میں ڈرگس اور چرس کا بڑا کاروبار چلتا تھا اور آئے دن چرس بیچنے والے، جامعہ میں پولس سے چھپنے کے لئے

آجایا کرتے تھے اورطلباءمنع کرتے تو ان کو بہت بری طرح زدوکوب کرکے لہولہان کر دیتے۔تب حضورمثنّی میاں نے قانونی چارہ جوئی کرتے ہوئے ان لوگوں پرلگام کسوائی اوراس علاقع کوحتّی الامکان ان لوگوں سے پاک کرنے کی کوشش کی)۔آپ نے جدید تعلیمی نظام کوشرعی علوم کی روشنی میں فروغ دینے پر بہت زور دیا۔آپ کا نظریہ تھا کہ امت کے فارغ شدہ نوجوان اعلیٰ اور معیاری تعلیم حاصل کرکے دوسری قوموں کی طرح ترقی کے اعلیٰ مقام کوحاصل کرلیں۔آپ ایک دوررس دانشور تھے،آپ مسلم قوم کی کامیابی کے لئے جہد مسلسل،سعی پیہم کے مشن پر ہمیشہ عمل پیرارہے۔

ہندوستان میں فساد کے بعداس وقت کے وزیراعظم نے آپ سے ملاقات کرنی چاہی اوراپنے پی اے کوآپ کے پاس بھیجا آپ نے یہ تاریخی جملہ ان سے کہا۔میں ایسے کسی بھی شخص سے ملنا نہیں چاہتا جوعبادت گاہ کی بےحرمتی اورقوم میں فساد کا سبب بنے۔

اس کے علاوہ آپ نے ملک کے مختلف شہروں میں بڑے بڑے ادارے قائم کئے اور اکثر مدارس،مکاتب،مساجداورخانقاہوں کی بھی آپ سرپرستی فرمایا کرتے تھے۔ہر سال رمضان شریف کے ابتداء میں آپ عمرہ کے لئے تشریف لے جاتے اوراختتام رمضان شریف کے وقت اپنے تمام رشتے داراورگاؤں کے اکثر افرادکوعیدی بھیجا کرتے تھے اورمنی آرڈر کا کام میرے ذمّہ تھااور یہ سارا ریکارڈ میرے پاس رہا کرتا تھا،جس سال آپ کی شہادت ہوئی رمضان شریف شروع ہونے سے ایک دن قبل ہی آپ نے وہ ساری رقومات میرے حوالے کرکے فرمایا،بیٹا یہ سب کل ہی منی آرڈر کردینا،میں نے کہا، ابّو ابھی کافی وقت ہے آپ عمرہ سے واپس آجائیں تو کردوں گا تو آپ نے فرمایا کہ کل ہی کر دینا ہمارے پاس وقت نہیں ہے'' ستم ظریفی دیکھیں کہ پندرہ رمضان شریف کوگاؤں میں فجر کے وقت آپ کی شہادت کی خبر پہونچی اورگیارہ بجے لوگوں کے پاس منی آرڈر سے عیدی کی رقم پہونچی۔آپ فطرتاً اصلاح پسند مخلص انسان تھے،آپ اپنے ادارے کے ذمہ داروں کی غلطیوں کوجلد معاف کردیا کرتے اور شکایت کنندہ کوجواب دیتے کہ ''بابوآج کے دورمیں ولی کہاں پاؤگےاسی لئے جواپنے پاس ہیں ان کوہی ٹھونک بجاکے کام کے لائق بناؤ'' آپ اہل علم اورعلماءکو بہت پسند فرماتے اورمحنتی وقابل لوگوں کی ہرطرح

سے حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے ''مجھے حکم تھا کہ بیٹا ایک اچھا معلم بننا چاہتے ہو تو اپنے تعلیمی سلسلہ کو کبھی منقطع مت ہونے دینا۔ الحمدللہ آج بھی میں نے ان کے حکم کے مطابق اپنا تعلیمی سفر جاری رکھتے ہوئے دوبارہ ''ایم اے ہسٹری، ایم فل، ایم ایڈ اور جنرل ازم کرکے، پی ایچ ڈی کی تیاری میں لگا ہوا ہوں۔

بزرگوں کے حالات پڑھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اپنے والدین اور خاص کر اپنی والدہ کی خدمت اور حسن سلوک سے دنیا میں ترقی پائی اور ولیوں نے ولایت کی منزل ومقام کو حاصل کیا۔ ان کے والدِ محترم کو ہم نے دیکھا نہیں مگر ان کی والدہ محترمہ ہمارے لئے ایک مشفق اور ہماری فکر اور خبر گیری کرنے والی ولیہ صفت دادی تھیں، الحمدللہ ان کی خدمت کرنے کی سعادت ہمیں نصیب ہوئی تھی وہ شاید چند پاروں یا مکمل قرآن مجید کی حافظہ تھیں، کیوں کہ ہمارے روزانہ یاد کئے ہوئے اسباق کو وہ گھر بلا کے سنا کرتیں اور ہماری اصلاح بھی کیا کرتیں اور قرآن مقدس کی تفسیر بھی بتایا کرتیں اور ساتھ ہی بزرگوں کے واقعات اس طرح شفقت سے سنایا کرتیں کہ ہم لوگ ان کی خدمت میں ان واقعات کی اگلی قسط سننے کے لئے فرصت نکال کر موجود رہا کرتے تھے، الحمدللہ ان کے سنائے ہوئے واقعات من وعن ہم کو آج بھی یاد ہیں۔ حضور مثنّی میاں علیہ الرحمہ اپنی والدہ محترمہ کا بہت احترام اور ان سے بے انتہا محبت کیا کرتے تھے۔ ان کی والدہ محترمہ جب تک سونہ جاتیں قدم مبارک کی خدمت میں لگے رہتے اور جب وہ نیند کی کی آغوش میں چلی جاتیں تو پھر آرام کے لئے اپنے کمرے میں تشریف لے جاتے اور اکثر اپنی والدہ کے قدموں ہی میں سوکر جنت کی بہاروں کے مزے لیا کرتے۔ آپ ہمیشہ اپنی والدہ محترمہ سے مسکرا کر باتیں کیا کرتے اور ان کی کسی بھی بات کو رد نہیں کرتے۔ گھر سے والدہ کی اجازت اور ان کے دست وقدم بوسی کے بعد ہی نکلتے۔ والدہ محترمہ اپنے نیک فرماں بردار شہزادے کو محبت بھری نم آنکھوں سے آفس جاتا دیکھتی رہتیں اور اپنی دونوں ہتھیلی پر ممتا بھرے آنچل رکھتے ہوئے اپنے رب کی بارگاہ میں دعاء جاری کرتیں ''یا اللہ مور بچوا، مثنّی کو بادشاہ بنادے'' اور الحمدللہ دنیا نے آپ کو لوگوں کے دلوں پر ایک بادشاہ کے طرح ہی حکومت کرتے دیکھا۔

نہاں ہے تیری محبت میں رنگِ محبوبی

بڑی ہے شان بڑا احترام ہے تیرا

ہمیشہ غسل یا وضو سے فراغت کے بعد اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے آپ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے

موت آئے تو در پاک نبی پر سید

ورنہ تھوڑی سی زمیں ہوشہ سمناں کے قریب

مدینے جاؤں، پھر آؤں، پھر مدینہ جاؤں

الٰہی عمر یونہی تمام ہو جائے

یہی وہ جنون اور عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کرم سے آپ کو مکینِ مدینہ بنالیا اور ذالنورین خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قدموں میں نوری مدفن عطا فرمایا۔

الحمد للہ آج بھی آپ کا کاشانہ مبارک حاجت مند اور دکھی دلوں کا مرکز بنا ہوا ہے، آپ کے گھر کے افراد، وصاحبزادگان اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فریادیوں کی امداد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں آپ کے شہزادے سید شاہ علی اشرف، سید شاہ حسن اشرف، صوفی سید شاہ حسین اشرف اور پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ ومولانا الحاج سید شاہ معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی (آل انڈیا سنی جمعۃ العلماء کے موجودہ صدر) رقیق القلب اور سادہ لوح صفات کے حامل افراد ہیں۔ انکساری، خندہ پیشانی، دلجوئی، پاسداری، رواداری اور مہمان نوازی ان شہزادوں نے اپنے والدِ بزرگوار سے وراثت میں پائی ہے۔ان کے دولت کدہ سے کوئی فریادی کبھی مایوس نہ لوٹا۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیبِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ وطفیل ان مخلص شہزادوں کا سایہ ہم تمام امت مسلمہ پر ہمیشہ سلامتی کے ساتھ قائم ودائم فرمائے۔آمین۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شانِ رہبری تیری

خدا کی رحمتیں ہوں اے میرِ کارواں تجھ پر

مثنیٰ میاں بااخلاق اورملنسار تھے

ازقلم: حضرت مولانا فروغ احمد صاحب اعظمی، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی یوپی

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ انقلابی ذہن وفکر کے مالک تھے وہ اپنے سینے میں قوم کا درد اور ملت کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی لگن رکھتے تھے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت مولانا معین الحق صاحب علیمی (صدر اعلیٰ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی بستی و مالک علیمی دربار ہوٹل مصطفیٰ بازار ممبئی) نے دارالعلوم کے کچھ مسائل آپ کے سامنے رکھے اوران مسائل کوحل کرنے اور مالی تعاون کی درخواست کی حضرت مثنیٰ میاں نے آپ کو یقین دلاتے ہوئے کہا ''مولانا گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ابھی تو میں عمرہ کے لئے جارہاہوں واپس آنے کے بعد ان شاءاللہ سارے مسائل حل ہوجائیں گے مولانا آپ اپنے مشن کو جاری رکھیں اور وسائل کی ہرگز نہ فکر کریں، میں نے آپ کے مدرسہ کے لئے ایک مخصوص رقم رکھ دی ہے اور مستقبل کے لئے اللہ رب العزت مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی ضرور سبب پیدا فرمادے گا۔ الحمدللہ میں دارالعلوم علیمیہ کی کارکردگی سے اتنا خوش اور مطمئن ہوں کہ میں اس کی کماحقہ ترجمانی نہیں کرسکتا'' حضرت مولانا معین الحق علیمی نے مزید فرمایا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اتنے بااخلاق اورملنسار تھے کہ جو بھی حضرت سے ملنے جاتا وہ حضرت سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

بلاشبہ آپ دنیا سے بے نیاز اور اپنے اصول کی پابند انسان تھے جب تک آپ ممبئی میں رہے کسی بدمذہب کو پر مارنے کی جرأت نہ ہوئی آپ نے مزید فرمایا کہ میں حضور والا کے عرس چہلم میں کچھوچھہ شریف گیا تھا اور آپ کے صاحبزادے سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی سے ملاقات ہوئی مجھے موصوف سے مل کر غایت درجہ خوشی حاصل ہوئی میں نے آپ کے اندر وہ تمام خوبیاں دیکھی جو آپ کے والد گرامی کی ذات میں تھی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ انہیں اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضورشہیدراہ مدینہ، پیر باعمل اور سلسلہ اشرفیہ کے عظیم پاسبان تھے

عرش پردھومیں مچیں وہ مؤمن صالح ملا

فرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

از قلم: مولانا الطاف حسین

ناظم اعلی، دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، مدرسہ کنیزان فاطمہ ممبرا تھانہ

ہر شخص اپنی مدت حیات پوری کر کے اپنے مالک حقیقی سے جاملتا ہے ان میں کچھ ایسی مقتدر ہستیاں بھی ہوتی ہیں جنہیں بعد وصال ہم یاد کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں ہر سال ان کا یوم وصال منا کر ان کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اپنی قیمتی زندگی کے حسین لمحات کو خدمت خلق فلاح قوم وملت اور اتباع شریعت کے لئے وقف کر دیتی ہیں۔

حضورشہیدراہ مدینہ، ایک علمی، سماجی، ملی قیادتی قدآور شخصیت کا نام ہے۔ جو حلقۂ عوام خاص میں محتاج تعارف نہیں۔ علم وفضل، فکر وفن، شعور دانش، سے خوب آشنا تھے۔ حالات حاضرہ پر آپ کی گہری نظر تھی۔ سرزمین ممبئی میں ہی نہیں بلکہ بیرون ممبئی میں بھی آپ کی خدمات، نمایاں اور کثیر الجہات ہیں کہ اس کا تذکرہ چند صفحات پر ممکن نہیں۔

دینی، علمی اور رفاہی کاموں کے حوالے سے آپ کی نمایاں کارکردگی ہے۔ عروس البلاد ممبئی کی سرزمین پر کئی نامور ہستیوں نے دینی، علمی، اور سماجی خدمات کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھایا۔ ان میں سب سے اعلی وارفع، پیر طریقت، رہبر شریعت، قائد قوم وملت، حضورشہیدراہ مدینہ، حضرت علامہ مولانا الحاج الشاہ السید انوار اشرف المعروف حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ والرضوان، کی ذات گرامی ہے۔ آج سے تقریباً ۲۱ رسال پہلے ۲۰۰۳ء کو اپنے مریدین، متوسلین اور چاہنے والوں کو روتا بلکتا چھوڑ کر مدینہ منورہ کی سرزمین میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ عوام اہل سنت کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، حلقہ مریدین میں صف ماتم بچھ

گیا، چاہنے والوں نے چشم نم سے آخری زیارت کی اور جنت البقیع میں آسودہ خاک ہوئے۔

آپ کی زندگی کو میں نے بہت قریب سے دیکھا ہے۔آپ کا لطف وکرم بھی مجھ پر ہمیشہ رہا ہے۔ آپ کی صبح وشام میرے سامنے ہے۔ مجھ پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ایک جلیل القدر پیر، قوم وملت کے تجربہ کار قائد، قوم کے مصلح، تصوف وطریقت کے رہبر، سلسلہ اشرفیہ کے عظیم پاسبان تھے۔ آپ کی زندگی کے مختلف گوشے، ایک قمر منیر ہے۔جس کی روشنی ہر سمت پھیلی نظر آتی ہے۔ آپ نے فروغ سنیت کے لئے مختلف جہتوں سے کام کرتے ہوئے عقائد اہلسنت کا بھرپور تحفظ فرمایا۔ حضور شہید راہ مدینہ، ایک دردمند دل کے مالک تھے۔ آپ کا دل بنی نوع انسان کی ہمدردی اور محبت کے جذبات سے موجزن تھا۔ آپ نہ صرف ایک عظیم المرتبت، پیر تھے۔ بلکہ ایک بلند قامت دینی رہبر اور قائد بھی تھے۔

آپ کی ذات گرامی سے استفادہ کرنے والوں، مداحوں، مریدوں اور متوسلین کا حلقہ کافی وسیع ہے۔ آپ علمی، دینی، دعوتی، اور اصلاحی خدمات کے حوالے سے ہمیشہ یاد کئے جائیں گے۔ آپ کی پوری حیات مستعار، قوم وملت کی اصلاح اور دینی مدارس کے قیام سے عبارت ہے۔ دینی اور عصری تعلیم کے ذریعہ قوم وملت کے نوجوان نسلوں کو ایک متبادل مشعل راہ، منطقی شعور، جدید معاشرے کے مستقبل کی راہوں میں انسانی وقار، مذہبی عقائد کے تحفظ کیلئے ایک مضبوط فکر، کی بصیرت عطا کی۔ حضور شہید راہ مدینہ، نے دین حنیف کی گونا گوں خدمات انجام دیں۔ آپ کا شماران گراں قدر ہستیوں میں ہوتا ہے۔ جنہوں نے عروس البلاد ممبئی میں دین متین کی ترویج واشاعت کے لئے نمایاں کردار ادا کئے۔

آپ نے ممبئی شہر کے نامساعد حالات میں بھی بڑی سوجھ سے کام لے کر مسئلہ لاینحل کو حل فرمایا۔ جس کی وجہ سے شہر کے اعلیٰ افسران آپ کے معتقد تھے۔ کبھی بھی باطل افکار ونظریات کے حامل افراد آپ کے سامنے قدم جما نہ سکے اور راہ فرار اختیار کی۔ آپ کا ہر قدم قوم مسلم اور اہل سنت وجماعت کے مفاد میں اٹھتا تھا۔ آپ خرد نواز اور علماء نواز تھے دوران گفتگو ہر شخص کے مقام ومرتبہ کا خیال رکھتے تھے۔ آپ کا اثر ورسوخ دینی حلقوں تک محدود نہ تھا بلکہ قوم کے سرکردہ افراد تک آپ کا رعب ودبدبہ تھا۔ ہر کوئی

آپ کے مشورہ پر عمل پیرا ہوتا تھا۔سماج کے مفاد کے خلاف بات کرنے والوں کا مشورہ آپ نے کبھی قبول نہ کیا۔حق بات کہنے میں کبھی قیل وقال سے کام نہ لیا برجستہ حق بات آپ کی زبان پر آجاتی تھی۔حق گوئی آپ کا طرہ امتیاز رہا۔

پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی، ملی، تعلیمی، سیاسی وسماجی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے دینی تعلیم کی ترویج واشاعت کی خاطر آپ نے ملک کے مختلف مقامات پر ایک درجن سے زائد دینی ادارے قائم کئے جو الحمدللہ آج بھی بدستور جاری ہیں اور وہاں سے علم دین کی روشنی دن بدن تیز سے تیز ہوتی جارہی ہے۔

آپ کی ذات مجموعۂ محاسن اور سرچشمۂ کمالات تھی، دینی، مذہبی خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ ملت وسماج کے ایک بہترین رہنما رہے یہی وجہ تھی کہ آپ کے متعلقین وجاننے والے آپ سے دینی ومذہبی اور انسانیت کے ساتھ آپ سے دیگر ضروریات زندگی سے متعلق بھی مشورہ کے لئے حاضر خدمت ہوتے اور رہنمائی حاصل کرتے۔عوام الناس ہی نہیں بلکہ خواص، سماجی کارکن حضرات بھی آپ سے استفادہ کرتے اور سیاسی حضرات بھی آپ سے مفید مشورہ لیتے۔یہی وجہ تھی کہ جہاں مذہبی دنیا میں آپ کی شخصیت ایک مقبول، معروف، مشہور رہی تو ساتھ میں دیگر حلقوں میں بھی اس طرح مقبول رہی چاہے۔وہ اہل سیاست ہوں یا سماجی کارکن تمام لوگ بلاتفریق مذہب وملت آپ سے محبت کرتے۔ آپ مکمل رشد و ہدایت، اصلاح، دعوت، توکل، اعتماد، مردم شناس معاملہ فہم، ذہن، فراست، سیاسی بصیرت حق گو، بے باک اور ہمت وجرات کا مجسمہ تھے آپ قوم وملت کی ترقی، فلاح بہبود کے لئے ہمیشہ متفکر رہے علماء دین میں آپ کی مقبولیت اس قدر کہ علماء آپ کو اس قول کے مصداق ٹھہراتے کے ولی کی یہی پہچان ہے کہ جسے دیکھ کر اللہ یاد آجائے۔حضور شہید راہ مدینہ کو دیکھنے کے بعد ہر شخص کے زبان ودل سے یہی بات نکلتی کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔اصول پسند آفیسر و منیجر ہونے کے ساتھ پابند نماز، باریش، پرہیزگار، ایماندار ذی علم، عامل باعمل، سنت ونوافل کے پابند رہے اور عشق رسول میں یوں مست رہتے

کہ ہروقت شہرمدینہ میں موت کی دعا کرتے اورفرماتے۔

موت آئے تو در پاک نبی پر سید

ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمنان کے قریب

آپ ایک دوررس مدبر تھے۔آپ کی ذات گرامی دینی،عصری علوم کے ساتھ روحانی علوم کی بھی سرچشمہ تھی۔جب آپ نے دیکھا کہ نئی نسل کو دینی تعلیم کی اشد ضرورت ہے۔اور دینی تعلیم کے ذریعے ہی نئی نسل کو مغربی تہذیب وتمدن سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔اس کے پیش نظر آپ نے ممبئی اور بیرون ممبئی میں، دینی مدارس قائم کئے۔قلب ممبئی میں جامعہ قادریہ اشرفیہ، چھوٹا سونا پور،ممبرا تھانہ میں دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز،امرت نگر کوسہ ممبرا میں مدرسہ کنیزان فاطمہ قائم کر کے علم وآگہی کا عظیم،سرچشمہ جاری کیا۔قلیل مدت میں آپ کے دینی اداروں نے کافی ترقی کی۔اہل ممبئی کو آپ کی شخصیت پر ناز ہے۔ ارباب اقتدار کے سامنے آپ نے ہمیشہ حق بات رکھی۔اورانجام کی پرواہ نہیں کی۔آپ کا کام ذاتی مفاد سے عاری ہوتا تھا۔آپ نے جو کارنامہ انجام دیا وہ یقیناسراہنے کے لائق ہے۔

آپ کی کامیابی اورکامرانی کے پیچھے آپ کا خلوص کارفرما تھا۔شہرت یا ناموری کے لئے آپ نے کوئی کام نہ کیا۔آپ کی متنوع خدمات کا دائرہ چند محلے تک محدود نہیں بلکہ ممبئی اور بیرون ممبئی پر محیط ہے۔ حضور شہید راہ مدینہ کی ذات گرامی تھوڑے ہی عرصے میں ممبئی سے نکل کر قومی سطح پر مشہور ہوگئی۔بڑوں کی تعظیم، چھوٹوں پر شفقت ونرمی،اور بُردباری کے عمل نے آپ کو ہر دلعزیز بنا دیا تھا۔آپ نے اپنی ذات سے عاشقان مصطفٰے کو فیض پہونچایا۔

بحیثیت ناظم ادارہ میں نے اپنی زندگی میں مشاہدہ کیا ہے کہ دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ومدرسہ کنیزان فاطمہ زہرا کے مخیر حضرات جو رمضان المبارک میں زکوۃ کی رقم دیتے تھے۔اس رقم کو آپ نے کبھی اپنے ہاتھ سے نہیں گنتے اور نہ ہاتھ لگاتے۔مخیر چندہ دہندہ کے سامنے ہمیں بلاتے اور کہتے کہ بیٹا الطاف! فلاں صاحب کی چندہ کی رقم ہے۔آؤ رسید بناؤ اور گن کر ابھی لے کر جاؤ۔اور بینک میں جمع کرو،

یاادارہ کی ضروریات میں صرف کرو۔

جب ممبئی سے ممبرا دارالعلوم یا مدرسہ کے کام سے آتے اور اتوار کو عموماً ممبرا شب گزارتے تو کبھی ادارہ کی رقم سے ایک کپ چائے بھی نوش نہیں کرتے جب بھی آتے اپنے جیب خاص سے اپنے لئے خرچ کرتے اور بار ہا تاکید کرتے کہ میرے اور میرے خانوادہ یا سیدزادوں کو ادارہ کی زکوۃ کی رقم سے کچھ نہ کھلایا جائے۔

آپ کے ذہن وفکر میں یہ بات تھی کہ آپ کے جد امجد نے حسنین کریمین کے منہ سے زکوٰۃ کی کھجوریں نکال دیں اور کہا کہ ہمارے خاندان کے لئے زکوٰۃ درست نہیں۔

آپ کے سینے میں عشق رسول موجزن تھا۔نام وشہرت الگ چیز ہے اس کے ساتھ مقبولیت او محبوبیت وہ عظیم نعمت ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کو عطا فرماتا ہے حضور شہید راہ مدینہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے دونوں چیزیں عطا فرمائیں۔آپ کی بارگاہ میں بہترین خراج عقیدت یہ ہے کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔

ہر طبقہ میں یکساں مقبول تھے حضور مثنیٰ میاں

از قلم: حضرت مولانا تفسیر القادری صاحب، دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی یوپی

الوداع اے آفتاب اہل سنت الوداع

ماہتاب قادریت نور چشم چشتیاں — اے سکون مرتضیٰ و بادشاہ انبیاء

اے نشانی شہیدان محبت الوداع — الوداع اے آفتاب اہل سنت الوداع

پیکر علم وفن، عامل شریعت، پیر طریقت حضرت مثنیٰ میاں قدس سرہ کی قدم بوسی کے لئے تقریباً ایک ایسے موقع کے تاک میں تھا کہ اچانک آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر بجلی بن کر گری اور ساری آرزوئیں خاکستر ہو کر رہ گئیں۔ جانے کتنے غریب و نادار مسکین، یتیم، بے سہارا ہو گئے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ رب العزت نے حضرت کی شخصیت ہی ایسی بنائی تھی کہ جس کی ہر ادا میں ہر دلعزیزی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ امیر وغریب، مرد وعورت، خرد وکلاں، ہر طبقہ میں محبوب ومقبول تھے حضرت کی ذات میں اشاعت دین متین کا جزبہ بے پایاں تھا۔ آپ کے قائم کردہ مدارس عربیہ اس بات کی بین دلیل ہیں۔ آپ کی بیعت وارادت نے بے شمار گمراہوں کے لئے مشعل ہدایت کا کام کیا اور بہت سے بھٹکے ہوئے لوگوں کو صراط مستقیم پر گامزن کر دیا۔

حضرت مثنیٰ میاں قدس سرہ خدا اور سول جل جلالہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے مقبول بندے تھے۔ ساری کائنات میں افضل ترین مقام، دیار رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ بھی جنت البقیع میں آپ کا دفن ہونا اس کی بین دلیل ہے کیوں کہ خود احادیث کریمہ سے ثابت ہے کہ شہر مدینہ میں مومن کا دفن ہونا مقبولیت ومحبوبیت کی علامت ہے۔

خدائے تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کے درجات بلند فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین وآلہ وصحبہ اجمعین

خدا کی رحمتیں ہوں اے میر کارواں تم پر

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ قوم کے غمگسار

ازقلم: حضرت مولانا حافظ وقاری محمد فاروق خان صاحب

پرنسپل وناظم اعلیٰ، دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز، نانی دمن گجرات

کچھ شخصیات ایسی ہوتی ہیں کہ جن کی سیرت لکھنا ایک عزت وحوصلہ کا کام ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اپنی کم مائیگی وکم علمی کی وجہ سے ڈر بھی لگا رہتا ہے کہ کہیں شایانِ شان بات نہ ہوئی تو اپنی عاقبت خراب نہ ہوجائے، پھر عشق یہ کہتا ہے کہ خریدار یوسف علیہ السلام کی فہرست میں بُڑھیا نے ایک مُٹھی روئی لاکر اپنا نام درج کرالیا تو ہم بھی ہمارے ممدوح وغمخوار پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں شہید راہِ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں اپنا خراجِ خلوص پیش کرنے کی جسارت کررہا ہوں۔

حضرت مثنیٰ میاں کی حیرت انگیز شخصیت اور جامع فکر کا مطالعہ کیا جائے تو تعلق مع اللہ اعتدال و توازن ماضی سے وابستگی، حمیت وجرأت مندی، وہ چار عناصر قرار دیئے جاسکتے ہیں، جن کی وجہ سے آپ کی شخصیت اور فکر میں انتہائی زور ذمہ داری اور وسعت پیدا ہوگئی تھی، آپ زندگی کے ہر شعبے میں رضائے الٰہی کا خیال رکھنے کو ہی تعلق مع اللہ سمجھتے تھے۔

ایک طرف سفر وحضر، علالت وصحت، ہر حال اور ہر صورت میں سنن ونوافل اوراد ِوظائف، اذکار و ادعیہ اور مطالعہ قرآن وحدیث کی مکمل پابندی تھی تو دوسری طرف معاملات، آپسی لین دین، ماتحتوں کے حقوق، رشتے داروں کے حقوق، مہمان نوازی کے آداب اور ملاقات کے آداب وغیرہ میں کبھی کوئی فرق نہ آتا تھا، غرض کہ مساجد، مدارس سے گھر تک خانقاہ سے بیرونی دنیا تک ہر جگہ اور ہر وقت تعلق مع اللہ میں ذرّہ برابر بھی کمی نہ آنے دیتے تھے اور آپ اسی اصول کو تمام اخلاقیات کی بنیاد قرار دیتے تھے۔

حضور مثنیٰ میاں کی پوری شخصیت اور ان کی دعوت وفکر دونوں ہی چیزیں اعتدال وتوازن کا حسین مظہر تھیں اسی لئے عرب وعجم ہر جگہ ان کی اہمیت وقدر ومنزلت کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔

ان کا ماننا تھا کہ اسلام کی عظمت کے لئے مدارس کے طلباء کو قدیم وجدید تعلیم کو حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ دینی اور عصری علوم حاصل کرنے کے بعد دنیا کے لوگوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی طاقت وہمت آئے گی اور قوم مسلم ایک ترقی یافتہ قوم بن پائے گی۔

اسی طرح حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی حمیت وجرأت مندی آپ کی زندگی کا جوہر تھا اور یہی خصوصیات وہ مسلم قوم وملت میں بیدار کرنا چاہتے تھے۔ مسئلہ فلسطین، مسئلہ قومیت، مسئلہ وندے ماترم، مسلم مطلقہ بل، یکساں سول کوڈ اور مسلم پرسنل لاء پر بے خطر ہوکر حکومت ہند کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنا مطالبہ رکھتے تھے۔

اسی طرح وہ نرم دل، شیریں گفتار، ملنسار، منکسر المزاج، مہمان نواز ہر طرح کی خوبیوں کے وہ حامل تھے ہر ایک بلاتفریق آپ کے در سے عزت وتوقیر وتوجہ ضرور پاتا۔

ہزاروں کی کرتے تھے حاجت روائی
غریبوں فقیروں کے غمخوار تم تھے

الحمدللہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ کے زیر سایہ بچپن میں ممبرا کے دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز سے فضیلت کی سند اور ان کے دستِ مبارک سے دستار بندی کا شرف حاصل ہوا، بعد فراغت اپنے گاؤں کے مدرسہ کی خدمت میں لگا ہوا تھا کہ ۱۹۹۶ء کو حضور مثنیٰ میاں کے زیر سایہ محمد اسلم بھائی لاکھانے نانی دمن گجرات میں دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز نامی ادارہ قائم فرمایا تو مولانا محمود علی خان اشرفی کو حکم دیا کہ فاروق مستانہ کو جلد تار دے کر بلواؤ تا کہ وہ آ کر اسی ادارے کی ذمہ داری کو سنبھالے تار ملتے ہی میں نے حضور مثنیٰ میاں کو فون کیا تو آپ نے حکم دیا کہ دمن مدرسہ میں آ کر ملاقات کرو اور جب آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ آج سے اس ادارے کے پرنسپل اور ناظم اعلیٰ تم ہو اور کبھی اس ادارے کو چھوڑ کر مت جانا اللہ تعالیٰ اسی میں برکت عطا فرمائے گا۔ آج بھی میں اسی حکم کے تابع ذمہ داریوں کو نبھاتے ہوئے آپ کی دعاء کی برکتیں حاصل کر رہا ہوں اور ان شاء اللہ آخرت بھی بہتر ہی ہوگی۔

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

چھٹاباب

دینی مدارس کا قیام اور تعلیمی سرگرمیاں

اشرف المشائخ اور مدارس دینی کا قیام

ازقلم: حضرت علامہ مولانا مفتی محمد کوثر خان صاحب نعیمی
صدرالمدرسین جامعہ عربیہ اظہارالعلوم، جہانگیر گنج، امبیڈ کرنگر یوپی

اللہ رب العزت تبارک وتعالیٰ نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے پہلے ملائکہ کو ایک اعلان سنایا "**انی جاعل فی الارض خلیفة**" میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں فرشتے جو طہارت وتقدس عصمت وعفاف عبادت وریاضت کی صفات سے بدرجہ اتم متصف ہیں اپنی جبلت ہی میں نیک ہیں شر کا ارادہ بھی نہیں کر سکتے جب انہوں نے سنا کہ ہم پر ایسی مخلوق کو فضیلت دی جارہی ہے جس کی فطرت خیر کے ساتھ شر سے بھی آشنا ہے جس کو ظلوم وجہول بھی کہا گیا عجلت بازی کی صفت سے بھی متصف کیا گیا ہے یہ نیکی پہ آئیگا تو عرش الٰہی سے لگ جائے گا اور بدی پہ تلے گا تو خود بدی پناہ مانگے گی اعلان سنتے ہی فرشتوں نے عرضی لگادی۔ اے قادر مطلق **اتجعل فیھا من یفسد منھا یسفک الدماء و نحن نسبح بحمدک و نقدس لک** (ترجمہ ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خون ریزی کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بولتے ہیں فرشتوں کا استدلال تھا کہ خدا خیر محض ہے اس لئے خدا کا خلیفہ بھی خیر محض ہونا چاہئے مگر استدلال مقبول نہ ہوا اور حکمت الٰہی کا فیصلہ یہی رہا کہ آدم زمین پر خدا کا خلیفہ بنے گا۔ فرشتوں کو سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلے میں اپنے علم کے اظہار کا حکم ہو ہی گیا اب یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ زمین کی خلافت کے لئے علم و حکمت اصلی شرط ہے اور خدائے علیم وحکیم نے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کی خلافت کے ساتھ ساتھ علم وحکمت کی خلافت بھی بخش دیا ہے فرشتوں کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ اعتراف کرنا پڑا **سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم** پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے سکھایا بے شک تو علم وحکمت والا ہے تخلیق انسانی کی اس داستان کو توریت نے بھی سنائی ہے اور

دوسرے ادیان کی کتابوں میں بھی، لیکن قرآن کے علم کی بنا پر انسان کو جملہ مخلوقات پر عام فضیلت دیکر جو داستان سنائی ہے کہیں نہیں ملتی وہ صرف اسلام ہی ہے جس نے انسان کو زمین پر خدا کا خلیفہ قرار دیا ہے اسلام ہی نے انسان کو محض علم کی بنا پر جملہ مخلوقات سے نہیں بلکہ فرشتوں سے بھی ممتاز ٹھہرایا۔

اللہ رب العزت کی اسی امانت کو انسان نے اپنی نادانی اور عجلت بازی سے ضائع کر دیا دیکھتے دیکھتے انسان حیوانوں سے ممتاز نہ رہ سکا شکار کرنا غاروں اور بھٹوں میں راتیں بسر کرنا درندوں سے لڑائی کرنا صرف اپنے رزق اور اپنی قوت کے مظاہرے کے لئے انسانیت نوازوں اور کمزوروں کو بے دریغ تہہ تیغ کرنا اس کا محبوب مشغلہ بن گیا بہت سی قومیں علم کا نام لیکر بڑھیں جن میں چین ہندوستان، مصر، بابل، شوریہ اور یونان اور روما، ممتاز تھے مگر ان کے علوم زیادہ تر خرافات اور توہمات اور سحر و جادو کا مجموعہ تھے چین اور ہندوستان بھی سحر طلسم کی فضا میں سانسیں لے رہے تھے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ چین نے اخلاقیات میں اور ہندوستان نے الہیات اور طب میں کچھ قدم آگے بڑھائے تھے روما کا رشتہ علم سے برائے نام رہا اور صرف یونان کا تعلق علم سے رہا رومن قوم کا مزاج علمی نہ تھا یہ مادہ پرست قوم تھی ملک گیری شہنشائی سلب نہب اور قوموں کو غلام بنانا ان کا من بھاتا مشغلہ تھا یونان کی مادیت کے بعد مسیحیت روحانیت کے نام پر آگے بڑھی دنیا اس دھوکے کا شکار ہوگئی رومن شہنشاہ قسطنطین اول نے محض سیاسی مصلحتوں سے ۳۲۳ء میں، میں اپنے عیسائی ہونے کا اعلان کیا اور عیسائیت دنیا کا سرکاری مذہب قرار پا گیا اس واقعہ سے پہلے عیسائیت یورپ میں بہت مظلوم تھی اب دفعتاً اقتدار پا کر خود ظلم و جور کا نمونہ بن گئی اور دوسرے دینوں ہی نہیں بلکہ تمام قدیم علوم فنون کی جڑ بھی اُکھاڑ کر پھینکنے کی اس نے پوری کوشش کی۔

قدیم دنیا اور علم

سوال یہ ہے کہ قدیم دنیا میں علم عام کیوں نہ ہو سکا اس کا سب سے بڑا سبب یہ تھا کہ تحریر و کتابت کو ہر ملک میں ایک خاص گروہ نے اپنے لئے مخصوص کر لیا تھا اور دوسروں پر اس کا دروازہ بند تھا۔ مصر ہیرو گلیفی خط بابل کے میخی خط اور چین کا طلسماتی خط عام نہ تھا تھوڑے سے آدمی جو ایک خاندان یا ایک طبقہ

کے ہوتے تھے اسے جانتے تھے اور برتتے تھے علم سینہ بسینہ چلتا تھا کتابیں لکھی نہیں جاتی تھیں یاد کرلی جاتی تھیں اور یاد کرادی جاتی تھیں کیوں کی علم خاص خاص طبقوں کی میراث تھا اور دوسروں میں اس کی اشاعت ممنوع تھی نتیجہ یہ ہوا کہ جو کچھ علم تھا چند نفوس میں محصور ہوکر رہ گیا تھا اور ایک قسم کا طلسمی راز بن گیا تھا دنیا کی تمام قدیم تہذیبیں دین و مذہب کی بنیادوں پر استوار ہوتی تھی مگر اسلام کے علاوہ کسی دین نے بھی اپنی دعوت کی اساس علم وعقل پر نہیں رکھی تمام دینوں نے اپنی دعوت میں عقل واستدلال سے صرف معجزات سے کام لیا انسان کو مخاطب نہیں کیا عقل سے کام لینے کا بھی حکم نہیں دیا اسی لئے قدیم دنیا میں علم کی اہمیت بھی تسلیم نہ کی گئی اور اہل ادیان ومذاہب اندھی تقلید جمود توہمات وخرافات کی دلدلوں میں دھنستے چلے گئے۔

اسلام اور پہلا اعلان

جب انسانیت کراہ رہی تھی تہذیب وتمدن شرافت وکرامت کی کشتی تقریباً ڈوب چکی تھی رحمٰن ورحیم رؤف وکریم وحدہٗ لاشریک نے اپنے محبوب کی زبان سے فاران کی چوٹی حراء کے غار سے جو اعلان کرایا وہ پہلا اعلان یہ تھا۔

یا ایک سے زیادہ اعلانات ہو سکتے تھے توحید کا اعلان، رسالت کا اعلان، عبادت الٰہی کا اعلان، مکارم اخلاق کا اعلان، انسانی حقوق کا اعلان، مگر اسلام کے اولین اعلان میں اس قسم کی کوئی بات نہ تھی پھر اسلام کا اولین اعلان کیا تھا اسلام کا اولین اعلان محض علم کی برتری اور علم کی ضرورت کا اعلان تھا اور یہ اعلان ہر لحاظ سے حق ودرست تھا اس لئے کہ علم نہ ہوتو نہ دین کا کوئی معاملہ کما حقہ استوار ہوسکتا ہے نہ دنیا کا۔ اسلام نے ظاہر ہوتے ہی نہایت ہی پرزور انداز میں اعلان کردیا کہ علم کو سینہ بہ سینہ کانا پھوسی اور سرگوشیوں میں نہیں اسرار ورموز میں نہیں زبانوں سے زبانوں میں نہیں چھومنتروں میں نہیں ٹونوں ٹوٹکوں میں نہیں بلکہ ڈنکے کی چوٹ پر برملا ہونا چاہیے تا کہ اس کی تحصیل آدمی کے امکان میں ہو۔ سب کے لئے مباح ہو پڑھنا پڑھانا ہر انسان کا مسلم حق ہو امیر کا بھی اور غریب کا بھی، برہمن کا بھی شودر کا بھی اسرائیلی کا بھی غیر اسرائیلی کا بھی، عربی کا بھی، عجمی کا بھی، یورپ کا بھی، ایشیاء کا بھی اسلام کے سب سے پہلے

اعلان کا سب سے پہلا لفظ جو دنیا نے سنا بظاہر کیسی حیرت انگیز بات ہے وہ اقراء تھا اقراء کا مطالبہ اس لئے ہوا کہ تحریر و کتابت کی ضرورت واہمیت دنیا پر روشن ہو جائے اور علم کو سینوں سے نکال کر بطور امانت کتابوں میں دینے کی راہ کھلے۔

"اقراء باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق، اقراء و ربک الاکرم، الذین علم بالقلم، علم الانسان مالم یعلم" ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے تمہیں پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا آدمی کو وہ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

یہ ہے اسلام کا اولین اعلان اور یہ اعلان انسانی تاریخ کا سب سے بڑا واقعہ ہے نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ تمام انسانوں کو اس پر زیادہ سے زیادہ فکر کرنا چاہیے۔

علم سے انسان کی عظمت کا اعلان

اسلام کا یہ اعلان منطقی ترتیب کے لحاظ سے بھی بہت عجیب ہے انسان ایک وجود ہے یعنی موجود نہ تھا پھر موجود ہوا۔ اسی لئے سب سے پہلے نعمت تخلیق کا ذکر کیا گیا لیکن نعمت تخلیق عظیم ہونے پر بھی تنہا انسان کا حصہ نہیں تمام مخلوقات اس نعمت میں انسان کی شریک و سہیم ہیں پھر وہ کون سی نعمت ہے جس سے صرف انسان سرفراز ہوا اور جس میں کسی مخلوق کی شرکت نہیں وہ نعمت بلاشبہ علم ہے۔ علم ہی وہ نعمت عظمٰی ہے جو صرف انسان کو بخشی گئی ہے،

حقیقی علم کون

مگر کون علم خرافات و توہمات نہیں جن پر جہل کی انگلیوں نے علم کی چھاپ لگا دی ہے وہ علم بھی نہیں جس کے مدعی کاہن و ساحر احبار رہبان پروہت و پانڈے عامل اور سیانے رہے ہیں کیوں کہ جس چیز کا نام انہوں نے علم رکھ چھوڑا ہے علم نہیں ہے کچھ رموز و اسرار ہیں غیر مفہوم الفاظ ہیں ٹونے ٹوٹکے ہیں جنتر منتر ہیں نہ سمجھ میں آنے والی بولیاں ہیں نہ سب کو بتائی سکھائی جاتی ہیں ان کی بڑائی اور ان کا اثر بس اسی

میں ہے کہ سینوں میں بند رہیں اور سر گوشیوں میں آگے بڑھیں اسلام نے دنیا میں قدم رکھتے ہی بیا نگ دہل اعلان کر دیا کہ علم وہ ہے جو راز نہیں بنتا قلم و کتابت سے ثبت و مدون ہوتا ہے اور جسے ہر آدمی جب چاہے حاصل کر سکتا ہے اور پوچھ سکتا ہے وہ چیز علم کیوں کر ہوسکتی ہے جو ظاہر ہونے سے، روشنی میں آنے سے، لکھی پڑھی پرکھی جانے سے بچتی بدکتی ڈرتی ہے یقیناً یہ چیز علم نہیں ہوسکتی علم کے نام سے جہل ہوسکتی ہے مکر و دجل ہوسکتی ہے اسلام نے اسی علم کو انسان پر خدا کا سب سے بڑا احسان بتایا ہے، جو تحریر میں آنے سے گریز نہیں کرتا جسے لکھ کر تمام دنیا کے سامنے سورج کی روشنی میں رکھا جاسکتا ہے اور جس کی زبانِ حال چیلنج دیتی رہتی ہے کہ آؤ اور مجھے پرکھو، دیکھو میں کندن ہوں یا ملمع کیا ہوا پیتل قرآن نے یہی نہیں کیا کہ حقیقی علم کو مصنوعی اور فرضی علم سے الگ کر دیا بلکہ نعمت علم کو لغت تخلیق سے کہیں زیادہ برتر و افضل دکھایا ہے دیکھئے تو کیا ارشاد ہوتا ہے **اقراء باسم ربک الذی خلق، خلق الانسان من علق۔**

علم کی نسبت رب کریم کی طرف

نعمت تخلیق عام ہے جس میں انسان اور تمام مخلوقات برابر کے شریک ہیں اس لئے اس نعمت کو محض رب کی طرف منسوب کیا لیکن اس کے بعد کلمہ خطاب کو دہرا کر فرمایا "**اقرا و ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم**" اس مکرر اقراء میں نعمت علم کو رب کی طرف نہیں بلکہ رب اکرم سے اس کو نسبت دی تا کہ معلوم ہو جائے کہ علم کی نعمت وہ نعمت ہے از حد کرم والے پروردگار کا کرم ہے محض رب کا کرم نہیں ہے رب اکرم کا کرم ہے اس لئے سب سے بڑا کرم ہے اور واقعی ظلوم وجہول انسان پر اس سے بڑا اکرم اور کیا ہوسکتا ہے کہ علم معرفت کا سورج اس پر درخشاں ہو گیا جس کے نور کی نہ کوئی حد ہے اور نہ وہ کبھی ختم ہونے والا ہے رب اکرم فرما کر علم کی عظمت واہمیت پوری طرح واضح کر کے یہ بھی صاف کر دیا کہ قلم و تحریر کے ذریعہ انسان کے علم کو جو وسعت و فراوانی بخشی گئی ہے، اس کا اندازہ کرنا کسی کے بس میں نہیں ہے **علم الانسان مالم یعلم۔**

بارگاہ رسالت سے علم کی اشاعت کا حکم

اسی امانت الٰہیہ کی ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے محبوب رب العالین حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا **اطلبوا العلم لوکان بالصین**

علم دین حاصل کرو اگر چہ اس کے لئے ملک چین جانا پڑے) دوسری جگہ فرمایا **اطلبو العلم من المهد الی اللحد** دونوں احادیث کریمہ یہ بات واضح کر رہی ہیں کہ حصول علم میں طول مسافت سفر کی دشواریاں مصروفیات زندگی رکاوٹ نہیں بننی چاہیے عام خطاب میں ارشاد فرماتے ہیں **طلب العلم فریضة علی کل مسلم و مسلمة** اس حدیث نے واضح کر دیا کہ حصول علم صرف مردوں ہی کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ طبقہ نسواں بھی اس میں برابر کی شریک ہے پھر اسی امانت کا بارگراں حج الوداع کے موقع پر جبل رحمت پر کھڑے ہوکر پوری امت کے کاندھوں پر رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا **بلغو اعنی ولو آیة ویبلغ الشاهد الغائبه** اس آفاقی پیغام سے خوب ظاہر ہے کہ آنے والی نسلوں کو علم کی وراثت منتقل کرنا مقصود اصلی ہے ہر دور ہر قرن میں موجود لوگوں کی ذمہ داری ہے۔

اشرف المشائخ اور احساس ذمہ داری

اسی ذمہ داری کا احساس ایک بیدار مغز حساس ذہین وفکر والے، دین کو اپنے دادا اور نانا کی میراث سمجھنے والے الحاد و بے دینی سے نفرت کرنے والے دل و دماغ رکھنے والے علم دین کو ہر شہر و قریہ میں پھیلانے کا جذبہ رکھنے والے سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اضافت تشریفی رکھنے والے اولاد نورالعین میں جیالے اشرف المشائخ پیر طریقت حضرت سید شاہ انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں نوراللہ مرقدہ نے فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے بھارت میں ایک آفاقی پیغام مدارس اسلامیہ کی صورت میں منصۂ شہود پر آگیا آؤ پہلے اسی برگزیدہ شخصیت کی نام ونسب ومسکن کو ملاحظہ فرمائیں۔

حالات زندگی

اسم گرامی: سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں، نسب شریف، حسنی، حسینی، نجیب الطرفین سید

تعلیم: ایم، اے، ڈی بی، ایل ایل ڈی، آئی ایم آرٹی، عالم فاضل، الہ آباد بورڈ

سجادگی: سجادہ نشین درگاہ سید سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ، کچھوچھہ شریف

اس سلسلہ میں اسی خانوادہ کے ایک معروف شہزادے حضرت علامہ سید شاہ محمد عارف اشرف صاحب مدظلہ العالی اپنی کتاب ''گلزار اشرفیت'' کے صفحہ ۲۵ رمیں رقمطراز ہیں (اصل عبارت سے قطع نظر مفہوم درج ذیل ہے) اسی نسل یعنی حضرت سید شاہ حسین اشرف سے ایک عالم باعمل بزرگ سید شاہ نعمت اشرف رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ مقدسہ ہوئے جن کے اوصاف حمیدہ اور اعلیٰ کردار سے دنیا روشناس ہے ان کے تین اولادیں متولد ہوئیں۔

(۱) سید شاہ یحییٰ اشرف علیہ الرحمہ، (۲) سید شاہ زکریا اشرف، (۳) سید شاہ مقصود اشرف علیہ الرحمہ، حضرت سید شاہ نعمت اشرف صاحب علیہ الرحمہ نے ۲۵ / ۲۶ / ۲۷ / ۲۸ محرم کی سجادگی تینوں شہزادوں میں تقسیم فرمایا ۲۵ محرم الحرام کی سجادگی وقار تمکنت سے اپنے آخری وقت تک ادا فرماتے رہے۔

جس کو امسال شہزادہ ان کے خلیفہ اور شہزادہ حضرت معین ملت مولانا سید معین الدین اشرف صاحب مدظلہ العالی جونہایت ہی منکسر المز اج ہیں باپ کے سچے جانشین مدبر ہوشمند اور لائق فائق صاحبزادہ والاتبار ہیں انہوں نے اپنے والد ماجد کی جگہ رسم سجادگی کو انجام دیا اور بحسن وخوبی انجام دیا۔

علماء متعلقین کے ساتھ ان کی شایان شان ہر شخص سے اس کی قدر منزلت کے مطابق خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آتے ہیں رب قدیر انہیں اپنے والد کے سچی جانشینی کی قوت بخشے اور اس میں دوام بخشے امن و امان، کے ساتھ روحانی توانائی عطا فرمائے آسیب روزگار حسد، دشمنوں کی دشمنی سے محفوظ و مامون رکھے۔

آمین آمین یارب العالمین سید المرسلین بجاہ حبیبہ الکریم علیہ و الهیه افضل الصلوہ و التسیلم۔

کچھوچھہ مقدسہ

اس سلسلہ میں ایک صاحب فرماتے ہیں کہ کچھوچھہ مقدسہ ضلع فیض آباد میں ایک ایسا پرفیض مقام

ہے جو صدیوں سے مرجع انام ہے روزانہ یہاں پر وارد وصادر کا ہجوم رہتا ہے اور اہل حاجات اپنے اپنے مقاصد کے لئے یہاں حاضر ہوتے ہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ بامراد واپس جاتے ہیں یہاں سلطان العرفاء مرجع الاولیاء غوث العالم محبوب یزدانی تارک السلطنت مخدوم سلطان اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ تعالی عنہ کا مزار مبارک ہے قدیم زمانے سے خلق اللہ اس آستانے کی حاضری کے لئے اقطار بعیدہ سے سفر کرتے حاضر ہوتی اور فیض پاتی رہتی ہے۔

سلاطین اسلام اپنے اپنے دور میں اس آستانیہ عالیہ کی حاضری سے سعادت اندوز ہوتے رہتے ہیں مسحور آسیب زدہ اور جنہیں جنات کا خلش ہو اور دوسرے اقسام کے مریض اس آستانے پر حاضر ہوتے ہیں اور صحت پاتے ہیں مزار مبارک کے اردگرد ایک تالاب ہے جس نے مزار شریف کا احاطہ کئے ہوئے ہے اس کو نیر شریف کہتے ہیں یہ تالاب حضرت مخدوم العالم کے زمانے میں صوفیائے باصفا نے اس طرح تیار کیا ہے کہ پھاوڑہ کی ہر ضرب نفی اور اثبات کی ضربوں سے ہوتی تھی اس کا پانی نہایت ہی تبرک سمجھا جاتا ہے مریض اس کو پیتے ہیں اس سے غسل کرتے ہیں دوسرے مقامات کے لئے لیجاتے ہیں بکثرت مریض کو اس سے شفا ہوتی ہے، سحر و جنات کے لئے تو یہ آستانہ عدالت عالیہ ہے روزانہ عدالت ہوتی ہے اور صدہا آسیب زدہ آستانہ کے سامنے صفیں باندھے موجود ہوتے ہیں ان کے آسیب و جنات حاضر ہوتے ہیں اور توبہ کر کے آسیب زدہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور جو اجنہ شریر ہوتے ہیں وہ سزایاب ہوتے ہیں عجیب وغریب وقائع رونما ہوتے ہیں اس آستانہ کا چراغ آسیب وسحر کے لئے تمام ممالک میں جاتا ہے۔

حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار میں حضرت سید مخدوم اشرف قدس سرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کچھو چھہ شریف نہایت بافیض مقام ہے اور مزار مبارک حوض کے درمیان واقع ہے اور سید محترم قدس سرہ کا نام مبارک اس دیار میں دفع جن کے لئے نہایت مؤثر ہے۔ حضرت کا لقب محبوب یزدانی ہے اس سلسلۂ اولیاء میں آپ تیسرے محبوب ہیں پہلے حضور پُرنور غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، دوسرے حضرت سلطان اولیائے نظام الملت والدین محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تیسرے حضرت مخدوم العالم سلطان سید اوحد الدین سید اشرف جہانگیر سمنانی

محبوب یزدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ سے سلسلہ قادریہ ونظامیہ بکثرت جاری ہوااوراکثر اولیاءاورافا ضل علماءومشائخ کبار نے آپ سے نسبت حلقہ بگوشی رکھتے ہیں۔

آپ کے بعد آپ کے جانشین آپ کے خواہرزادے سرتاج اولیا روزگار وفخر وعرفان آل رسول مکرم اولادغوث اعظم حضرت سیدی مولانا سید شاہ عبدالرزاق نورالعین قدس سرہ ہوئے اور سلسلہ اشرفیہ آپ سے بکثرت شائع ہوا خلق کثیر آپ کی نسبت شریف سے فیضیاب ہوئی آپ کے بعد آپ کی اولاد امجاد میں مشائخ وعرفا ہوتے رہے اور سجادہ نشینی سلسلہ بسلسلہ جاری رہی۔

حضرت مخدوم سمنانی علیہ الرحمہ اور کچھو چھہ کا تعارف

تارک السلطنت غوث العالم محبوب یزدانی سید اشرف جہانگیر سمنانی قدسرہ العزیز کی شخصیت محتاج تعارف نہیں ہے جن کا روضہ منورہ اتر پردیش کے ضلع فیض آباد کے مشرقی کنارے روح آباد، رسول پور، درگاہ کچھو چھہ شریف میں واقع ہے جنہیں مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے حضرت سید مخدوم اشرف کی شخصیت کا اس طرح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ حضرت غوث پاک سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ دنیائے ولایت کے خلیفہ اور حضرت مخدوم پاک ان کی مملکت کے وزیراعظم ہیں آپ کی علمی شخصیت آپ کی تصانیف بادشاہوں کے فرامین سیر سیاحت کے درمیاں علمی مناظرے اور بہت سی کرامات کے ذریعہ اظہر من الشمس ہے۔ حضرت مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ ساری دنیا میں گمراہی وتاریکی میں لپٹی ہوئی بساط حیات کو روشن اور تابناک بنادیا اور اسلام کی دولت سے مالا مال کردیا انہوں نے اپنے کردار اعلیٰ سے ایسا نمونہ پیش کیا جو سید الکونین فخر دارین جگر گوشہ آمنہ، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت واتباع کا مدرسہ بن گیا۔ حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی رحمہ اللہ علیہ بلاتفریق مذہب وملت ہر ایک کے دکھ درد کا مداوا کرتے غالباً یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آستانہ مقدس پر دکھ ودرد سے پریشان حال، سحر، آسیب کے ستائے ہوئے لوگ آستانہ مقدسہ سے فیضیاب ہوتے ہیں جن کی تعداد روزافزوں ہے۔

اشرف المشائخ اوراشاعت علوم کا جذبہ

جب تنگ نظر فسطائی طاقتوں نے ہندوستان میں مدارس اسلامیہ پر اپنی ناپاک نگاہیں وگندے عزائم کو ظاہر کرنا شروع کیا اور مدارس اسلامیہ کو بند کرنے کے در پے ہونے لگےتو ہم آپ کی زبان مبارکہ سے یہی الفاظ سنا کرتے تھے کہ ہر بلڈنگ اور ہر چال میں ایک مکتب اور ہر محلہ میں ایک بڑا دارالعلوم قائم ہوتا کہ ہم اپنے نونہالان کو اسلام کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ روشناس کرائیں۔آپ اسی عمل پیہم کیساتھ جہاں جگہ دستیاب ہوئی دارالعلوم کا قیام فرماتے چلے گئے۔

آپ کے جتنے ادارے ہیں تمام کے تمام بزرگان دین کے نام سے منسوب ہیں مثلا

(۱)جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سوناپور،ممبئی

(۲)دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز ممبرا،تھانہ

(۳)مدرسہ کنیزان فاطمہ امرت نگر،ممبرا،تھانہ

(۴)دارالعلوم قادریہ اشرفیہ نانی دمن،گجرات

(۵)جامعہ اشرفیہ اہل سنت مظہر العلوم دھانے پور،گونڈہ،یوپی

(۶)مدرسہ اشرفیہ قادریہ بسکھاری ضلع امبیڈکرنگر،یوپی

(۷)دارالعلوم مخدوم سمنانی گوکھپور

(۸)مدرسہ معینیہ اشرفیہ کوسہ،ممبرا،تھانہ

(۹)حضرت سید مخدوم اشرف سمنانی اکیڈمی اس کے علاوہ ملک کے اکثر مدارس ومکاتب بھی آپ کی سرپرستی وصدارت میں چلتے تھے۔

آج سستی شہرت حاصل کرنے والوں نے بزرگی کا میعار تسبیح کے دانوں میں اور جبہ وکلاہ تک محدود رکھا ہے۔حالانکہ خالصاً لوجہ اللہ نفلی عبادت کرنے والے عابد شب زندہ داروں میں روزہ داروں دن کی عبادات علم پڑھنے پڑھانے والوں کی ایک ساعت کی برابری نہیں کرسکتی۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا اسے سرخرو کرے جس نے ہم سے کوئی بات سنی، یادرکھی اور دوسروں کو پہنچادی کتنے ہی حامل علم ہیں جو عالم نہیں ہوتے۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھو جو حاضر ہیں غیر حاضروں کو یہ سب پہنچا دیں کیا عجب جنھیں پہنچاؤ گے وہ زیادہ سمجھنے والے ہوں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی رحمت ہواس پر جوایک فرض دوفرض سیکھتا ہے عمل کرتا ہے اور ایسے لوگوں کو سکھاتا ہے جو اس پر عمل کریں۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''مسلمان اپنے بھائی مسلمان کو یہ سب سے بہتر فائدہ پہنچا سکتا ہے جو اچھی بات سنے اور اسے بھی سنائے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے کہ میری سنت میں اس سے زیادہ افضل کوئی عبادت نہیں کہ علم کی اشاعت کروں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا خدا تیرے ذریعہ ایک آدمی کو بھی ہدایت بخش دے تو یہ تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی علم حاصل کرتا ہے اور اس کا چرچا نہیں کرتا اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو خزانے کا مالک ہے مگر خرچ نہیں کرتا'' حدیث شریف کے الفاظ **تدارس العلم ساعة خيرامن الليل احيائها** تھوڑی دیر علم پڑھنا پوری رات کی عبادت سے بہتر ہے اب ان احادیث کو سامنے رکھ کر اشرف المشائخ کے مدارس کو کھولنے کا

ثواب سامنے رکھیں۔

سیکڑوں علماء ہزاروں طلبہ کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب انہیں کتنا وافر مل رہا ہے میرے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں **الدال الخیر کفا علیہ** بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا اس کے کرنے کی طرح ہے۔

اس سے اشارہ ملا کہ سیکڑوں علماء و ہزاروں طلبہ کے اعمال خیر کا ثواب اس کے اسباب اکھٹا کرانے والے انتظام وانصرام کرنے والے ہر طرح مدارس و مساجد کی بقاء کے لئے جد جہد کرنے والوں کو اکھٹا ملے گا۔ **ذالک فضل اللّٰہ یو تیه من یشاء**

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

اشرف المشائخ اور حسن اخلاق

علمی خدمات وملی ودینی مجاہدات کے ساتھ ساتھ ذاتی وجاہت واخلاق حسنہ بھی ملاحظہ ہوں۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ احیاء العلوم شریف میں اخلاق حسنہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں جاننا چاہئے کہ حسن اخلاق سید المرسلین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات ہیں اور صدیقین کا افضل ترین عمل ہے یہ حقیقت میں نصف دین ہے متقین کے مجاہدے اور عابدین کی ریاضت کا ثمرہ ہے برے اخلاق سم قاتل ہے۔ ان کے دامن میں ذلت وخواری اور رسوائی ہے یہ اللہ تعالی سے دور کرتے ہیں اور شیطان سے قریب کرتے ہیں یہ اس آگ کے دروازے ہیں اخلاق حسنہ جنت کے کھلے دریچے اور تقریب الٰہی کے وسائل ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خوش خلقی یہ ہے کہ خندہ رو رہے، مال خرچ کرے اور لوگوں کی اذیت کو برداشت کرے واسطی فرماتے ہیں کہ خوش خلقی یہ ہے کہ نہ وہ کسی سے جھگڑا کرے اور نہ کوئی دوسرا اس سے جھگڑا کرے۔ شاہ کرمانی کے نزدیک خوش خلقی کرے اور ایذا رسانی سے باز رہے اور دوسروں کی ایذا پر صبر کرنے کا نام ہے، ایک بزرگ کے بقول خوش خلقی یہ

ہے کہ آدمی لوگوں کے قریب بھی ہواوران میں اجنبی بھی ہو واسطی نے ایک مرتبہ یہ بھی فرمایا تنگی اور کشادگی میں مخلوق کوراضی رکھنے کا نام خوش اخلاقی ہے ابوعثمان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے خوش رہنا خوش خلقی ہے۔سہل تشتری سے خوش ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی تحمل سے کام لے کسی سے اپنے لئے انتقام نہ لے،ظالم پر رحم وشفقت کرے اس کے لئے مغفرت اور ہدایت کی دعا کرے ایک مرتبہ انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا رزق کے سلسلے میں خدائے تعالیٰ سے بدگمان نہ ہواس پر اعتماد کرے اس کا وعدہ پورا نہ ہونے پر خاموش رہے اس کے حکم اوراس کی مخلوق کے حقوق میں کوتاہی نہ کرے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ حسن خلق تین خصلتوں سے عبارت ہے،محرمات سے اجتناب،حلال کی طلب،اہل وعیال پر توسع۔ابو سعید الحرز کہتے ہیں خوش خلقی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے سوا تیرا کوئی مقصد نہ ہو ان خصائل حمیدہ کے مجموعہ کا نام اشرف المشائخ ہے۔

پہلی ملاقات۔ایک تاثر

جب آپ پہلی مرتبہ حرمین طیبین کی زیارت کوتشریف لے جارہے تھے اشرف العلماء حضرت علامہ سید حامد اشرف میاں صاحب نوراللہ مرقدہ کی خانقاہ،مسجداورآخری آرام گاہ کی عمارت کی بنیاد آپ ہی کے دست پاک سے رکھی گئی تھی اس موقع پر میں بھی حاضر تھا پہلی ملاقات تھی اس سے پہلا جملہ جو میرے کانوں نے سنا تھا، **اللھم ارزقنا زیارۃ حرمک و حرم حبیبک صلی اللہ علیہ و سلم** اتنے الحاح سے یہ جملہ نکلا تھا آج تک میں نے اپنی دعاؤں میں شامل کررکھا ہے،اتنا سعید وقت تھا ایسا مقبول ومحبوب وقت تھا کہ باب اجابت سے ٹکرائی کہ اس کے بعد بار بار حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔اور پھر آخری آرام گاہ کے لئے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پائتیں جگہ نصیب ہوئی۔

پہلی ملاقات کے بعد پھر ملاقات کا دروازہ کھلا مگر مجھ سے بار بار یہی فرماتے کہ مولانا آپ سے طبیعت اس لئے خوش ہے کہ آپ اچھا مدرسہ چلاتے ہیں۔بسکھاری میں مدرسہ کھلا تو اس کی منتظمین میں

مجھے رکھنے کا حکم دیا گیا مگر میری مصروفیات ومجبوریاں تھیں اس میں شامل نہ ہوسکا۔

جب تک ملاقات رہتی اکثر اوقات مدارس کا ہی تذکرہ فرماتے اپنے مدرسہ کھولنے عمارت بنانے اور دوسری جگہوں پر مدرسہ کھلوانے کے واقعات سناتے۔

مدرسہ قادریہ کی عمارت ممبئی جیسے عظیم شہر میں بلا نقشہ بنوانا ایسے ہی عظیم شخصیت کا کام ہوسکتا ہے ایک مہینے کے اندر لاکھوں روپئے کی لاگت سے چند اشخاص سے کلی رقم دلوا کر ایک مہینہ سے کم مدت میں بنوانا ایک کرامت ہی ہے۔اس کی پوری تفصیل مجھ سے خود بیان فرمایا۔

شفقت وذرہ نوازی

اس دور میں دیکھا جاتا ہے جس کو دینی یا دنیاوی بڑائی حاصل ہے وہ انہیں لوگوں سے ملنا جلنا پسند کرتا ہے جو یا تو خود بڑے ہیں یا ان سے کچھ ذاتی فائدہ ہے۔

مگر حضرت کا انداز اس سے بالکل جداگانہ تھا اپنے آقا کی سنت پر چلتے ہوئے ہر چھوٹے بڑے سے خندہ پیشانی کے ساتھ محبت وشفقت سے ملتے بلکہ سیاسی بڑائی والے یا زیادہ مال والے غیر دیندار سے کچھ اپنے وقار اور تمکنت کا خیال رکھ کر ہی ملتے مجھ کم علم بے مایہ انسان کو ایسا نوازتے کہ میں شرمندہ ہوجاتا کئی بار دستار بندی فرمائی کئی بار مزار اقدس کی چادر مبارک عطا کی ممبئی آنے کے لئے بار بار فرماتے۔

رجب المرجب ۱۴۲۳ھ میں اجمیر شریف سے واپسی پر میں ممبئی گیا طبیعت خراب ہوئی بغیر ملے واپس آ گیا تو محرم الحرام ۱۴۲۴ھ میں جو آپ کی خرقہ پوشی کا آخری سال ثابت ہوا عرس کے موقع پر تمامی مصروفیات کے باوجود ممبئی میں نہ ملنے کی شکایت فرمایا ہماری جامع مسجد قادریہ جو زیر تعمیر ہے اس کے لئے ممبئی حاضری کا حکم دیا مگر تقدیر کے آگے تدبیر فیل ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سے محبت

حضرت پیر طریقت سید شاہ اسرار اشرف صاحب علیہ الرحمہ والرضوان والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ محمد عارف اشرف صاحب الاشرفی الجیلانی مدظلہ العالی کا فاتحہ چہلم تھا وہ اشرف المشائخ کے خانوادہ

کے اہم شخص تھے ممبئی سے خاص کر اسی پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے خادم بھی حاضر ہوا صحن آستانہ عالیہ پر جلسہ ہورہا تھا ایک صاحب نے اپنی تقریر میں اپنی کم علمی سے یہ کہہ دیا کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں ''قرآن اور اہل بیت'' انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو اسکے بعد انہوں نے یہ بھی کہا کہ ''اے رضویوں کیا تم قبر میں احمد رضا کو لیکر جاؤ گے دوسری جہالت یہ کہ غیر سید پیر نہیں ہوسکتا۔'' ان کی تقریر کے بعد میری باری تھی مجھ سے جتنا ہوسکا ان کی کم علمی کو ظاہر کیا تقریر کے بعد صاحبزادہ عالی جاہ معین الملت حضرت مولانا سید شاہ معین الدین اشرف صاحب الاشرفی الجیلانی نے انتہائی اخلاص سے کہا تھا کہ آج آپ نے لاج رکھ لی ورنہ کل ممبئی میں یہی ہوتا کہ اشرف المشائخ کے سامنے اعلیٰ حضرت کی شان میں ایسا ایسا کہا گیا حضرت اتنا خوش ہوئے کہ میری دستار بندی کی نیز میرے ساتھ چار پانچ طلبہ تھے ان کی بھی دستار بندی کی خوب خوب سراہا دو اور مواقع پر خوش ہوکر دستار بندی کرائی یہ اعلیٰ حضرت سے محبت اور لگاؤ کی زندہ مثال ہے۔

سفر آخرت کی سعید منزل

میں نے ان کا پہلا جملہ یہی تو سنا تھا **اللھم ارزقنا زیارۃ حرمک و حرم حبیبک صلی اللہ علیہ وسلم** ایسی مقبول دعاء تھی کہ میرے آقا ارشاد فرماتے ہیں **من شاء ان یموت فی المدینۃ فلیمت فی المدینۃ** جو مدینہ میں مرنا چاہے چاہئے کہ وہ مدینہ میں مرے کیا مرنا جینا اپنے بس میں ہے ہرگز نہیں۔ جب مرنا جینا اپنے بس میں نہیں تو ارشاد گرامی کا کیا مطلب صاف ظاہر اپنی چاہت بنائے رکھے دل لگائے رکھے اسباب پیدا ہونگے توفیق ملے گی دل کی چاہت رنگ لائے گی اور وہ نصیب ہوا جو نصیب والے ہی پاتے ہیں۔

مدفن جنت البقیع شریف

مدینہ طیبہ میں روضہ اطہر و مسجد نبوی شریف کے بعد سب سے اہم مقام حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑے فاصلہ پر ہے اس میں اکثر ازواج مطہرات، بنات طاہرات، اہل بیت نبوت جلیل القدر

صحابۂ کرام تابعین تبع تابعین بے شمار ائمہء عظام اولیائے کرام محو استراحت ہیں۔ اہل بقیع میں سب سے افضل حضرت ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مرقد ہے ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو چھوڑ کر باقی تمام ازواج مطہرات اسی جنت البقیع میں مدفون ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دائی حلیمہ سعدیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم اور حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر صاحبزادیاں۔ حضرت سیدنا عباس، حضرت سیدنا امام حسین، سیدنا علی بن حسین، امام زین العابدین اور امام محمد باقر حضور کے رضاعی بھائی حضرت عثمان بن مظعون حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ حضرت علی کی والدہ فاطمہ بنت اسد، عبدالرحمان بن عوف، فاتح عراق سعد بن وقاص، عقیل بن ابی طالب، عبداللہ بن مسعود اور صاحب مذہب امام مالک رضی اللہ عنہم اجمعین اسی جنت البقیع میں آرام فرما ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ صبح کی نماز کے بعد وہاں تشریف لے جایا کرتے تھے اور انکے لئے دعا فرمایا کرتے تھے ایک روایت ہے کہ یہاں سے قیامت کے دن ستر ہزار آدمی اٹھیں گے جن کے چہرے چودہویں کے چاند کی طرح چمک رہے ہوں گے اور وہ بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل ہوں گے۔

اللھم ارزقنا دفنا بالبقیع اشھد ان لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک اللھم انی مقر بجنیاتی و معصیتی فاغفرلی وامنن علی باالذی مننت علی اولیائک فانک المنان الغفور الرحیم ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار۔ اللھم اغفر لاھل البقیع الغرقد اللھم اغفرلنا ولھم، ربنا اغفرلنا ولوالدینا ولاستادینا ولا اخواننا ولا ولا ولادنا ولا لاحفادنا و لاصحابنا و لا حبابنا ولمن لہ حق علینا ولمن اوصانا و للمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات اللھم ارزقنا یا ارحم الراحمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و الہ و صحبہ ابنہ وحزبہ اجمعین آمین، والحمدللہ رب العالمین۔

حضور مثنیٰ میاں قوم کے بے باک قائداور ترجمان تھے

ازقلم: حضرت علامہ مولانا مفتی بدر عالم، الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

قائد قوم وملت انوارالمشائخ حضرت سید انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ کے متعلق اپنے مقتدر مشائخ کرام اور موقر علمائے ذوی الاحترام سے سنا کرتا تھا آپ کے رشحات قلم کے ذریعہ بھی آپ کی گراں قدر شخصیت کا مطالعہ کرتا رہا مگر آپ کی رُخ زیبا کی زیارت کا شرف اس وقت حاصل ہوا جب کہ آپ نے دانش کدہ علم فن خم خانہ ادب ومعرفت چمنستان عزیزی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں قدم رنجہ فرمایا اور استاذ العلما جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے مزار اقدس پر عقیدت ومحبت کے چادر نچھاور کئے اور خاک ودر کا بوسہ دیا اور کچھ اساتذہ اشرفیہ کی تاج پوشی اسی بارگاہ میں فرمائی عزیز المساجد میں اساتذہ اور طلبہ اشرفیہ کے سامنے گراں قدر خطاب فرمایا اپنے وسیع تاثرات پیش فرمائے اور قوم ملت کی ضرورت پر خاص روشنی ڈالی دوسری بار عرس مخدوم ثانی کے موقع پر کچھوچھہ مقدسہ میں آپ کی ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ قوم کے محسن اور ہمدرد غریب بیواؤں اور بے کسوں کے مونس وغمخوار بلند اخلاق شریں سخن فیاض طبع ملت کے عظیم قائد بیباک ترجمان وشیخ طریقت تھے آپ قوم ملت کے پیچیدہ مسائل پر متانت وسنجیدگی کے اسلوب میں اپنے افکار وخیالات کا اظہار فرماتے تھے آپ جہاں صاحب علم وفن تھے دینی تعلیم اسلامی دانش کدوں اور علماء دین سے قلبی محبت فرماتے اور ان کا اکرام احترام بھی فرماتے اور اخلاق کریمانہ سے اپنا اسیر بنا لیتے آپ نے قوم وملت کی ضرورتوں کا احساس فرما کر اسلامی علوم فنون کا شہر بسائے آپ کے قائم کردہ مدارس کی ایک طویل فہرست ہے جہاں **قال اللّٰہ تعالیٰ و قال الرسول** کے درس دیئے جا رہے ہیں آپ کا مطمح نظر یہ تھا کہ مدارس جس قدر عام ہونگے ان کے منافع بھی عام ہونگے اسلامی تعلیم کی روشنی پھیلے گی ظلم وجہالت کا خاتمہ ہوگا آج اگرچہ بہت سے دینی ادارے قائم ہو چکے ہیں اور دینی خدمات انجام دے رہے ہیں مگر پھر بھی مدارس کے قیام

کی ضرورت ہے آج بھی کتنی ایسی جگہیں ہیں جہاں دینی شعور بیدار کرنے اور بدمذہبیت کا قلعہ قمع کرنے کے لئے علم دانش کدوں کی ضرورت ہے ہم ان مقامات کا ذکر مناسب سمجھتے ہیں۔ ارباب علم ودانش اصحاب فکر ونظر اچھی طرح جانتے ہیں ہمارے کچھ بزرگوں نے ایسی جگہوں پر علم کی شمع فروزاں کی اور ادب وانجمن قائم فرمائی۔

حضرت انوارالمشائخ کی گراں قدر شخصیت بھی ہے آپ نباض قوم وملت تھے ملی ضرورتوں کا احساس فرماتے ہمیں اس بات کا قلق ہے کہ جہاں ایک یا دو ادارے کافی ہیں وہاں مدارس کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے اور جہاں قوم پیاسی ہے وہاں تشنہ لبی دور کرنے والا نظر آتا نہیں۔ اس پر سنجیدگی سے غور وفکر کی ضرورت ہے حضرت انوارالمشائخ کی ذات اس سلسلہ میں قابل تقلید ہے اور لائق اعتناء ہے آپ نے ہمیشہ جنگل میں منگل بنانے کی کوشش کی اور سنگلاخ وادیوں کو شہرستان علم بنایا جہالت زدہ قوم کے اذہان کو صیقل فرمایا۔

آپ دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کی تحصیل لازم جانتے تھے تاکہ مدارس سے فارغ ہونے والے علماء ہر میدان فکر وعمل میں قوم کی قیادت ورہنمائی کر سکیں اور باطل کے چہرے سے تلبیس کی چادر ہٹا کر نت نئے شکوہ کا دندان شکن جواب دے سکیں اس زمانہ میں باطل کشی اور کفر سوزی کے لئے عصری تعلیم کی شدید ضرورت ہے دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی ہمارے اسلاف کرام کی امانت ہے جس کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے باطل نے جس عصری علوم وفنون کی آراء میں ملت بیضاء کے روشن چہرے کی مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی ہمارے اسلاف نے انہیں عصری علوم وفنون کی روشنی میں باطل کی نقاب کشائی فرمائی اور کفر کو اس کے گھر تک پہنچا دیا آج کمپیوٹر اور انٹرنیٹ وغیرہ جدید ایجاد کے ذریعہ باطل عالم اسلام پر شبخون مار رہا ہے کفر وبدعت کو عام کر رہا ہے سادہ لوح مسلمانوں کو گم گشتہ راہ کر رہا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ باطل اسلامیان عالم کو اپنے دام تزویر میں لانے کے لئے برسرپیکار ہے جدید علوم وفنون اور عصری ایجاد کا ناجائز استعمال ہو رہا ہے اگر ہماری قوم کے بیدار نفر حساس و دردمند دل افراد نے اس طرف توجہ نہ فرمائی تو قوم کو شدید خطرات سے دوچار ہونا پڑے گا۔ حضرت انوار المشائخ انہیں

خطرات ونقصانات کے پیش نظرعصری علوم وفنون میں طالبان علوم نبوت کی دسترس ومہارت لازم جانتے تھے آپ نے بہت سے مدارس کواس طرف توجہ دلائی اوراس کے اسباب وحالات وآلات بھی فراہم فرماتے آپ اگر چاہتے تواپنے لئےعیش ونعم کاشیش محل تعمیر کرتے اورسامان عیش کی فراہمی کرتے مدارس قائم نہ کرتے اوران اسباب وآلات کی فراہمی نہیں کرتے مگرآپ اپنے اندردردمنداورحساس دل رکھتے تھے باطل سےنبردآزماہونے کے لئے مدارس کا قیام اوران میں جدیدعلوم اوراسلامی تعلیمات کارنگ و آہنگ دیکھنا چاہتے تھے۔

حضرت انوار المشائخ اگر چاہتے تو خالص دنیاوی علوم وفنون کے ادارے قائم کرکے یا دینی مدارس کواپنی زرخیزکھیتی بنالیتے مگرآپ نے ایسا ہرگز نہ فرمایااس لئے کہ اس پرآشوب دوراورمہیب ماحول میں اسلامی دانش کدوں سے اگر پہلوتہی کی گئ تو قوم کا روشن مستقبل کہیں تاریک نہ ہوجائے آج دنیاوی علوم وفنون کے بہت سارےادارے قائم ہیں حکومت کی پوری توجہ ان کی طرف مبذول ہےان پرخاصہ سرمایہ صرف ہورہا ہے دنیاوی علوم وفنون کا نصاب مرتب کرنے والے افرادمقرر ہیں جو بامعاوضہ تشکیل نصاب میں سرگرداں رہتے ہیں غرض کہ دنیاوی علوم وفنون کے لئےحکومت کا ہرممکن تعاون درکار ہےمگرخالص مذہبی تعلیم کے لئےحکومت کا تعاون اظہرمن الشّمس ہےاب اگراس پرفتن دورمیں اسلامی تعلیمات پرخالص دنیاوی علوم وفنون کوترجیح دی گئ تواسلامی تعلیمات کا نام ونشان مٹ کررہ جائے گااوراسلامی تعلیمات کی جگہ دنیاوی علوم وفنون واضح ہوجائیں گے۔

آپ نے دینی اداروں کا قیام فرماکرعالم اسلام خصوصاً خانقاہوں کودینی تعلیم کی طرف متوجہ فرمایا اوریہ واشگاف فرمایا کہ یہی مقصدحیات ہے مجھے اس بات کا بےحدافسوس ہے کہ ہماری خانقاہیں جو روحانیت کا مرکز،تزکیہ نفس کا گہوارہ اورشراب معرفت کاخم خانہ تھیں آج وہاں اسلامی علوم فنون کی جگہ دنیاوی علوم وفنون کوترجیح دی جارہی ہےجس کےنتائج سامنے ہیں اسلامی تعلیمات سے عاری طبقہ قوم و ملت کی قیادت وراہ نمائی کا فریضہ کیسےانجام دےگااورمشکوٰۃ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کےعلمی میراث کی

فیض رسانی کیسے کرے گا اس لئے اس علمی میراث کی فیض رسانی کے لئے اسلامی علوم وفنون کے دیپ دل میں جلانے کی ضرورت ہے آج اگر ہماری خانقاہیں دینی علوم وفنون کا سرچشمہ بن جائیں اور دنیاوی علوم وفنون میں بہار کے ساتھ دینی علوم وفنون میں بھی دستگاہ نام رکھیں تو سارا اختلاف خود بخود ختم ہو جائے گا اور اتحاد واتفاق اور اخوت ومساوات کا دور دورہ ہو جائے حضرت انوار المشائخ نے اپنے آپ کو اختلافات سے دور رکھا اور ہمیشہ حق کی تائید وحمایت فرمائی اور طعن تشنیع کی قطعاً پرواہ نہ کی اور اس اختلاف کی خلیج کو پاٹنے اور محبت کی سوغات باٹنے کے لئے از ہر علم وفن الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی اور دیگر دینی اداروں میں طبع رنج فرمایا اور وہاں کے علمائے کرام اور اساتذہ عظام سے تعاون کی اپیل فرمائی اور برملا حقیقت کا اعتراف فرمایا آپ ایک عرصہ تک ممبئ عظمیٰ میں جلوہ ساماں ہوئے رضا اکیڈمی کے پروگراموں کی صدارت فرمائی جس کا مشن ہی مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے علمی کارناموں کو عام کرنا اور سواد اعظم اہل سنت کی صحیح رہنمائی کرنا اور باطل کے نشیمن کو تار تار کرنا ہے۔

بلا شبہ رضا اکیڈمی کے پروگراموں کی صدارت اور اس کی تائید وحمایت مجدد اعظم سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی اور آپ کے علمی کارناموں سے محبت کی روشن دلیل ہے امام احمد رضا محدث بریلوی پچاس سے زائد علوم وفنون پر دسترس اور حیرت وانگیز مہارت تمام اہل باطل کے لئے صبح قیامت تک عظیم چیلنج ہے جس کا جواب نہ ان سے بن پڑا ہے اور میرا اذغان واعتقاد ہے کہ کبھی بن پڑے گا۔ "**کلمة الله هی العلیاء**" اللہ کا کلمہ ہی بلند ہے دنیاوی علوم فنون کے ماہرین نے امام احمد رضا قدس سرہ کی کامل مہارت اور روشن علمی تحقیقات کے احسانات کے زیر بار ہیں کہ آپ نے ان علام وفنون میں بھی رہنمائی فرمائی ماہرین علوم فنون تحقیق وریسرچ کر رہے ہیں مگر امام احمد رضا قدس سرہ نے ان کی اپنی فراست ایمانی کے ذریعہ جوگراں قدر تحقیقات فرمائی ہیں کسی کو مجال دم زدن نہیں حضرت انوار المشائخ کی تائید وحمایت امام احمد رضا قدسرہ کی عبقریت کی وجہ سے تھی نہ کسی منفعت کے وصول کے لئے کچھو چھہ

مقدسہ کے مشائخ بالخصوص شیخ المشائخ سیدنا شاہ علی حسین اشرفی میاں علیہ الرحمہ اور حضرت محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا کے تجدیدی کارناموں کے سبب جس والہانہ عقیدت ومحبت کا ثبوت پیش کیا ہے وہ آج بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں اور امام احمد رضا قدس سرہ نے جس کشادہ دلی کے ساتھ ان کی رفعت اور عظمت کا پرچم لہرایا ہے اسکا بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے گویا کہ حضرت انوار المشائخ اپنی اس تائید حمایت میں اپنے اسلاف کرام کے راہ پر گامزن تھے رب کریم اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اس ربط وتعلق اور سلسلہ محبت کو مضبوط وقوی فرمائے۔

حضرت انوار المشائخ دینی ضرورتوں کے پیش نظر سیاست سے بھی تعلق رکھتے تھے اور قوم کی صحیح رہنمائی فرماتے تھے مگر آپ نے سیاست کے بازار میں کبھی قوم وملت کا سودہ نہ فرمایا آپ نے اپنا مذہبی تشخص ہمیشہ برقرار رکھا اور بدمذہبوں کے موالات سے اپنے آپ کو دور رکھنے کی کوشش کی جب کی اس بازار سیاست میں سیاسی قائدین کا حال کچھ عجیب ہی ہے وہ اپنے ذاتی مفاد ومنفعت کے لئے قوم وملت کی قیادت کا لبادہ اوڑھ کر استحصال کر رہے ہیں اور اپنی فکری آوارگی کا نقارہ بجا رہے ہیں بلاشبہ ملی ضرورتوں کے لئے سیاست سے تعلق ضروری ہے۔

مگر ایسا تعلق جو مذہبی تشخص کو پامال کردے اس کی قطعا اجازت نہیں سلطان التارکین مجاہد ملت حضرت علامہ شاہ حبیب الرحمن علیہ الرحمۃ والرضوان اور ہمارے دیگر بزرگوں کی سیاسی قیادت ورہنمائی ایسی رہی جس سے ان کے مذہبی تشخص پر کبھی حرف نہ آیا حضرت انوار المشائخ کی سیاسی قیادت انہیں بزرگوں کے خطوط پر جادہ پیماں تھی آپ نے اپنے کردار وعمل کے ذریعہ ہمیشہ چمن ملت کی آبیاری کرنے کی کوشش فرمائی۔

بے شمار مکاتب و مدارس کے بانی تھے

از قلم: حضرت مولانا ذاکر حسین صاحب، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی یوپی

موت اس کی جس پر کرے زمانہ افسوس
یوں تو آئیں ہیں دنیا میں سبھی مرنے کے لئے

انوار المشائخ حضرت الحاج الشاہ سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم ذات لوگوں میں محتاج تعارف نہیں آپ کے انتقال پر ملال سے امت مسلمہ کو جو صدمہ پہنچا ہے اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا ہے۔

آپ کی سنجیدگی آپ کا وقار آپ کی پاکیزگی اور آپ کی بے داغ سیرت ایسی تھی کہ جن لوگوں سے بھی آپ کا سابقہ پیش آیا وہ آپ کی تکریم وعزت کئے بغیر نہیں رہ سکا آپ ایک غیر متنازع فیہ انٹرنیشنل شخصیت کے مالک تھے آپ نے پوری زندگی خدمت دین کے لئے وقف کردی تھی دین متین کی خدمت ناموس رسالت کی حفاظت قوم کی فلاح وبہبود آپ کے زندگی کے اصل مقاصد تھے آپ پیر وقت کے ساتھ ساتھ دور اندیش، معاملہ فہم، مدبر اور مفکر بھی تھے یہی وجہ تھی کہ آپ تاحیات مخالفین کو دھول چٹاتے رہے۔

آپ ہندوستان میں بے شمار مدارس و مکاتب کے بانی اور نہ جانے کتنے مدارس و مکاتب کے سرپرست تھے آپ کی رحلت سے دنیائے سنیت میں ایک خلاء پیدا ہوگیا ہے۔ یقیناً جس کی بھرپائی اس وقت بعید الوقوع دیکھائی دے رہی ہے میں مولائے کریم سے دعا گو ہوں کہ مولائے کریم انہیں غریق رحمت اور ان کے مراتب کو بلند فرمائے۔

مدینہ جائیں نہ آئیں تمنا سب کی ہوتی ہے
یہ نعمت حصے میں آئی میرے انوار اشرف کے

حضورشہیدراہ مدینہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی سرگرمیاں

ازقلم: حضرت مولانا رضوان احمدنوری شریفی صاحب
الجامعۃ البرکاتیہ گھوسی ضلع مئو یوپی

شیخ طریقت حضرت سیدانوار اشرف حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ہمدردقوم وملت حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ گونا گوں خوبیوں کے مالک تھے خوش خلقی، بلند خیالی، شیریں مقالی، وسیع النظر، تواضع، انکساری مظلوموں کی فریادرسی غریبوں یتیموں اور مسکینوں کی دستگیری عبادت وریاضت وغیرہ اوصاف جمیلہ سے متصف تھے۔

بہترین خصلت:

انہیں خوبیوں میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی آپ مومن کامل ہونے کے ساتھ ساتھ ہمدردقوم وملت تھے آپ کے دل میں قوم وملت کا درد رہتا جس کا اظہار اکثر ملاقات میں فرمایا کرتے شب وروز قوم ومسلم کونفع رسانی کی فکر دامن گیر رہتی تھی اور یہ ایسی خصلت ہے جس کو سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل اور بہترین خصلت بتایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں **خصلتان لا شیء افضل منھا الایمان باللہ و النفع للمسلمین**: یعنی دو خصلتیں ایسی ہیں جن سے افضل کوئی شی نہیں، پہلی خصلت ایمان باللہ ہے اور دوسری خصلت مسلمانوں کونفع پہنچانا ہے۔ یہ دونوں خصلتیں حضرت موصوف کے اندر بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں چنانچہ نفع رسانی ہی کے جذبہ کے تحت قوم ومسلم کی زندگی کو تابناک بنانے اوران کوعلم سے آراستہ کرنے کے لئے عروس البلاد ممبئی اور دیگر مقامات میں دینی مدارس قائم کئے جس سے فرزندگان اسلام مستفیض ہورہے ہیں۔

دینی مدارس کا قیام:

ممبئی میں مدارس کے قیام کے سلسلے میں آپ کا انداز نرالا تھا آپ کے دینی مدارس قائم کرنے سے پہلے ممبئی میں ایک یا دو ایسے مدرسے تھے جہاں علوم دینیہ کی تعلیم ہوتی تھی مگران کی ذاتی بلڈنگ نہیں تھی

حالانکہ اہل ممبئی کے تعاون سے ہندوستان کے بیشتر مدارس چل رہے ہیں مگر وہاں چراغ تلے اندھیرا تھا لیکن حضرت موصوف نے جب بھی جتنے مدارس قائم کئے سب کی ذاتی بلڈنگ ہے جہاں تعلیم و تعلم کا معیاری انتظام ہے۔

آپ کے مدارس کے قیام کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ فرزندان توحید، قرآن وحدیث کو سمجھیں احکام فقہ کو جانیں خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو دعوت عمل دیں حضرت کا مقصد اولیں یہی تھا مگر ساتھ میں یہ بھی مقصد تھا کہ علوم دینیہ سے آراستہ ہونے والے عصری علوم سے بھی واقف رہیں تا کہ فکر معاش سے آزاد ہوکر دین متین کے بے لوث خدمت انجام دیں چنانچہ اسی مقصد کے تحت آپ اتنی انگریزی تعلیم کے قائل تھے کہ ہمارے علماء وقت ضرورت سفر اور حضر میں دوسروں کے دست نگر نہ رہیں اسی بنیاد پر کمپیوٹر کی تعلیم بھی ضروری جانتے تھے اور مدارس کے ذمہ داران کو مشورہ بھی دیتے اس لئے آپ کی سربراہی میں جو مدارس دین کا کام کر رہے ہیں انہیں علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ عصری علوم کمپیوٹر اور انگریزی تعلیم کا بھی معقول انتظام ہے۔

چند برسوں سے عربی زبان اور ادب کی طرف آپ کا رجحان بہت زیادہ تھا کہ ہمارے علماء عربی دانی کے ساتھ ساتھ اس کو بولنے کی صلاحیت بھی پیدا کریں تا کہ اپنے مافی الضمیر کو عربی میں ادا کر سکیں اس طرف رجحان کیوں پیدا ہوا اس کی وجہ حضرت نے خود اپنی زبان مبارک سے بیان فرمائی وہ فرماتے ہیں کی عراق میں المؤتمر الشعبی الاسلامی میں شرکت سے پہلے سمجھا تھا کہ ہمارے ہندوستانی علماء عربی بولنے پر قادر ہوتے ہیں مگر جب کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے عراق گیا تو میرے ساتھ علماء کی ایک ٹیم تھی میں اس گمان میں تھا کہ یہ لوگ عربی زبان میں کچھ اظہار خیال کریں گے مگر کسی نے کچھ بھی اظہار خیال نہیں کیا جو کچھ میں نے کہا اسی انگریزی زبان میں کہا اس کے بعد حضرت نے فرمایا ''بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمارے علماء آٹھ، دس سال عربی پڑھتے ہیں مگر عربی نہیں بول پاتے اسی لئے ہم نے اپنے مدرسے میں اس کی طرف توجہ کی ہے اگر چہ ابھی خاطر خواہ کامیابی نہیں ملی ہے پھر بھی کوشاں ہیں

ہمارے مدارس کے ذمہ داروں کواس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

یہ بات میں نے مولانا ضیاء المصطفیٰ صاحب سے بھی کہی ہے اور مولانا عبدالحفیظ صاحب ملاقات کے لئے آنے والے ہیں ان سے کہوں گا کہ عربی زبان وادب کی طرف کافی توجہ کی ضرورت ہے تمام حضرات کی باتوں کا ناچیز پر اتنا گہرا اثر ہوا کہ الجامعۃ البرکاتیہ گھوسی کے نام سے گھوسی میں ایک ادارہ قائم کیا جس میں فارغ شدگان کو صرف عربی اور انگریزی زبان سکھائی جاتی ہے اس میں زیر تعلیم علماء بلا تکلف عربی اور انگریزی بولتے ہیں حضرت کو جب اس ادارہ کا علم ہوا تو بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں میں سمجھتا ہوں کہ حضرت کی دعاؤں کا اثر ہے کہ الجامعۃ البرکاتیہ جس مقصد کے لئے قائم کیا گیا تھا اس میں پورے طور سے کامیاب ہے۔

جہاں آپ نے فرزندان توحید کے لئے تعلیم وتعلم کے لئے دارے قائم کئے وہیں دختران اسلام کو بھی زیور علم سے آراستہ کرنے کے لئے ادارہ قائم کیا آپ کو معلوم تھا کہ بچوں کا پہلا اسکول اور مدرسہ ماں کی گود ہوتی ہے اگر ماں علوم دینیہ سے آراستہ ہوگی تو بچوں کی تربیت اسلامی طریقوں پر ہوگی اس مقصد کے لئے مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہرہ کا قیام عمل میں آیا جس سے شہزادیان اسلام علم وادب کے زیور سے آراستہ ہورہی ہیں۔

حضرت موصوف خود بھی قوم وملت کی خدمت کرتے اور خدمت کرنے والوں سے محبت کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کی شان میں تعریفی کلمات بھی کہتے آپ کے نزدیک سہروردی، نقشبندی، قادری، چشتی، اشرفی اور رضوی کا کوئی اعتبار نہیں تھا جو بھی قوم ملت کا کام کرتا وہ قابل ستائش ہوتا۔

چنانچہ ایک بار میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر تھا اور دوران گفتگو آپ نے محترم عالی جناب سعید نوری کے کارناموں کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ ان کے کارناموں پر پسندیدگی اور خوشی کا اظہار کرتا ہوں تو بعض لوگوں کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تو میں ان سے کہتا ہوں جو قوم کا درد رکھتے ہوئے نازک حالات میں ان کی خیر گیری کرے تو وہ یقیناً قابل قدر ہے۔فلاں جگہ فساد ہوا کوئی نہیں گیا مگر وہ گئے وہاں کے حالات

کا جائزہ لیا دکھ و درد میں شریک ہوئے اور مناسب تعان کیا۔

ظاہر ہے کہ نوری صاحب موصوف کے بارے میں تاثر اور یہ خیال اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے دل ہر اس شخص کے لئے جگہ تھی جو قوم وملت کا کام کرتا ہو خواہ اشرفی ہو یا رضوی اگر ذرا بھی تعصب ہوتا انشراح صدر کے ساتھ تعریفی کلمات نہ فرماتے کیوں کہ علمائے اہل سنت دین کی خدمت کرتے ہیں اور تبلیغ دین کے ذریعہ قوم مسلم کو فائدہ پہنچاتے ہیں اس لئے حضرت موصوف علماء سے بھی محبت کرتے اور انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔

میں تو عالم کہلانے کے لائق نہیں میری صلاحیت اور میری کارکردگی ہی کیا ہے مگر مجھ سے بھی محبت کرتے اور حوصلہ افزائی کرتے مجھے یاد ہے کہ جب میری پہلی بار ملاقات ہوئی اور اپنی تصنیفات حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو بے حد خوش ہوئے مارے خوشی کے چہرے انور کی تابش بڑھ گئی اور بہت دعائیں دیں اور حوصلہ افزائی کے کلمات فرمائے اس کے بعد جب بھی حاضری کا شرف ہوتا انتہائی خندہ پیشانی کے ساتھ ملتے اکثر ملاقات بعد نماز عشاء ہوتی گفتگو دراز ہو جاتی اور رات کا کافی حصہ گزر جاتا لوکل ٹرین کی آمدرفت کا سلسلہ بند ہو جانے کے قریب ہوتا تو آپ فرماتے کہ تم کو جانے میں پریشانی ہوگی اس لئے میں انتظام کر دیتا ہوں وہیں آرام کرو۔

اسی طرح کچھوچھہ شریف حضرت کے خانقاہ میں عرس مقدس ۲۵ رمحرم کو ہوتا ہے کئی مرتبہ عرس میں شرکت کی سعادت حاصل ہوئی اس بھیڑ بھاڑ لوگوں کے ہجوم کے موقع پر بھی آپ کی خردنوازی کا یہ عالم تھا کہ حجرہ مخصوصہ میں تشریف فرما ہوتے باریابی کی اجازت طلب کرتا تو فوراً اجازت مرحمت فرماتے اور قدم بوسی کے لئے حاضر ہوتا تو سب سے آپ دریافت فرماتے کہ کھانا کھائے کہ نہیں تو میں عرض کرتا کہ ابھی ابھی حاضر ہو رہا ہوں تو کبھی اپنے مرید خاص کو اور کبھی اپنے فرزند ارجمند موجودہ صاحب سجادہ مولانا حضرت سید معین الدین الاشرفی الاجیلانی زیب مجدھم سے فرماتے کہ مولانا کو کھانا کھلاؤ تنہا اور کبھی اپنے خاندان کیساتھ مجھے کھانا کھلایا جاتا اور عرس کی تقریبات سے فارغ ہونے کے بعد خانقاہ کے کسی کمرے

میں سونے کا انتظام بھی کروا دیتے الغرض مجھ سے کم علم اور بے بضاعت پر حضرت کی کرم نوازی اور شفقت اس قدر ملتی تھی کہ میں اپنے کو اس کا اہل نہیں سمجھتا تھا۔

سعادت دارین

جس طرح حضرت نے دینی مدارس قائم کر کے قوم مسلم کو فائدہ پہنچایا اسی طرح منصب رشد وہدایت پر فائز ہوکر مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاتے رہے نہ جانے کتنے تاریک دل منور ہوگئے ویران دل عشق مصطفیٰ سے مامور ہوگئے ہزاروں گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر گامزن فرمایا اس کے علاوہ دینی اور قومی سیاسی اور سماجی کاموں میں شاندار رول ادا کیا اور یہ سب کچھ اخلاص کی بنیاد پر کیا جس کی وجہ سے اللہ تعالی نے عوام وخواص میں بڑی مقبولیت عطا فرمائی۔

آپ انہیں پرخلوص کارناموں کی وجہ سے آپ کو اس سعادت سے سرفراز فرمایا جس کی تمنا ہر عاشق مصطفیٰ اور مخلص مومن کے دل میں مچلتی رہتی ہے اور وہ سعادت کوئے نبی میں موت کا آنا ہے اور دیار حبیب میں موت کی تمنا عاشق مصطفیٰ اور سچے مومن کی علامت ہے اس لئے کہ حضور سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "**من استطاع ان یموت بالمدینة فلیمت بها فانی اشفع لمن یموت بها**" یعنی جس سے ہوسکے وہ مدینہ منورہ میں انتقال کرے تو وہ اسی میں انتقال کرے میں اس شخص کی خاص طور سے شفاعت کرونگا جو اس میں انتقال کرے گا۔

اسی لئے ہر بندۂ مومن ہر عاشق رسول، شہر رسول میں مرنے کی تمنا کرتا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہ بارگاہ ایزدی میں دعا کرتے تھے "**اللهم اجعل ارزقنی شهادة فی سبیلک موتیٰ فی بلد رسولک**، یعنی اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول کے شہر (مدینہ منورہ) میں موت عطا فرما اس سے معلوم ہوا کہ دربار حبیب میں انتقال کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔

اسی لئے میرے محسن وکرم فرما حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی مدینۃ الرسول میں موت کی تمنا اور دعا کرتے

سنا ہے کہ حضرت اپنی دعاؤں میں عرض کرتے کہ الٰہی مجھے خاک طیبہ میں ملادے چنانچہ آپ کی دعا مقبول ہوئی آپ حسب معمول عمرہ کے لئے تشریف لے گئے عمرہ سے فراغت کے بعد عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوشاں کوشاں آپ کو مدینۃ الرسول کی طرف لے جارہا تھا اور دل میں یہ تمنا مچل رہی تھی۔

خاک ہو جائے در پاک پہ حسرت مٹ جائے
یا الٰہی نہ پھرا بے سرو ساماں مجھ کو

جب دیار رسول میں داخل ہوئے تو اچانک حادثہ کے شکار ہو گئے اور قتیل عشق ومحبت ہو کر جاں جاں آفریں کے حوالہ کر دی **اناللّٰہ وانا الیہ راجعون**

خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ

یہ کس قدر خوش بختی کی بات ہے کہ دیار حبیب میں جام شہادت نوش فرمایا اور سیدنا امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ اور ہزاروں نفوس قدسیہ کے جوار میں سونا نصیب ہوا۔

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر شخص کے نصیب میں دار و رسن کہاں

رب کریم اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی مرقد انور پر اپنی رحمتوں کی بارش نازل فرمائے اور جملہ پسماندگان، مریدین اور متوسلین و متعلقین بالخصوص صاحب سجادہ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی زید مجدھم کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

امین بجاہ حبیبک الکریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی الہ و اصحابہ واھل بیتہ اجمعین

حضورشہیدراہ مدینہ آفاقی فکر کے حامل تھے

از قلم ۔مفتی محمد منظرحسن خان اشرفی مصباحی بانی دارالعلوم حجازیہ چشتیہ گھاٹکوپرویسٹ ممبئ ودارالعلوم فیضان قطب المشائخ وکرولی ویسٹ ممبئ۔

بزرگان دین کی سیرت وسوانح اوران کے اخلاق وکردار کی ترویج واشاعت افادہ عام کے لئے ضرورہونا چاہئے اس سے ناسازگارحالات میں کام کرنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ اس کی معنویت کوتسلیم کیا گیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

لَقَدْكَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ (پ ١٣)

ترجمہ: بیشک ان رسولوں کی خبروں میں عقل مندوں کیلئے عبرت ہے

حضرت قدوۃ الکبرا غوث العالم تارک السلطنت سرکارمخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے:

حكايات المشائخ جند من جنود الله تعالى تعين القلوب

(مشائخ کی حکایتیں اللہ تعالیٰ کےلشکروں میں سے ایک لشکر ہے جودلوں کی اعانت فرماتا ہے)

حضرت شیخ کبیرسرورپوری نے جوحضرت قدوۃ الکبرا سرکارمحبوب یزدانی کےمخلص اصحاب اورکامل ومکمل خلیفہ ہیں حضرت قدوۃ الکبریٰ نے امیرکبیر سلطان سیداشرف جہانگیرسمنانی علیہ الرحمہ سے عرض کیا کہ مشائخ وصوفیاء کے مقامات پسندیدہ سے آگاہی کے حصول کے لیےقرآن پاک سے بھی کوئی دلیل ہے اس پرحضرت قدوۃ الکبریٰ علیہ الرحمہ نے ارشادفرمایاہاں حق سبحانہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے۔

اور رسولوں کی خبروں میں سے سب باتیں ہم آپ پر بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے (مبارک) دل کوٹھہرائیں۔یعنی ہم آپ کےسامنے پیغمبروں کے واقعات اوراخبارمرسلاں بیان کرتے ہیں اوران کے احوال سے آپ کوآگاہ کرتے ہیں تاکہ آپ کےقلب کوثبات میسرہواورقوت میں اضافہ بھی

ہواور اگر آپ کو کوئی رنج وتکلیف پہنچے تو آپ جان لیں کہ سابقہ پیغمبروں کو بھی اس طرح کے رنج پہنچے تھے اورانہوں نے ان پر صبر کیا تھا اسی طرح مشائخ اور نیک لوگوں کے واقعات اور حکایات سننے سے مریدوں کے دلوں کی تربیت ہوتی ہے اور بلا وامتحان کے موقع پر اُن کی مثالوں میں ثابت قدمی کا سبق ملتا ہے۔

ہاں! اس کے لیے جواں مردوں کا عزم درکار ہے چاہیے کہ ان بزرگوں کی سیرت اختیار کرے حضرت قدوۃ الکبرا علیہ الرحمہ کا ارشاد ہے کہ کسی نے شیخ ابوعلی دقاق سے دریافت کیا کہ بزرگوں کی حکایت اور مردان معرفت کی باتوں کے سننے کا کوئی فائدہ بھی ہے جبکہ ہم ان کی طرح کام نہیں کر سکتے (یعنی ان جیسا مجاہدہ ہم سے نہیں ہوسکتا) تو انہوں نے فرمایا ہاں! فائدہ ہے! ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہے تو قوی ہمت بن جائے گا اور اگر کوئی نامرد ہے تو مرد بن جائے گا حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے الفتح الکبیر میں اور امام عجلونی نے کشف الخفاء میں امام متقی ہندی نے کنز العمال میں نقل فرمایا ہے

ذکر الانبیاء من العبادۃ وذکر الصالحین کفارہ یعنی انبیاء کا ذکر عباتوں میں سے ہے اور صالحین کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے۔سرکار غوث العالم سیدنا سلطان مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی نے فرمایا

ذکرالصالحین وتذکرۃ العارفین نوریتجلی فی قلوب الطالبین المسترشدین

صالحین کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ ایک ایسا نور ہے جو تجلی فرماتا ہے طالبوں اور ہدایت کے متلاشیوں کے دلوں میں (لطائف اشرفی) المختصر یہ کہ بزرگوں کی سیرت وکردار کو ہر حال میں عام کیا جائے خاص کر کے ایسے دور میں جہاں مادیت کا دور دورہ ہے اور ایمان وعقیدے کی حفاظت بہت مشکل ہوتی جارہی ہے ارتداد کا فتنہ بڑھتا جارہا ہے کام کرنے والے ماحول کو دیکھ کر کشمکش میں مبتلا ہیں شیخ طریقت فرزند حضور غوث اعظم جانشین سرکار غوث العالم آل رسول عاشق مدینہ طیبہ حضرت علامہ الحاج سید شاہ انوار اشرف الاشرفی الجیلانی المعروف بہ حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کی شخصیت دین وسنیت کی خدمت کرنے والوں کے لئے مشعل راہ ہے ان کی شخصیت کے مطالعہ سے مشکل حالات میں ملک وملت کی خدمت کرنے کا موقع ملے گا کیونکہ حضرت کی شخصیت اور آپ کے کام کا دائرہ بہت وسیع ہے آپ

خانوادہ اشرفیہ کے گل سرسبد ہیں صوفیائے کرام کے سیرت وکردار کے علمبردار اور حسن وجمال کے مظہر ہیں آپ کے رخ زیبا کو دیکھ کر خدا کی یاد آجاتی۔

آپ دینی تعلیم کے ساتھ اعلیٰ عصری تعلیمات سے آراستہ تھے آپ کی دلی خواہش تھی کہ جگہ جگہ پر مدارس ومکاتب اور مساجد ودانش گاہیں قائم کی جائیں اس کے لئے آپ نے امراء اور صاحب ثروت کو توجہ دلائی خود مختلف جگہوں پر مساجد ومدارس اور مکاتب کو قائم فرمایا دینی اور رفاہی اداروں کی سرپرستی فرمائی اس کی تعمیر وترقی کے لئے کوشاں رہے تعلیمی معیار پر خصوصی نگاہ رکھتے۔ آپ کی خواہش تھی کہ مدارس اسلامیہ میں صرف رسماً تعلیم نہ ہو بلکہ وہاں کے فارغین کوملکی اور غیرملکی زبانوں پر مہارت تامہ ہو ان زبانوں میں خطاب وبیان پر مدارس کے فارغین کو قدرت حاصل ہو انھیں مافی الضمیر کو ادا کرنے پر ملکہ ہو قرآن وحدیث کے تراجم ومفاہیم کو سامعین کی زبان میں پیش کرنے پر دسترس حاصل ہو مذہب اسلام اور عقائد حقہ کی تبلیغ وتنشیر کے فرائض کو ان کی زبان میں پہونچانے کی کماحقہ صلاحیت ہو مدارس اسلامیہ کے فارغین کو عصر حاضر کے چیلنج کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام وسنیت کی خدمات کے لئے تیار کیا جائے۔

الحمدللہ آج مدارس اسلامیہ کے فارغین کی کثیر تعداد عصری تعلیمات سے آراستہ ہیں اور نئے فارغین ملک وبیرون ممالک یونیورسیٹیوں میں جارہے ہیں مدارس اسلامیہ کے فارغین آئی ایس، آئی پی ایس بن رہے ہیں کالج اور یونیورسیٹیوں میں درس دے رہے ہیں۔

حضور شہیدراہ مدینہ فلاح امت کے لئے دردمند دل رکھتے تھے آپ کی نگاہ صرف ملکی سطح پر نہیں تھی بلکہ آپ آفاقی نگاہ اور آفاقی فکر وسوچ رکھتے تھے ملک کے اندر کوئی معاملہ یا حادثہ درپیش ہوتا یا عالمی سطح پر ہوتا تو فوراً اس کے تدارک کے لئے علماء ومشائخ اور دانشوروں کی میٹنگ طلب کرتے اور درپیش چیلنج کے حل کے لئے کمربستہ ہوجاتے اس کی واضح مثال آپ کا وفد کی معیت میں عراق تشریف لے جانا ہے آپ کام کرتے تھے اور کام کرنے والوں کی قدر کرتے تھے آپ کو صرف کام پسند تھا نام ونمود، ہٹو، بچو بلاوجہ کی نعرہ بازی کو کبھی بھی پسند نہیں فرمایا آپ کی بارگاہ میں علماء، ائمہ اور مفکرین کا مجمع رہتا ہر آنے والی کی عزت نفس کا مکمل خیال رکھتے ان کی باتوں کو غور سے سنتے نیک مشوروں سے نوازتے اور کہیں آپ کی

ضرورت ہوتی تو مکمل اپنا تعاون پیش کرتے طالبان علوم نبویہ کا خاص خیال رکھتے غیر مستطیع کی کفالت کرتے خوردونوش اور تعلیم وتربیت پر خاص توجہ فرماتے آج ان میں سے بہت سے علم وادب سے آراستہ ہوکر دانشگاہوں میں مسند نشیں ہیں اور فیضان علم سے دوسروں کو فیضیاب کررہے ہیں آپ کی بارگاہ میں آنے والوں کو اجنبیت کا ذرہ برابر احساس نہیں ہوتا خدمت خلق اور رفاہی کاموں کی تلقین کرتے آپ کی مجلسیں پاک اور دیندار ہوتی حالات حاضرہ پر تبادلۂ خیال فرماتے۔

آپ اکثر مدینہ طیبہ کا والہانہ ذکر فرماتے مدینہ شریف میں انتقال کرنے اور دفن ہونے کی دعائیں کرتے یقینا آپ کی دعائیں قبول ہوئیں اور آپ کا صرف وہاں وصال نہیں ہوا بلکہ آپ کو شہادت نصیب ہوئی ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ آج آپ کے جمال وکمال کے مظہر اتم آپ کے فرزند حضور معین المشائخ شیخ طریقت آل رسول حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی صاحب قبلہ ہیں جو آپ کے اور سرکار غوث العالم کے جانشین ہیں حضور معین المشائخ اپنے والد علیہ الرحمہ کی طرح دین وسنیت اور قوم وملت کی خدمات جلیلہ میں مصروف ہیں ملکی اور عالمی سطح پر دینی اور ملی کام کررہے ہیں۔

ایجوکیشن اور رفاہی کاموں سے گہرا تعلق ہے علماء نواز اور غریب پرور ہیں اس فقیر کو حضور قطب المشائخ عارف باللہ شیخ طریقت مرشد برحق آل رسول، حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی سید محمد قطب الدین اشرف الاشرف الجیلانی علیہ الرحمہ کے مرید وغلام ہونے کی وجہ سے اور والد مکرم خلیفۂ حضور قطب المشائخ استاذی الکریم شیخ طریقت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد ناظر حسین خان اشرفی جالوی علیہ الرحمہ کی نسبت سے اپنی محبتوں سے نوازتے ہیں اللہ پاک نظر بد اور حاسدین سے بچائے مخدوم زادوں کا سایہ تادیر سلامت رکھے اور فیضان سرکار سلطان اشرف سے ہمیشہ مالا مال رکھے میں حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کی سوانح نکالنے پر حضور معین المشائخ اور ان کے تمام محبین ومعتقدین کو مبارکباد پیش کرتا ہوں یہ اسلاف شناسی کی اعلیٰ مثال ہے اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اپنے حبیب علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اس کو افادہ عام وخواص بنائے۔

اُمت مسلمہ کے نبض شناس مثنیٰ میاں کے حیات وکارنامے

ازقلم: مولانا محمد عرفان خان علیمی، علیمی مومنٹ ممبئی

پیرطریقت نباض قوم وملت گل گلزاراشرفیت اشرف المشائخ حضرت الحاج الشاہ السید انواراشرف الاشرفی الجیلانی عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ والرضوان یکم جولائی ۱۹۳۷ء مطابق ۱۳۵۶ھ میں کچھوچھہ مقدسہ کی سرزمین پر پیدا ہوئے جوخطہ عرصہ دراز سے ہی علم شریعت وطریقت کے سمندروں کا سنگم اور حقیقت ومعرفت کا میخانہ رہا ہے۔آپ نے ایسی آغوش میں آنکھیں کھولی تھیں جن کے در دولت پر آج بھی روساء زمانہ گداگری کرتے ہوئے نظر آتے ہیں اور جہاں شاہانِ زمانہ ایک بھکاری کی صورت میں کشکول گدائی لئے پھرتے دکھائی دیتے ہیں حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اس مقدس خاندان کے مہکتے ہوئے پھول تھے جن کا تقریبا ہر فرد میدان علم وعمل کا شہسوار ہے آپ کے آباءواجداد میں علم ومعرفت شریعت وطریقت اور زہد وتقویٰ کے وہ آفتاب ومہتاب گزرے ہیں جنھوں نے اپنے زریں کارناموں سے صرف ایک گوشہ عالم کو ہی نہیں بلکہ پورے عالم اسلام کو منور کیا اور گم گشتگان وادی ضلالت کو عشق وعرفاں کے اجالوں سے ہمکنار کیا اور صداقت وحقانیت کی منزل تک پہنچایا ظاہر ہے کہ انسان ارباب علم وفن کی گود میں پروان چڑھا ہو اور اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو علم وشریعت وطریقت کی دولت بانٹنے والوں کی صحبت میں گزارا ہو تو انسان کتنا انوکھا اور نرالا ہوگا یقیناً اس کی زندگی کا ہر موڑ اور ہر لمحہ ایک نئے باب کی صورت میں نظر آئے گا بلاشبہ آپ خاندانی عظمت وشرافت بھی رکھتے تھے اور جہاں بانی کی صلاحیت بھی رکھتے تھے یہی وہ وجہ ہے کہ دنیائے سنیت نے آپ کو اپنا قائد ورہنما تسلیم کرلیا تھا۔

آپ کو پروردگار عالم نے ظاہری اور باطنی تمام خوبیوں سے نوازا تھا آپ کے وجود مسعود کو رب تبارک تعالی نے حسن دل فریب کی رعنائیوں سے ایسا مزین کیا تھا کہ جو شخص ایک بار رخ زیبا کی زیارت سے مشرف ہوجاتا وہ بار بار دیکھنا چاہتا۔یقیناً آپ کے چہرے پر آثار سعادت واقبال مندی نمایاں

تھے۔جس اہل نظر نے آپ کو دیکھا تو اسے تسلیم کرنا پڑا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اللہ کے محبوب بندے اور مخلوق خدا کے لئے فیض رساں ہیں اور دنیا نے دیکھا کہ آپ کے فیض و برکات سے خلق خدا کس طرح فیضیاب ہوئی اور بلاشبہ آپ کے توسل سے سلسلہ اشرفیہ کو خوب خوب فروغ واستحکام حاصل ہوا۔اب قلب وجگر کے دریچے کو کھول کر چشم بصیرت سے آپ کے محاسن وکمالات کو درجہ ذیل سطور میں بقدرے تفصیل مطالعہ کیجئے اور دل کی دنیا کو معمور کیجئے۔

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا تصور تعلیم

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ فطرتاً اصلاح پسند انسان تھے وہ اپنی قوم کو جہالت کی دلدل سے نکال کر نئی سمت سفر دینا چاہتے تھے اور امت مسلمہ کو میدان علم وعمل میں نمایاں دیکھنا چاہتے تھے اس مقصد کی تکمیل کے لئے آپ نے کئی مدارس قائم کئے جن میں سے کچھ مدرسوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز، ممبرا، ممبئ

(۲) جامعہ قادریہ اشرفیہ، مولانا شوکت علی روڈ، ممبئ

(۳) مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہراء، امرت نگر ممبرا، ممبئ

(۴) دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز۔دمن گجرات

(۵) جامعہ اشرفیہ اہلسنت مظہر العلوم دھانے پور گونڈہ یوپی

(۶) مدرسہ اشرفیہ قادریہ بسکھاری امبیڈکر نگر یوپی

(۷) دارالعلوم مخدوم سمنانی گورکھپور یوپی

(۸) مدرسہ معینیہ اشرفیہ کوسہ ممبرا ممبئ

آپ ایک جدید تعلیمی ترقی یافتہ نظام برپا کرنا چاہتے تھے جو امت مسلمہ کے لئے سودمند ثابت ہو سکے اور اس میں جدیدیت کے ساتھ ساتھ اسلامی اثرات کی بھی آویزش ہو یعنی ایک ایسا جامع ومستحکم نظام تعلیم جس میں قدیم وجدید کا امتزاج ہو وہ بھی عصری یونیورسٹی سے فارغ شدہ اور اعلیٰ تعلیم کے پروردہ

تھے آپ کا یہی نظریہ تھا کہ قوم کو تعلیم تو ملے مگر نہایت اعلیٰ معیار ہو کیونکہ تعلیم جس قدر معیاری ہوگی انسانی قدریں بھی ویسی معیاری ہوں گی کیونکہ انسان اندرونی طور پر تعلیم ہی سے سنورتا ہے اور اس کے اطوار وعادات اس کے حسین مظہر ہوتے ہیں۔ آپ کی یہ بھی خواہش رہی کہ جس طرح سے دوسری قومیں انگریزی علوم وفنون سے حتیٰ المقدور مستفید ہو رہی ہیں اس طرح مسلمانوں کو بھی استفادہ کرنا چاہیے اور فرزندان توحید کو چاہیے کہ اس میدان میں اپنا قدم مضبوط کرلیں اور آخری دم تک آپ اپنے مقصد کو پانے کے لئے سرگرم عمل رہے۔ بلاشبہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ایک دانشور تھے یقیناً آپ کی نگاہیں دور رس تھیں وہ جانتے تھے کہ قوم کی کامیابیاں جہد مسلسل اور سعی پیہم میں مخفی ہیں۔

علامہ اقبال نے کہا ہے۔

یقیں محکم عمل پیہم محبت فاتح عالم
جہاد زندگانی میں یہی مردوں کی شمشیریں

بلاشبہ آپ نے جدید علوم کی حمایت کر کے نئے تہذیبی خزانوں کے دروازے اپنی قوم کے لئے کھول دیئے کئی مدارس ومکاتب کی آپ سرپرستی فرمایا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ پر اپنا خاص کرم فرمایا اور اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرما کر خلیفہ سوم کے پائنتی جنت البقیع میں آپ کی آرام گاہ بنا دیا۔

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا تصور تعلیم نسواں

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ لڑکوں کی تعلیم کے لئے بھی فکرمند تھے لڑکیوں کے تعلیم وتعلم کے سلسلے میں بھی ہمیشہ کوشاں رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ نے لڑکیوں کے تعلیم وتربیت کے لئے بھی مدرسے قائم کئے تا کہ قوم کی لڑکیاں بھی دینی تعلیم سے بہرہ ور ہوسکیں اور اپنی زندگی میں تعلیم وتربیت کے ذریعہ نکھار پیدا کرسکیں آپ کی دلی خواہش رہی کہ مرد وعورت دونوں تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوں تا کہ وہ ملک اور ملت کی ترقی میں شانہ بشانہ آگے بڑھیں۔

کیوں کہ عورتوں کی تعلیم وتربیت کی جانب توجہ دینا ایک مستحسن اقدام ہے جس کی بدولت قوم و ملت کے شاندار مستقبل کی ضمانت ملتی ہے۔ کیوں کہ فکری اور سماجی دونوں پہلوؤں پر امت کا مستقبل ماؤں کے مستقبل پر موقوف ہوتا ہے۔ جب مائیں شاندار مستقبل کی اہل ہونگیں تو بچے بھی اخلاق فاضلہ اور مثبت سوچ کے حامل اور قیادت وامامت کے شہسوار ہو جائیں گے اور ان کے کارناموں کی بنیاد پر ایک نئی نسل کی آفرپیش ہوگی جو قوت وحیات کی مالک ہوگی۔ ایک صالح اسلامی معاشرہ کی تعمیر میں جہاں مرد اہم رول ادا کرتے آئے ہیں وہیں صنف نازک نے بھی شاندار کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ تاریخ اسلام میں ایسی باعظمت خواتین کا ذکر بے شمار ملتا ہے۔ جنہوں نے پردہ میں اعلیٰ اسلامی قدروں کو سرانجام دیا ہے۔ حیاء، شرافت، الفت، انسانیت، محبت، شفقت اور ادب کے زیور سے آراستہ بیٹیوں، بہنوں اور ماؤں نے ایسی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جو تاریخ کے اوراق کی زینت ہیں۔ رضیہ سلطانہ نور جہاں، زیب النساء اور رابعہ بصریہ کے کارناموں کو کون فراموش کرسکتا ہے جنہوں نے پردہ میں رہ کر شاندار کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں ظاہر ہے ماں کی گود ہی انسانوں کا پہلا گہوارہ اور مدرسہ ہے اسی لئے معلم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی تعلیم کی بھی رغبت دلائی ہے۔ کیوں کہ معاشرہ کی تعمیر وترقی اس وقت تک یقینی نہیں بنائی جاسکتی جب تک کہ بیٹیاں بہنیں اور مائیں زیور علم و ہنر سے آراستہ وپیراستہ نہیں ہوتیں۔

طالبات علوم نبوت پر کرم فرمائیاں

آپ کی ذات مقدس طالب علوم نبوت کے تعلق سے بے پناہ شفیق تھی یوں تو ہر شخص سے محبت کے ساتھ پیش آنا آپ کا وطیرہ رہا ہے لیکن طالب علوم نبوت سے غایت درجہ محبت فرماتے اور ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کرتے جس کا مشاہدہ راقم السطور نے خود کیا میں ایک مرتبہ مخدوم پاک رضی اللہ عنہ کے عرس مقدس میں کچھوچھہ شریف گیا ہوا تھا وہاں پر میری ملاقات صدام یونیورسٹی سے آئے ہوئے کچھ ساتھیوں سے ہوئی ان لوگوں نے مجھ سے حضرت سے ملنے کے سلسلے یں خواہش ظاہر کی چنانچہ ہم لوگ

حضرت سے ملنے کے لئے حضرت کی خانقاہ میں گئے حضرت اپنے اہل خانہ اور مریدوں کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے کچھ تبادلۂ خیال فرمارہے تھے ہم لوگ پہونچے اور حضرت کی دست بوسی کر کے بیٹھ گئے پھر ہمارے ہم سبق ساتھی حضرت کے صاحبزادے حضور معین میاں صاحب قبلہ نے ہم لوگوں کا یکے بعد دیگرے حضرت سے تعارف کروایا بغیر کسی سابقہ تعارف کے حضرت ہم لوگوں سے کافی دیر تک مختلف پہلوؤں پر گفتگو فرماتے رہے اور ناصحانہ کلمات سے نوازتے رہے دوران گفتگو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے حضرت ہم لوگوں کو برسوں سے جان رہے ہوں اور مدت دراز کے بعد حضرت سے ملاقات ہوئی ہو۔حضرت ہم لوگوں سے مل کر بہت خوش ہوئے جس کا اظہار آپ کے جمال جہاں آراء کے مشاہدہ سے ہوجاتا ہے۔جب ہم لوگوں نے واپسی کے سلسلے میں حضرت سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا کہ میری دلی خواہش ہے کہ آپ لوگ آج ہمارے یہاں قیام فرمائیں۔مگر ہم لوگ چند ذاتی ضرورتوں کے سبب وہاں نہ ٹھہر سکے یقیناً برصغیر کی ایک عظیم الشان خانقاہ کے صاحب سجادہ ہونے کے باوجود آپ نہایت ہی ملن سار اور وسیع القلب نظر آئے اور بالخصوص طالبان علوم نبوت کے لئے پلکیں بچھاتے دکھائی دیئے آپ ان کی ہر طرح سے دل جوئی فرمارہے تھے۔

خدمت خلق کا جذبہ

حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے پاس قوم کے لئے ایک دھڑکتا ہوا دل تھا جو خلق خدا کے واسطے امداد و تعاون کے جذبے سے معمور تھا اگر کسی کی پریشانی اور تکلیف کے بارے میں آپ سن لیتے تو اسے اپنی پریشانی سمجھتے اور اسے دور کرنے کی ہر ممکن سعی فرماتے چاہے خود انہیں اس راہ میں پریشانی سے دو چار ہونا پڑے حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ بڑے ناز ونعم میں پلے بڑھے تاہم بوقت ضرورت آپ کی محنت اور جفاکشی باعث تقلید وقابل رشک تھی جسے دیکھ کر بڑے بڑے جفاکشوں کو حیرت ہوتی۔

حضرت کے عرس چہلم کے موقع پر شام کے وقت آپ کے اہل خانہ آپ کی دینی خدمات کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو فرمارہے تھے راقم السطور بھی بیٹھا ان حضرات کی باتیں سن رہا تھا۔عالی جناب سید

حسین میاں صاحب نے فرمایا کہ میں بمبئی میں ایک جگہ ایک کام سے جارہا تھا کہ اچانک میری نگاہ ایک پہاڑی پر پڑی تو کچھ لوگوں کے ساتھ ابو جان (حضرت مثنیٰ میاں) پہاڑی سے اترتے ہوئے دکھائی دیئے۔ میں حیرت میں پڑا کہ ابو یہاں کیسے آگئے بہر حال میں کھڑا ہوکر انتظار کرنے لگا جب ابو جان پہاڑی سے اترے تو پسینے سے شرابور ہانپ رہے تھے میں نے کہا ابو آپ یہاں کیسے آئے؟ آپ کو پہاڑی پر چڑھنے کی کیا ضرورت تھی جب کہ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹا پہاڑی کے اوپر ایک جلسہ تھا اسی میں شرکت کی غرض سے گیا ہوا تھا آپ نے مزید فرمایا مولانا حضرات قابل مبارکباد ہیں اوران کی جتنی بھی ستائش کی جائے کم ہے میرے ذہن کے حاشہ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس پہاڑی کے اوپر اتنا شاندار دینی ادارہ ہوگا۔ مولانا حضرات دینی ادارے کو ترقی دینے میں شب وروز ایک کئے ہوئے ہیں اگر میری ذات سے کچھ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے تو مجھے تھوڑی سی تکلیف برداشت کرنے میں کیا حرج ہے۔

بلاشبہ حضور مثنی میاں علیہ الرحمہ کی فکر قوم کی تعمیر وترقی کے گرد ہمیشہ گردش کرتی رہتی آپ کا مدارس اسلامیہ اور علماء سے بڑا گہرا لگاؤ تھا اوردام، درمے، سخنے، قدمے ہر طرح سے ان کا تعاون بھی فرمایا کرتے تھے جلسے میں جو بھی نذرانہ آپ کو ملتا تھا وہ سب مدرسوں میں وقف کردیا کرتے تھے اور جو علمائے کرام آپ کو گھر تک چھوڑنے کے لئے آتے تھے ان کو بھی کچھ نہ کچھ دے کر ہی رخصت فرماتے۔ ملک بھر میں تبلیغی دورے فرماتے اور آئے دن اپنوں اور بیگانوں کے پیدا کردہ حالات کا مردانہ وار سینہ سپر ہوکر مجاہدانہ شان کے ساتھ مقابلہ فرماتے آپ نے بیمار رہتے ہوئے بھی دینی خدمات سے اپنے آپ کو علیٰحدہ نہیں رکھا۔

ہمارے ہم سبق ساتھی صاحب الفضل والعالی پیر طریقت سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کو ہمیشہ یہی نصیحت فرماتے کہ ''خوب محنت سے پڑھ لکھ کر دین ودنیا کی خدمت کے قابل بنو، کسی کے محتاج نہ رہو، اپنے خدا پر ایمان کامل رکھو اور اس قابل بن جاؤ کہ اپنے بازؤں سے کماؤ تاکہ کبھی بھی مریدین ومتوسلین کی نذر پر انحصار نہ رہے۔ سبحان اللہ برصغیر کی عظیم الشان خانقاہ کا سجادہ اور نہ جانے

کتنے مریدوں کا پیر کتنے آسان الفاظ میں اپنے لڑکے کو تعلیم ،محنت اور رزق حلال کا سبق دے رہا ہے۔

ممبئی کے سرزمین پر رہ کر آپ نے دین و مذہب کی ایسی اشاعت فرمائی کہ ہر مسلک ومشرب کے ماننے والے آپ کے ارد گرد مثل پروانہ کھینچے چلے آتے آپ اپنے حلقہ بگوشوں سے ایسی شفقت فرماتے تھے کہ ہر ارادت مند آپ کی بارگاہ سے یہی تاثر لے کر اُٹھتا تھا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ سب سے زیادہ مجھ سے ہی محبت فرماتے ہیں آپ نے ہر طبقہ کے لوگوں کی بلاتفریق رہنمائی فرمائی۔

آپ ملک کے سیاسی کشمکش سے بھی ہمیشہ متفکر رہا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کے ساتھ جب بھی کھلواڑ کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی اور شر پسند عناصر نے جمہوریت کو بیچ چوراہے پر ننگا کرنے اور ملک کے ماحول کو خراب کرنے میں کوئی دقیقہ فرد گزاشت نہیں کیا۔تو آپ نے بڑی بے باکی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا اور طاغوتی سازشوں کا قلع قمع کرنے کی بھرپور کوشش کی تاکہ ملک کو ایک ''جمہوری حیثیت'' سے دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے اور پھر کسی معصوم رخسار سے مجبوری کے آنسو نہ ڈھلک سکے۔ چاہے وہ کاشی کے شنکر آچاریہ ہوں، یا گجرات کے نریندر مودی یا سابق وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی ہی کیوں نہ ہوں۔

جب واجپئی گورنمنٹ کی جانب سے مدارس میں جدید کاری کی تجویز پیش کی گئی تو آپ نے اس تجویز کی جم کر مخالفت کی اور فرمایا کہ حکومت کو تعصب کی عینک لگا کر کوئی کام نہیں کرنا چاہئے بلکہ زمینی حقائق کا مطالعہ کرنا چاہئے اور جس گورنمنٹ میں یہ چیزیں مفقود ہوں وہ حکومت یقیناً جاہل، نارمز آشنا غیر مہذب وناکارہ کہلاتی ہے اور ایسے ملک میں امن وسلامتی کی صورت حال پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے ایسی صورت میں نہ تو ملک کبھی ترقی کی راہ پر گامزن ہوگا نا ہی قوموں کی حالت میں سدھار آسکتا ہے۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی دینی وملی خدمات

ازقلم: مولانا طفیل احمد بستوی، مدرس جامعہ قادریہ اشرفیہ ممبئی

خطیب وامام سنجری مسجد، کماٹی پورہ، ممبئی،

نام نامی اسم گرامی: سیدانواراشرف عرف مثنیٰ میاں الاشرفی الجیلانی

ولادت: یکم جولائی ۱۹۳۷ء

رحلت: (۱۶؍رمضان المبارک) بروز منگل ۱۴۲۴ھ بمطابق ۱۱؍نومبر ۲۰۰۳ء، پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان گنت اور بے شمار خوبیوں کے مالک تھے، بیشک آپ کی ذات مجموعہ محاسن اور سرچشمۂ کمالات تھی وہ کون سا وصف اور خوبی ہے؟ جو آپ کے اندر بطور اتم موجود نہ تھی صوری و معنوی ظاہر و باطن ہر دو لحاظ سے آپ کو آپ کے رب نے نہ صرف یہ کہ خوب نوازا بلکہ آپ کی ذات ستودہ صفات کو ہم عصر میں ممتاز فرمادیا۔

اعلیٰ نسب وحسب دینی و دنیوی عصری علوم وفنون سے بہرہ ور مرکز رشد وہدایت داعی و مصلح دینی و سیاسی رہنما محب وطن لاکھوں کروڑوں ہندوستانی مسلمانوں کے مقبول و ہر دلعزیز قائد محسن قوم وملت علمبر دار سنیت سراپا اخلاص پیکر صدیق وصفا حامل زاہد وتقویٰ غلام غوث وخواجہ اور سچے جانثار و عاشق رسول تھے حضور مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نوع بہ نوع خدمات کا دائرہ خواہ وہ کسی محاذ پر ہو بے حد وسیع ہے، پچھلے چند سالوں میں جو حیرت انگیز کارنامے انہوں نے انجام دیئے اور جس تیزی سے دینی و قومی ملی خدمت فرمائی وہ لوگوں پر روز روشن کی طرح واضح ہے، آپ کی تمام تر خدمات کا احاطہ سر دست تو ناممکن ہے، البتہ آپ کی حیات وخدمات کا ایک درخشاں پہلو اور تابندہ کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ملک کے مختلف مقامات پر علم دین کی روشنی پھیلانے اور عام کرنے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی۔

مدارس دینیہ اور دارالعلوم کے قیام میں اس عالم میں بھی آپ سرگرم عمل اور ہمہ تن مصروف دیکھائی دے رہے تھے، جب کہ پوری دنیا سے مدارس کے خلاف طرح طرح کی باتیں کی جارہی تھیں، انہیں بیخ

و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی ہر امکانی کوشش اور مہم بھی جاری تھی خصوصاً امریکہ، یورپ اور ہمارے ملک کی بھی بعض فرقہ پرست طاقتیں تو ہاتھ دھوکر مدارس کے پیچھے پڑ گئیں مدارس انہیں دہشت گردی کا اڈہ نظر آنے لگے، مگر پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کے عزائم اور حوصلے بلند تھے وہ بالکل سرد نہ پڑے اور لا کسی خوف و پرواہ کے ملک بھر میں مدارس دینیہ کا اور دارالعلوم کا جال بچھا دیا، گورکھپور، سے لے کر گونڈہ، فیض آباد، بستی، کلیان، ممبرا، تھانہ، ممبئی، دمن، گجرات میں تقریباً ڈیڑھ درجن دینی ادارے آپ نے قائم فرمائے، اور جانے کتنے اداروں تنظیموں اور انجمنوں پر کی سرپرستی وسربراہی بھی قبول فرمائی۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنے جلا رہا ہے

وہ مرد، درویش جسے خدا نے دیا ہے انداز خسروانہ

حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مدارس زیادہ سے زیادہ کھولے جائیں ان کی اشد ضرورت ہے کیوں کہ نونہالان اسلام کے لئے یہ بہترین دانش کدہ اور تربیت گاہ ہیں، وہ مدارس یہی ہیں جہاں ہر لحمہ قال اللہ وقال الرسول کی صدا گونجتی رہتی ہے، جہاں اخلاقیات کی تعلیم دی جاتی ہے اور جہاں سے انسانیت کے پیام کی تحریک اٹھتی ہے، اور جہاں سے نہ صرف یہ کہ اسلامی قدریں پروان چڑھتی ہیں بلکہ کفر وظلمت کے اندھیرے بھی پناہ مانگتے ہیں، دینی علوم وفنون کے ساتھ ساتھ عصری علوم وفنون پر بھی کافی زور دیتے ہمیشہ فرماتے کہ ہماری دنیوی ترقی سائنسی علوم وٹیکنالوجی سے وابستہ ہے لہٰذا اس میں بھی مہارت وکمال پیدا کیا جائے، زبان کے معاملے میں بھی آپ بہت حساس تھے، چنانچہ فرماتے کہ اپنے مذہب ومشن کی ترجمانی کے لئے عربی وانگریزی ہر دو زبانوں سے واقفیت ناگزیر ہے کیوں کہ یہ دونوں زبانیں اپنی بین الاقوامی حیثیت منوا چکی ہیں۔

افسوس! صد افسوس! کہ آج حضرت ہمارے درمیان نہ رہے مگر ان کی روحانیت ہمارے ساتھ ہے کل جب آپ حیات تھے، تو لوگ آپ سے مستفیض ہوتے رہے اور براہ راست آپ سے فیضان حاصل ہوتا تھا مگر وہ سلسلہ ہرگز منقطع نہ ہوا کیوں کہ آپ کا فیضان آپ کے اداروں اور مدرسوں کے

حوالے سے ہم تک پہنچ رہا ہے، زمانہ کل بھی آپ سے فیضیاب ہو رہا تھا، آج بھی فیضیاب ہو رہا ہے اور ان شاء اللہ کل صبح قیامت تک یوں ہی مستفیض ہوتا رہے گا۔

پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں کو قوم کی جہالت اور تعلیمی زبوں حالی کا احساس شدت سے دامن گیر تھا، عموماً اپنی دعاؤں میں قوم کے درمیان سے جہالت و ناخواندگی کے ازالہ اور خاتمہ کے لئے ایسی دعاء فرماتے کہ آنکھوں سے گریہ اور لوگوں پر رقت طاری ہو جاتی، قوم کی فلاح و بہبود اور بہتر مستقبل کے لئے ہر لمحہ فکر مند رہتے مسلمانوں کے حقوق کی بحالی کے لئے ارباب اقتدار اور حکومت سے سخت لہجے میں آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گفتگو کرتے علمائے کرام اور دانشور حضرات کو لے کر قوم کی ترقی عروج اور سربلندی کے لئے اکثر لائحہ عمل مرتب فرماتے، آپ کے اندر ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ آپ صرف گفتار ہی نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی تھے، اوروں کی طرح صرف زبانی جمع خرچ سے سخت اجتناب فرماتے آپ کے قول و فعل میں مکمل یکسانیت تھی مکر دجل وفریب سے بالکل دور تھے اور جن کے اندر یہ خوبی ہوتی انہیں بھی قطعی پسند نہ فرماتے عیار و مکار نیتاؤں نام نہاد سودے باز سیاسی لیڈروں کو سرعام ننگا کر دیتے، بے لوث دین وملت کے کام کرنے کا جذبہ آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا، کہنہ سالی اور پیری کے باوجود ہر کام میں جوانوں سے آگے رہتے۔

اخلاص و وفا اپنائے وعدہ بلندی اخلاق صداقت و امانت جرآت و جسارت حق گوئی و بے باکی خاکساری مروت ورحم دلی ظاہری ہمدردی، شفقت وغم گساری، غربا پروری، ذہانت و فطانت، تدبیر و بصیرت، غور وخوص، شعور و آگہی فکر کی بلندی ظرف نگاہی مردم شناسی معاملہ فہمی حالات کی قیادت فکری سربراہی آپ کے اوصاف اور خصوصی جوہر تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے اچانک سانحۂ ارتحال سے قوم و ملت میں صف ماتم بچھ گیا۔ حلقۂ احباب اور عقیدت کیشوں کی آنکھیں ساون بھادوں بن گئیں آپ کے داغ فرقت دئے جانے پر لوگوں نے کافی آنسو بہائے بے پناہ رویا گیا پھر بھی دل کا بوجھ ہلکا نہ ہوا چنانچہ آپ کے لئے تعزیتی اجلاس منعقد ہو رہے ہیں، ادارے اور انجمنیں سوگوار ہیں خطیبوں نے تعزیتی

خطاب کئے شاعروں نے غم واندوہ میں ڈوبی نظمیں اور منقبتیں کہیں اہم اور مشہور شخصیات کے تعزیتی خطوط اب بھی آرہے ہیں ایصال ثواب کی محفلوں اور قرآن خوانی کی مجلسوں کا کوئی حد وشمار نہیں پوری ملت کو حددرجہ احساس ہے کہ ہم اپنے ایک عظیم داعی مصلح ونمائندہ سائنسی رہنما اور علم الثبوت قائد سے محروم ہوگئے، پیرطریقت حضرت مثنیٰ میاں کے جہاں ہمارے اوپر اور بہت سارے احسانات ہیں وہیں ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ انہوں نے جاتے جاتے ہم کو اپنا ایسا جانشین عطا فرمایا جو بقول اشرف الصوفیاء حضرت سید اشرف صاحب قلبہ جو خود بھی چہیتے بھانجے ہوتے ہیں حضرت مثنیٰ میاں کے انہوں نے فرمایا کہ ہمارے ماموں جان نے قوم کو اپنا بدل نہیں بلکہ نعم البدل عطا فرمایا جو ہمارے ماموں جان کے صحیح اور منتخب جانشین ہیں میری مراد حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی سے ہے، جو ہمارے حضرت کے چھوٹے صاحبزادے ہیں جو ہو بہو حضرت کے ہی مشابہ ہیں، کم عمر ہونے کے باوجود اپنے والد گرامی ہی کی طرح صائب الرائے عزائم کے پختہ مدبر ومفکر اور زبردست قوت ارادی کے مالک ممتاز عالم دین ہیں ان شاءاللہ ہماری قوم کے حق میں آپ بھی مسیحا ثابت ہوں گے۔

پیرطریقت حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر خدائے تعالی کا یہ بھی خاص فضل ہوا کہ آپ کی زندگی کی آخری خواہش اور تمنا بھی پوری ہوئی آپ آرزو فرماتے تھے کہ ہمیں موت بھی آئے تو درے پاک نبی اور سرکار کے ہی قدموں میں آئے۔

خاص کردیار رحمت عالم اور جوار نبی میں مدفن ہونے کو دوگز زمیں مل جائے تو یہی دونوں جہاں کی نعمت عظمیٰ اور سعادت کبریٰ ہے، چنانچہ رحمت پروردگار نے ان کی لاج رکھ لی اور زندگی کی جو حسرت تھی وہ بھی پوری ہوئی، آپ کی روح بھی پرواز ہوئی تو شہر طیبہ کے حدود میں اور آرام گاہ بنی تو مدینۃ الرسول اور جنت البقیع شریف میں جو دراصل آپ کی دینی محبت اور عشق شہہ بطحا کا عظیم صلہ ہے، جس اعزاز کے ساتھ مدینہ طیبہ کی مقدس سرزمیں پر آپ کا جنازہ جم غفیر میں اُٹھا اور تدفین کے لئے جنت البقیع شریف میں صلاۃ وسلام کی چھاؤں میں لیجایا گیا اس کی مثال ماضی میں شاید باید ملتی ہے، یہ صرف اور صرف فضل مولیٰ ہے جس کے بھی شامل حال ہوجائے دراصل پیرطریقت حضور مثنیٰ میاں اسی فضل خداوندی کے مستحق تھے، جو انہیں عطا ہوا۔

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

ساتواں باب

علماء ومشائخ کے گراں قدرتاثرات

طالبان علوم نبوت کے روشن مستقبل کے لئے فکرمند

جامع معقول ومنقول مفتی شبیرحسن رضوی، شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ رونا ہی فیض آباد یوپی

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ طالبان علوم نبویہ سے غایت درجہ شفقت ومحبت فرماتے تھے۔ اوران کے مستقبل کوتابناک بنانے کے سلسلے میں ہمیشہ متفکررہا کرتے تھے۔

آپ کانظریہ ہرگز یہ نہیں تھا کہ اسلامی نونہالوں کوروایتی تعلیم دے کرصرف کسی مسجد کا امام ومؤذن بنا کررخصت کردیا جائے یا محض عالم دین بنا کردستارعلم سے سرفراز کردیا جائے اوردنیوی علوم سے ایسے نابلدرہیں کہ سفر کی ضرورت پڑنے پراسٹیشن کے فارم کی خانہ پوری کرکےٹکٹ بھی نہ لے سکیں اورغیروں کوحسرت وافسوس کی نگاہ سے دیکھتے رہیں۔

یہی وجہ ہے کہ آپ نے تقریباً ایک درجن سے زائدادارے قائم فرمائے جہاں سے تشنگان علوم نبوت سیراب ہوکراپنی علمی پیاس بجھارہے ہیں اورفروغ اسلام کے لئے جہدوجہد کررہے ہیں، مگرعصری علوم (کمپیوٹروغیرہ) سے یکسرغض بصر کرنے کے بجائے اسے نہ صرف داخل نصاب کیا بلکہ اسے لازم کی حیثیت دے دی۔

ہمارے اداروں میں آٹھ دس سال صرف کرنے والے اسلامی نونہالان غیروں کا دست نگربن کر زندگی گزارنے پرمجبورنہ ہوں یا رزق حلال کی تلاش اورکسب معاش کے لئے دردر کی ٹھوکریں نہ کھائیں بلکہ ان علوم کو بروئے کارلاکرنظام معاش کوسنوارکرترقی کی راہ پرلگ جائیں اورحسب صلاحیت دین اسلام کی خدمت بھی کرتے رہیں۔ اسی جذبہ صادق کا نتیجہ ہے کہ آپ نے ہمارے ادارہ ''الجامعۃ الاسلامیہ'' روناہی کونہ صرف کمپیوٹرعطافرمایا بلکہ اپنی نیک خواہشات وجذبات کا اظہارفرماتے ہوئے طلباءواساتذہ کی توجہ بھی اس کی طرف مبذول کرائی۔

حضورشہید راہ مدینہ کے وصال پُرملال پر مشائخ عظام اور علمائے کرام کے گرانقدر تاثرات

ایک کبھی نہ پُر ہونے والا خلا

عزیز ملت حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب قبلہ

سربراہ اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

حضرت پیر طریقت (حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ) کے انتقال پر ملال سے جو صدمہ پہنچا ہے اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتے۔

وہ ایک دردمند دل رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان سے جب بھی ملاقات ہوتی قوم کی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے۔

اور اسے کیسے دور کیا جائے اس پر گفتگو کرتے ان سب کا مداوا آپ کی نظر میں دینی تعلیم تھی تاعمر مدارس اسلامیہ سے نہ صرف یہ کہ وابستہ رہے بلکہ ہر طرح مدارس قائم کرنا آپ کی عادت کریمہ بن چکی تھی ساتھ ساتھ اپنے شہزادہ حضرت سید معین الدین اشرف کو عصری تعلیم سے ہٹا کر دینی تعلیم سے وابستہ کیا آپ کے تشریف لے جانے سے ایک خلا واقع ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا تو آسان نہیں۔

آپ کی وفات پر مجھے قلبی تکلیف ہوئی میں آپ کے اہل خانہ کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہوں اور میں دعا گو ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔

اللہ تعالی ان کے شہزادے کو ان کا صحیح جانشین بنائے اور ان کے مشن کو کامیابیوں سے ہمکنار فرمائے۔(آمین)

اپنا نعم البدل چھوڑ جانا ایک عظیم خوبی

حضرت مولانا نعمان خاں صاحب علیہ الرحمہ، سابق پرنسپل، جامعہ اسلامیہ رونا ہی (فیض آباد)

پیران عظام میں مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ دوسروں سے منفرد تھے دینی اور اسلامی معلومات کے علاوہ دنیاوی اور عصری علوم وفنون سے مالا مال تھے ان کے نزدیک کام کرنے والے علماء اور افراد کی بڑی قدر تھی ملاقات کے دوران آپ ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے اور ان کے کاموں اور خوبیوں کو سراہتے انہوں نے محض خانقاہ کی حد تک رہنا ہرگز نہیں پسند کیا۔ بلکہ حدود خانقاہ سے باہر نکل کر رسم شبیری ادا کی اور ملت کا بے لوث کام کیا۔ دینی تعلیم وتربیت کی خاطر اپنے چھوٹے صاحبزادے مولانا سید معین الدین اشرف کو جامعہ اسلامیہ رونا ہی فیض آباد میں داخل کرا کے میرے حوالے کیا۔ بحمد للہ دوران تعلیم معین میاں نے بھی ایک صالح باپ کے صالح فرزند ہونے کا ثبوت دیا۔ بالعموم لوگ اپنا بدل نہیں دے پاتے مگر مثنیٰ میاں جاتے جاتے معین میاں کی صورت میں اپنا نعم البدل ہم کو دے کر گئے۔ میں اس کو بھی مثنیٰ میاں کی عظیم خوبی جانتا ہوں۔

فعال شخصیت

ڈاکٹر سید امین اشرف، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مثنیٰ میاں کی زندگی محض رشد وہدایت اور دست بوسی تک محدود نہ تھی وہ حال سے بے نیاز تھے نہ مستقبل سے وہ ایک فعال شخصیت رکھتے تھے۔ بایں ہمہ زندگی اور اس کے مسائل کے بارے میں ایک مخصوص فکر (Vision) رکھتے تھے اور مسائل میں ان کا بھرپور (involvement) تھا ایسے رسم و نیاز کا نقوذ جو معاشرہ کے لئے سامان ہلاکت ہوا ان کو جڑ سے اکھاڑنے کی انہوں نے کوشش کی۔

مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا پیغام

نبیرۂ اعلیٰ حضرت علامہ توصیف رضا خان بریلی شریف

حضرت شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت کی دینی اور تجدیدی کارناموں کے ہمیشہ معترف رہے بریلی کا احترام ہمیشہ ملحوظ رکھا وہ سنیت کا بے پناہ درد رکھتے تھے حضرت کی رحلت فرمانے پر قوم کا بڑا نقصان ہوا یہ خلاء پر ہونا مشکل نظر آرہا ہے امید ہے کہ آپ کے جانشین معین المشائخ آپ کے مشن کو آگے بڑھائیں گے۔

جاہ وجلال کی ایک کائنات

حضرت مولانا سید رئیس احمد اشرفی جیلانی، رائے پور چھتیس گڑھ

شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ فضل وکمال، حسن وجمال، جودونوال اور جاہ وجلال کی ایک کائنات تھے زہد وورع ذہانت وفطانت واستحظار جیسی دولتوں سے آپ کو اللہ نے حصہ وافر عطا فرمایا تھا۔

حضور شہید راہِ مدینہ اپنے مریدین کو روتا اور بلکتا چھوڑ کر اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند عطا فرمائیں ہم آپ کے اہل خانہ کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا آپ پر خاص کرم رہا کہ اس مقدس سرزمین پر آپ کی روح بارگاہِ ایزدی میں حاضر ہوئی جہاں ہر مومن تمنا کرتا ہے اور حدیث میں اس سرزمین پر موت کی تمنا کرنے کی تائید کی گئی ہے۔

شہید حجاز

خواجہ علم وفن فخر سنیت حضرت مولانا مظفر حسین صاحب

اس عالم رنگ و بو میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی پیدا ہوئیں جو اپنے عہد میں فقید المثال اور عدیم النظیر ہوئی ہیں چشم بصیرت رکھنے والے انھیں اس انداز میں دیکھتے ہیں جیسے وہ کسی انسان کو نہیں بلکہ ہلال عید کو دیکھ کر جھوم رہے ہیں وہ کسی آدمی کو نہیں بلکہ مافوق الفطرت شئے کا مشاہدہ کرتے ہیں خانوادہ اشرفیہ کے چشم و چراغ ایک وسیع حلقہ کے پیر و مرشد قائد قوم ملت اشرف المشائخ حضرت الحاج الشاہ السید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ ان شخصیتوں میں سے ایک تھے۔قوم کا یہ زندہ دل رہنما اور محبوب ومقتدا ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ کو حجاز مقدس کی سرزمین پر ایک جانکاہ حادثہ کی زد میں آ کر ہم لوگوں کو عمر بھر سسکنے کے لئے چھوڑ کر جاں آفریں سے ملے اور روح مقدس جنت الفردوس اور جسد اطہر جنت البقیع میں ابدی مسرتوں سے ہمکنار ہے۔

گفتار و کردار کے غازی

علامہ سید خلیق اشرف کچھوچھوی، دھانے پور گونڈہ

شہید راہ مدینہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ہستی دوسروں کے لئے آئیڈیل اور نمونہ تھی، متعدد وجوہ سے وہ خانوادہ اشرفیہ کے ممتاز فرد تھے ان کی مجلس میں بیٹھنے والا بہت محظوظ ہوتا وہ نہایت ہی پر معنی اور با مقصد گفتگو فرماتے زبانی جمع خرچ سے انھیں سخت نفرت تھی وہ کام اور عملی زندگی کے قائل تھے۔وہ صرف گفتار کے ہی نہیں بلکہ وہ کردار کے بھی غازی تھے۔

قوم وملت کی خدمت کا جذبہ سب سے بڑی سنت ہے

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی جنرل سیکریٹری ورلڈ اسلامک مشن لندن

تعلیم کے ساتھ ساتھ قوم وملت کی خدمت کا جذبہ سب سے بڑی سنت ہے اور سید انوار اشرف مثنیٰ میاں اسی سنت کے پابند تھے علامہ مثنیٰ میاں مسلمانوں کی قیادت کی کمی کو ہر ممکن طور پر پورا کررہے تھے دینی جذبہ کے ساتھ ساتھ انھوں نے اپنی زندگی میں تعلیم وتدریس کو بھی اہمیت دی اخلاق سے بھرپور شخصیت کی بنا پر جو کوئی بھی ان سے ایک بار ملاقات کرتا ان کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر ان کا مرید بن جاتا۔

شہادت کے تین پہلو

سماحۃ الشیخ سید محمد بن علوی حسنی مکہ مکرمہ

جب میرے والد ماجد سید علوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو میں بیس سال کا تھا اسی دن ذمہ داری کیا ہوتی ہے اسے سمجھا لہٰذا آپ فکر نہ کریں صبر سے ذمہ داریاں نبھائیں آپ کے والد حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ تو تین جہت سے شہادت سے سرفراز ہوئے اولا حدیث پاک میں ہے **من مات معتمر امات شہیدا** اور ثانیاً ارشاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے **من مات بین حرمین مات شہیدا**، اور ثالثاً۔**انہ مات مسافرا غریبا فھنئیالک بشھادۃ ابیک۔**

نوٹ: یہ گرانقدر درجہ بالا کلمات صاحب دل عارف باللہ ایک عربی شیخ کے ہیں جن کا تعلق شہر مقدس مکہ شریف سے ہے اور جو نسلاً ہاشمی ہیں آپ نے یہ تعزیت ونصیحت اور مبارک بادی کے کلمات صاحبزادہ حضور مثنیٰ میاں کی خدت میں ایک ملاقات کے دوران پیش فرمائے۔

روحانیت کا باکمال پیکر

ڈاکٹر سید وحید اشرف، صدر جمہوریہ ایوارڈ یافتہ بڑودہ یونیورسٹی

روحانیت کا ایسا باکمال پیکر اور عصری اسلامی تعلیمات کا ایسا لازوال محور مثنیٰ میاں کے بعد ممبئی کی سرزمین پر اب کہاں کوئی نظر آرہا ہے۔ کتنا ہی مشکل مرحلہ ہو دین کا یا دنیا کا آپ سے رجوع ہوتے ہی اس طرح حل ہوجاتا تھا جیسے اس کا کبھی وجود ہی نہ ہو، ہر فرد اپنی ذاتی نیکی اور تقویٰ پر مطمئن نہ ہوجائے بلکہ پوری قوم وملت کو نیک بنائے اور اس کی تکمیل میں اپنی زندگی وقف کردے مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے یہی کیا۔آپ کی شخصیت اور زندگی کا یہی کل اور جز ہے۔

مردہ دلوں کے مسیحا

ڈاکٹر سید مناظر حسن اشرف، ایم۔ڈی

کچھوچھہ شریف سرکار کلاں محمد میاں کے کاشانے پر ناچیز شہید راہ مدینہ حضور مثنی میاں علیہ الرحمہ کی ملاقات سے پہلی بار مشرف ہوا، آپ کا ملکوتی صفات، سراپا پرشکوہ جمالی صورت میرے دل کے نہاں خانے میں بیٹھ گئی، پھر مشیت خداوندی دیکھئے کہ میں ہمیشہ کیلئے آپ کا ہوکے رہ گیا۔میری زندگی میں چار چاند لگانے والے حضور شہید راہ مدینہ ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہم اطباء حضرات ظاہری بیماریوں کا علاج تو کرتے ہیں مگر باطنی اخلاقی امراض کا علاج اور مردہ دلوں کی مسیحائی حضور شہید راہ مدینہ اپنی خانقاہ میں فرماتے۔ان کا عشق رسالت اس منزل کو پہنچا ہوا تھا کہ انھیں دیار حبیب میں جگہ مل گئی اور آج شہید راہ مدینہ ان کا علم ہوگیا۔

عشق رسول سے مشکبار

علامہ شفیق الرحمن عزیزی، ہالینڈ، یورپ

شہیدراہ مدینہ نور سے معمور سینہ علیہ الرحمہ ایسے جامع صفات بزرگ تھے جن کا پورا وجود عشق رسول کی خوشبو سے مشکبار تھا ان کے پاس بیٹھنے والا بھی مہک اٹھتا جس کی شخصیت سے دل آویزی برادران وطن کے بڑے بڑے لیڈروں کو بھی متاثر کرتی ہوئی نظر آتی ہے تعلیمی میدان میں ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔

نہ صرف یہ کہ محسن وکرم فرما بلکہ وہ میرے مربی تھے

مولانا فروغ القادری لندن

شہیدراہ مدینہ پیرطریقت حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی قائدانہ صلاحیت متفق علیہ اوراظہر من الشمّس تھی قومی وملی قیادت کے لئے جن عناصر کا ہونا لازمی ہے ان کے اندروہ مکمل طور پر پائے جاتے تھے۔

بقول اقبال

ع،نگہ بلند سخن دل نواز جاں پرسوز

آپ کی ذات اسی کی مصداق تھی میرے تئیں نہ صرف یہ کہ محسن وکرم فرما تھے بلکہ وہ میرے عظیم مربی بھی تھے یہی وجہ ہے کہ بعد مکانی اور بے انتہا فاصلوں کے باوجود دل کا قرب کبھی ختم نہیں ہوا آپ کی ہستی میرے فکر وخیال پر ہمیشہ چھائی رہتی آج میری یہ ترقی وعروج شہرت انھیں کے رہین منت ہے۔

انفرادی شخصیت کے مالک

علامہ عبدالمبین قادری نعمانی

حضرت مولانا سید انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ انفرادی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی حیات کا خاص پہلو تعمیر واتحاد سے عبارت ہے۔ نام ونمود سے دور ایک خاموشی کے ساتھ اپنی دینی جد و جہد سے ملت اسلامیہ کو استحکام بخشتے رہے۔ جماعت میں انتشار و اختلاف کے سخت مخالف تھے۔ فروعی مسائل میں الجھ کر لڑنا بھڑنا پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ نے اپنی دنیا الگ بسائی تھی آپ نہ ایسی اشرفیت کے قائل تھے جو کسی اور خانقاہ سے بغض وعناد رکھے نہ ہی ایسی رضویت کو فروغ دینا چاہتے تھے جس سے کسی سنی خانقاہ کی دل آزاری ہو۔ آپ سنیت کے حوالے سے تمام خانقاہوں اور سلسلوں میں اتحاد کے پرسوز داعی تھے۔

ایک عظیم اور محترم شخصیت

مولانا مقصود احمد بستوی پرنسپل، مرکزی درسگاہ جامعہ حنفیہ (بستی)

پیشانی کی طلعت، آنکھوں کا جلال، چہرے سے برستا ہوا نور اور مہکتا ہوا سراپا ایسا لگتا تھا کہ انسانی پیکر میں حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ایک آسمانی مخلوق ہیں، بعد وصال اہل مدینہ نے آپ کے منور چہرے کو دیکھا تو بول اُٹھے، **لھذا الرجل صالح، لھذا مومن کامل، لھذا لرجل مغور لاله ریب،** حضور شہید راہ مدینہ نے اپنے پیچھے عظیم الشان کارنامے چھوڑے اسی لئے آپ کی شخصیت لوگوں کی نظر میں بہت عظیم اور محترم ہے۔

دور دور تک ان کا ہمسر نظر نہیں آتا

علامہ غلام عبدالقادر علوی، سجادہ نشین خانقاہ فیض الرسول، براؤں شریف، یوپی

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ ممبئی کی مذہبی کانفرنسوں، دینی اجلاس، سماجی ورفاہی انجمنوں کے متفقہ صدرنشین اورعوام وخواص کے یکساں مرجع تھے۔آپ اسلام کی روایات کا مرقع خاندانی خوبیوں کا جامع،علم دوستی،علماءنوازی،خردنوازی، بے پناہ شفقتوں کے ساتھ چھوٹوں کو دامن میں لینے کا مقناطیسی کردار سب کو ساتھ لے کر چلنے والی دل آویز شخصیت ایک امیر کارواں کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہوتی ہے وہ سب کچھ تو تھا حضرت مثنیٰ میاں صاحب قبلہ کی ذات میں۔یقین مانئے دور دور تک ان کا ہمسر نظر نہیں آتا۔ ع

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

دینی کاموں میں انہماک باعث رشک تھا

مولانا ڈاکٹر غلام یحیٰ انجم، ہمدرد یونیورسٹی دہلی

شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اپنی زندگی میں دوران ملازمت اور بعد ملازمت کچھ اس طرح ملی اور دینی کاموں میں مصروف رہے کہ دیکھنے والوں کو ہمیشہ آپ کی زندگی پر رشک آتا رہا اور وہ ہر ایک کام کو بڑے خلوص کے ساتھ انجام دیا کرتے تھے وہ یہ چاہتے تھے کہ جئیں تو زندگی کا ہر لمحہ قابل ذکر ہو اور مریں تو میری موت بھی قابل رشک ہو۔

خانقاہ کے ساتھ ساتھ مدارس کا قیام

شیخ القرآن حضرت علامہ عبداللہ خان عزیزی علیہ الرحمہ، علیمیہ جمد اشاہی

مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے ممبئ عظمی کی سرزمین پر خانقاہ کے ساتھ ساتھ مدارس کے قیام کو بھی ناگزیر سمجھا مدارس میں تو پڑھایا جاتا ہے اور خانقاہ میں پلایا جاتا ہے۔ ایک طرف دینی تعلیم ہوتی ہے ہے تو دوسری جانب تزکیہ نفس اور طہارت قلوب کا کام انجام دیا جاتا ہے، معاملہ فہمی اور مردم شناسی کا جوہر دیگر مشائخ سے آپ کو ممتاز کرتا ہے خردنوازی اور علماء کی قدردانی ملت کا درد بنسبت آپ کے دوسروں کے یہاں میں نے بہت کم دیکھا۔

تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی بے مثال

اشاعت: ماہنامہ اشرفیہ جنوری ۲۰۰۰ء، اداریہ مولانا مبارک حسین مصباحی

شہید راہ محبت، قتیل کوچہ وفا پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ خوش خلقی، بلند کرداری کے ساتھ تقویٰ و پرہیزگاری میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ مدارس اسلامیہ کا قیام واستحکام آپ کی زندگی کا خوبصورت مشغلہ تھا۔ آپ نے تقریباً ایک درجن مدارس قائم فرمائے۔ جو لوگ مدارس چلاتے ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کتنی پرخار وادی ہے۔ آپ نے تن تنہا مدارس اسلامیہ کا جال پھیلا کر بلاشبہ گرانقدر کارنامہ انجام دیا ہے۔ آپ مسلمانوں کے سیاسی اور سماجی مسائل کے حل کے لئے بھی شب وروز سرگرداں رہتے تھے۔ دینی اور ملی مسائل پر آئے دن انٹرویو دیتے ممبئی کے اخبارات میں ان کے بیانات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کے کارناموں کو باقی اور بافیض رکھے۔ آمین

حضرت مثنیٰ میاں رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن مدینہ شریف ہی تھا

بقیۃ السلف بحرالعلوم حضرت مفتی عبدالمنان صاحب اعظمی

حرمین طیبین کی پاک اور مبارک سرزمین پر ہر سال ہزاروں خوش قسمتِ آفاقی اللہ کو پیارے ہوتے ہیں۔حرم محترم میں ان کا جنازہ نماز کے بعد پڑھ دیا جاتا ہے۔ہمراہیوں میں سے چند آدمی جنازہ کے ساتھ قبر تک جاتے ہیں۔مگر اس شہید محبت کے جنازہ اور آخری سفر کا منظر دیکھئے۔جنازہ کے ساتھ ہزاروں عربی،عجمی،مصری،افریقی،یمنی،ہندوستانی،پاکستانی مختلف قومیتوں اور رنگتوں کا جلوس تھا۔اگلی صف میں مولوی محمد سعید نوری مہتمم رضا اکیڈمی اور ان کے برادر خرد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا قصدۂ درود (کعبہ کے بدرالدجی۔۔۔) بےخودی کے عالم میں پڑھ رہے تھے۔مولانا شکیب ارسلاں سلمہ جو اس جنازہ میں شریک تھے کہتے ہیں کہ پورے ماحول پر ایسی وارفتگی کا عالم طاری تھا کہ میں نے اپنی زندگی میں کسی جنازہ میں ایسا منظر دیکھا ہی نہیں۔بعد دفن ایک یمنی اہل دل نے بڑی دیر تک عربی زبان میں ایک لمبی پرتاثیر اور دل گیر دعا مانگی۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے بھی چاہا کہ ع

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث پاک ہے جسے حاکم نے اپنی مستدرک جلد اول ص 367 پر ذکر کیا ترجمہ: جو جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے مرتے وقت اسی سرزمین پر ہانک کر لایا جاتا ہے چاہے زندگی میں کہیں بھی رہا ہو یعنی جس جگہ کی مٹی جس کے خمیر میں داخل ہوتی ہے مرنے کے وقت دفن ہونے کے لئے وہ اسی سرزمین پر لایا جاتا ہے اس سے یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ حضرت مثنیٰ میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اصلی وطن مدینہ شریف ہی تھا اور آپ کا خمیر خاک طیبہ کا غبار تھا اس لئے ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

انوار فضل و شرف کا ماہ منیر تھا

بارگاہ رسالت میں مقبولیت کی دلیل

حضرت مولانا مفتی قدرت اللہ رضوی، تنویر الاسلام امرڈو بھا سنت کبیر نگر یوپی

بارگاہ رسالت میں آپ کی مقبولیت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ وصال کو چالیس گھنٹوں سے زائد گزرنے کے باوجود چہرہ انور پر نور ونکہت کی تجلیات واضح طور پر نمایاں اور جسم شریف میں بھرپور تازگی تھی۔ جسے دیکھ کر ایسا لگتا تھا ابھی زبان حال سے سوگواروں کو تسلی دیتے ہوئے فرما رہے ہیں

میرے جنازے پہ رونے والو فریب میں ہو بغور دیکھو
مرا نہیں ہوں غم نبی میں لباس ہستی بدل گیا ہے

مرجع خلائق اور مجمع البحرین

حضرت علامہ ادریس احمد بستوی، نائب ناظم اعلیٰ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور یوپی

میدان سیاست میں مثنیٰ میاں کے دخیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے لوگوں کی دنیاوی حاجتوں کو اپنے سیاسی تدبیر سے پورا کیا، جماعت کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی فہم وفراست سے ایسے رہنما اصول بتائے جن پر چل کر جماعت اپنے مقاصد حاصل کرتی رہی اور ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ اپنوں نے بر ملا تمام سیاسی جماعتوں اور تمام ارباب اقتدار کو اپنی بارگاہ میں آ کر آستانہ بوسی پر مجبور کیا اسی وجہ سے آپ کو مجمع البحرین اور مرجع خلائق سمجھا جاتا ہے۔

شہید راہ طیبہ حضور مثنیٰ میاں صاحب کی شفقت و ذرہ نوازی

مفکر اسلام حضرت مولانا کوثر خاں نعیمی

اس دور میں دیکھا جاتا ہے کہ جس کو دینی یا دنیوی بڑائی حاصل ہے وہ انہیں لوگوں سے ملنا جلنا پسند کرتے ہیں جو یا تو خود بڑے ہیں یا ان سے کچھ ذاتی فائدہ ہو۔ مگر حضرت مثنیٰ میاں کا انداز اس سے بالکل جداگانہ تھا۔ اپنے آقا کی سنت پر چلتے ہوئے ہر چھوٹے، بڑے سے خندہ پیشانی کے ساتھ محبت و شفقت سے ملتے، بلکہ سیاسی بڑائی والے یا زیادہ مال والے غیر دیندار سے کچھ اپنے وقار اور تمکنت کا خیال رکھ کر ہی ملتے۔

قدموں میں جگہ کا پانا معراج زندگی ہے

ڈاکٹر منور ملک (مدینہ منورہ)

پیر طریقت شہید راہ مدینہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ مجھ ناچیز پر بہت ہی کرم فرماتے جب آپ مدینہ منورہ شہر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لاتے تو یہ ناچیز آپ کی خدمت میں باریابی کی سعادت حاصل کرتا بحیثیت معالج بھی ان کے دندان مبارک کی تشخیص وعلاج کا مجھے شرف حاصل ہے میں نے ان کے اندر ایک خاص بات یہ دیکھی کہ جو دانت آپ کے گر جاتے آپ اس کی حفاظت کا بڑا اہتمام فرماتے بجائے کہیں اور پھینکنے کے جنت البقیع شریف میں باقاعدہ دفن کرتے اور روحانی طور پر خوشی محسوس کرتے دیار رسول اور گنبد اخضریٰ کی چھاؤں سے آپ کو والہانہ عشق تھا یہی وجہ ہے کہ آپ کو قیامت تک کے لئے شہر رسول میں جگہ مل گئی آپ دانتوں کو جنت البقیع میں دفن کرتے یہ ادا حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر بھا گئی کہ آپ کے پورے وجود کو قبول فرمالیا شہر رسول کی سکونت اور حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے قدموں میں جگہ پانا میں اسے اپنی معراج زندگی تصور کرتا ہوں۔

دینی وملی قیادت کا حق

حضرت علامہ معین الحق علیمی ،دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی

چونکہ میرے والدگرامی مرحوم شمس الحق علیمی دین وسنیت کی خدمت اور علماء کرام کی تعظیم وتوقیر کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے حضور مثنیٰ میاں اس حوالے سے مجھے بہت چاہتے اور دعاؤں سے خوب نوازتے ایک بار آپ بیمار تھے میں عیادت کے لئے حاضر ہوا عرض کی حضور میرے لائق کوئی خدمت ہو تو حکم کریں مسکرا کے فرمایا مولانا! آپ عالم دین ہیں صرف دعاء کریں مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ قیادت کی اعلیٰ پرکھ رکھتے تھے علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کی دینی، ملی عالمی قائدانہ صلاحیت کو آپ نے تسلیم کیا۔ جماعتی سطح پر حضور شہید راہ مدینہ نے دینی، ملی قیادت کا حق ادا کیا۔جس کی توقع ہم اب ان کے صاحبزادہ مولانا سید معین میاں سے رکھتے ہیں۔

تعمیری خیال اور مثبت فکر کے حامل

علامہ امام الدین احمد مصباحی ،بسکھاری شریف (یوپی)

حضرت سید انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی فکر مثبت اور خیال تعمیری تھا ممبئی عظمیٰ کی سرزمین پر ان کے ذریعہ مخدوم پاک کا فیضان بہت عام ہوا۔ جوار رحمت اور جنت البقیع شریف میں جگہ پانا ان کے عنداللہ وعندالرسول مقبول ہونے کی بہترین دلیل ہے۔

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

آٹھواں باب

دانشوران ولیڈران کے تاثرات

آپ کا وجود دوسروں کے لئے مینارۂ ہدایت تھا

عزت ماب الحاج فاروق صاحب ایڈ وکیٹ، سویسٹر جنرل آف انڈیا، دہلی

میرے پیرومرشد حضور شہید راہ مدینہ میری نظر میں کیا تھے؟ میں اسے لفظوں میں بیان نہیں کرسکتا تاہم جو میں نے محسوس کیا ان دلی کیفیات اور قلبی تاثرات کو سپرد قلم کررہا ہوں۔ ان کا ملکوتی صفات سراپا، پیشانی کی طلعت۔ نگاہوں کا جلال، چہرے سے برستا ہوا نور صاف بتلارہا تھا کہ آپ انسان کی صورت میں اللہ کی نعمت ہیں، چنانچہ پہلی ملاقات میں یہ طے اور عزم مصمم کرلیا کہ مجھے آپ سے ہی شرف بیعت کرنا ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ ناچیز کو وہ سعادت بھی حاصل ہوئی۔ میری تمنا کی انھوں نے لاج رکھی اور شرف بیعت سے سرفراز فرمایا آج میرے اندر جو بھی دینی روحانی انقلاب رونما ہوا ہے یہ انھیں کا کرم ہے۔ دین ودنیا میں تفریق وامتیاز اور مذہب کی صداقت اور برتری کا پتہ مجھے انھیں سے ملا یہ ان کی ذرہ نوازی ہے کہ انھوں نے اپنے قدموں میں جگہ دی اور آپ نے مردہ دلوں کی مسیحائی فرمائی جس کو میں اپنے لئے معراج زندگی سمجھتا ہوں آپ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

آپ کا وجود دوسروں کے لئے مینارۂ ہدایت تھا۔ آج ہماری نگاہوں سے اوجھل وہ جنت البقیع میں آسودہ خواب ہیں، باوجود اس کے میں ان کے تصرف کا قائل ہوں ہر مشکل گھڑی میں وہ میری دادرسی اور دستگیری فرماتے رہتے ہیں محض ان کے رخ زیبا کے تصور سے میرا ہر غم کافور اور مشکل آسان ہوجاتی ہے کہتے ہیں کہ جو ہمارے درمیان سے رخصت ہوگئے وہ اپنا بدل بھی نہ دے سکے مگر اسے میری پیر کی کرامت ہی کہئے کہ انھوں نے حضرت سید معین الدین اشرف کی صورت میں ہم کو اپنا نعم البدل عطا فرمایا۔ خدائے تعالیٰ میرے پیرومرشد کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ کے صاحبزادگان کے احترام و قدر ومنزلت کی ہم کو توفیق بخشے۔

سبھی آپ سے متاثر تھے

امین پٹیل، ایم، ایل، اے، چیرمین مولانا آزاد اقلیتی ترقیاتی مالیاتی کارپوریشن

حضورمثنیٰ میاں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے کہ آج میں کارپوریٹر بنا اور مولانا آزاد کارپوریشن کا چیئرمین بنا ہوں مثنیٰ میاں میرے پیرومرشد تھے ان کی دعاؤں اور اجازت کے بغیر میں کوئی کام نہیں کرتا جب بھی کسی مسئلے پر مشورہ کرتا وہ چندمنٹ کی خاموشی کے بعد جو مشورہ دیتے وہ میری کامیابی کا ضامن بن جاتا۔ وزیراعلیٰ سے لے کرمرکزی وزراء تک حضرت مثنیٰ میاں کی شخصیت سے متاثر تھے اور سب ان کے حضور پیش ہوکر حمایت چاہتے تھے مگر مثنیٰ میاں نے جس کام میں ملت کا مفاد دیکھا وہی کیا نہ کبھی کسی کے دباؤ میں آئے نہ مصلحت پسندی دکھائی بلکہ بے خوف ہوکر مسلم مسائل پر ہی بات کی۔ ایسے بلند پایہ بزرگ کو میں ان کی برسی پر خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور جس احسن طریقے سے ان کے فرزند حضرت معین میاں جانشینی کا حق ادا کررہے ہیں ہماری یہی آس ہے کہ حضرت معین میاں کی سرپرستی ہم پر برقرار رہے۔

وہ خالص عمل کے آدمی تھے

سید احمد، سابق گورنر صوبہ جھارکھنڈ

پیری مریدی تو بہت سے لوگ کرتے ہیں مگر وہ چرچے میں نہیں ہوتے کیونکہ ان کی پیری مریدی میں اخلاص کم اور نمائش زیادہ ہوتی ہے مگر حضرت مثنیٰ میاں کی شخصیت ایسی تھی جو نہ دکھاوا تھی نہ نمائش وہ خالص عمل کے آدمی تھے تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ زندگی گذار رہے تھے وہ من حیث القوم کا جذبہ رکھتے تھے اور بحیثیت مسلمان وہ ہر مسلک کے لوگوں سے یکساں رابطہ رکھتے تھے مثنیٰ میاں کو میں نے ہمیشہ انتہائی سادگی اور گوشہ نشینی میں دیکھا ہے۔ وہ خوش مزاج اور خوش اخلاق تھے ملت کا بے پناہ درد رکھتے تھے۔

خاندان اشرفیہ کا سایہ ہم پر رہے

عارف نسیم خان وزیر داخلہ

حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں زندہ ولی تھے ان کے چہرے سے نور ٹپکتا تھا وہ اتنے عظیم انسان ہو کر بھی اتنے ملنسار، خوش اخلاق اور اخلاص کے پیکر تھے حضرت مثنیٰ میاں کی آواز آج بھی کانوں میں گونجتی ہے۔ میں جب جب مشکل حالات سے دوچار ہوا ہوں تب تب حضرت نے اپنی دعاؤں سے مجھے سنبھالا ہے حضرت کے ایک نہیں بے شمار احسانات مجھ پر ہیں۔

آج میں جس مقام اور مرتبے پر ہوں اس میں حضور مثنیٰ میاں کا اہم کردار رہا ہے۔ سادگی اس قدر تھی کہ ایک مرتبہ جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر جب جلوس کی قیادت انہیں کرنی تھی تو ریاست کا وزیر ہونے کے ناطے اپنے آقا ومولی کی شان میں نکالے جانے والے جلوس کے قائد کے لئے ہم نے سرکاری اعزاز کا انتظام کرتے ہوئے انہیں لال بتی کی گاڑی بھیجی مگر جب حضور مثنیٰ میاں کو پتہ چلا تو وہ لال بتی کی گاڑی یہ کہہ کر واپس کر دیئے کہ مجھے دکھاوا اور نمائش پسند نہیں ہے۔

حضور مثنیٰ میاں کا یہ جملہ آج بھی میرے کانوں میں گونج رہا ہے آج کے دور میں بھلا کون ایسا شخص ہوگا جو سرکاری اعزاز نہ چاہتا ہو۔ مگر آپ نے اسے ٹھکرا کر یہ ثابت کر دیا کہ وہ سچے ولی اور روحانی پیشوا تھے۔ دنیا کی محبت اور مادیت پرستی اور شوبازی ونمائش ان میں بالکل نہیں تھی۔ مثنیٰ میاں جیسی شخصیت روز روز نہیں بلکہ صدیوں میں پیدا ہوتی ہے آج جب کہ انسانیت ختم ہوتی جارہی ہے۔ ایسے میں حضور مثنیٰ میاں کے جواں سال فرزند و جانشین حضور معین میاں غم واندوہ سے بھری اس دنیا میں امید کی ایک کرن ہیں ان میں حضور مثنیٰ میاں کی صفات وخوبیاں موجود ہیں انداز گفتگو اسی طرز کا ہے۔ جس طرح مثنیٰ میاں سیاست دانوں سے دور رہتے تھے۔ سیاسی بیان بازیوں، سیاسی جماعتوں کی حمایت ومخالفت سے اجتناب کرتے تھے معین میاں بھی انہیں صفات کے مالک ہیں اس سے اندازہ ہے کہ پیر طریقت کا صحیح معنوں میں حق ادا ہو رہا ہے حضور مثنیٰ میاں کے عرس کے موقع پر میں بارگاہ رب العزت میں آقائے دو جہاں کے وسیلے اور آپ کے کرم سے یہی دعا گو ہوں کہ خاندان اشرفیہ کا سایہ ہم پر برقرار رکھے۔

جنت البقیع میں تدفین معمولی اعجاز نہیں

ایڈوکیٹ یوسف ابراہانی، ایم، ایل، اے

حضرت مثنیٰ میاں میرے پیرومرشد تھے سیاسی وسماجی محاذ پر بہت مرتبہ میں نے ان سے استفادہ حاصل کیا ہے ان کی زبان میں اتنی تاثیر تھی ان کی دعا میں اتنا اثر تھا کہ بیان کرنا مشکل ہے آج جیسا کہ علماء سیاسی جماعتوں کے لئے بیان دینے میں فخر محسوس کرتے ہیں مثنیٰ میاں اس سے بالکل مختلف تھے یہی ان کی بھاری بھرکم شخصیت کا عکاس تھی مدینہ شریف کے قریب ان کی موت اور جنت البقیع میں آپ کی تدفین کوئی معمولی اعجاز نہیں ہے اللہ کا بہت بڑا محبوب بندہ ایسا شرف پاتا ہے افسوس کہ ہم آپ کی ذات اقدس سے جس قدر فائدہ اٹھانا تھا نہیں اٹھا سکے مگر حضرت مثنیٰ میاں کے جانشین حضرت سید معین میاں میں وہی صفات دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ اللہ نے حضرت کا بدل ہمیں عطا کیا ہے۔ ہمیں حضرت سید معین میاں کی اسی طرح قدر کرتے ہوئے ان سے فیض حاصل کرنا چاہئے۔

مثنیٰ میاں قوم کے بیش بہا سرمایہ تھے

انیس احمد وزیر برائے اقلیتی امور

بزرگان دین کا ہی فیض وکرم ہے کہ مہاراشٹر میں ہمیشہ امن رہا ہے بزرگان دین کی صفوں میں ہمارے درمیان پیر طریقت قائد قوم وملت سرچشمۂ کمالات پیر لاثانی فرزند مخدوم اشرف سمنانی اشرف المشائخ الشاہ السید انوار اشرف اشرفی الجیلانی عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی ذات اقدس ایک بیش بہا سرمایا تھا جن کے فیض سے ہم محروم ہیں آپ جنت البقیع میں آرام فرما رہے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ وہیں سے اب بھی اپنی سرپرستی ہم پر قائم کئے ہوئے ہیں آج حضور مثنیٰ میاں کی برسی ہے اس موقع پر میں بارگاہ رب العزت میں یہی دعاگوں ہو کہ حضرت مثنیٰ میاں کے جانشین حضرت معین میاں کی سرپرستی قوم کو حاصل رہے۔

مثنیٰ میاں قوم کے مسیحا تھے

پرنسپل سہیل لوکھنڈوالا (سابق ایم ،ایل ،اے)

حضرت مولانا سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں سے پہلا سابقہ اس وقت پڑا جب ۱۹۹۹ء میں ناگپاڑہ کے سیٹنگ ایم ایل اے ہونے کے باوجود مجھے امیدواری سے محروم کر دیا گیا تھا اور میرے ساتھ ظلم و زیادتی کر کے ذہنی طور ہر اذیت کوشی کی گئی تھی میں اس صدمے کو برداشت نہ کر سکا مجھے اسپتال میں داخل ہونا پڑا تو اسپتال میں سب سے پہلے میری عیادت کرنے والے حضرت مثنیٰ میاں تھے وہ اسپتال پہنچے میری حالت دیکھی مجھے تسلی دیئے کہا کہ بیٹا ایک دن پہلے مجھے بتا دیئے ہوتے تو یہ حالت نہیں ہوتی میں سنبھال لیتا انکی شفقت اور محبت دیکھ کر میں ان کا گرویدہ ہو گیا جب بھی میرے ذاتی مسائل ہوتے انکے مشورے کے بغیر میں کام نہیں کرتا تھا۔

ممبئی میں ایسے بہت سے تجارتی وسماجی لوگ انکے خاص مریدوں میں سے تھے جو ان کے مشورے کے بغیر کام نہیں کرتے تھے انکی زبردست روحانی شخصیت تھی۔ ملت کے مسائل کے تعلق سے ان کے دل میں بے پناہ تڑپ تھی۔ صرف مسلمانوں کے سبھی مسالک کے اتحاد میں بلکہ تمام انسانوں کے اتحاد کے لئے کوشاں رہتے انکی اس فراخدلی اور وسیع النظری نے مجھے انکا گرویدہ بنا رکھا تھا یہ میری سعادت تھی کہ جب وہ مکہ سے مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو کسی سے میرا تذکرہ کر رہے تھے کہ سہیل میاں سے ملاقات نہیں ہوئی اور جب مدینہ شریف میں انھیں غسل دیا جا رہا تھا تو سب سے پہلے ان کا چہرہ مبارک میں نے دیکھا تھا۔

خواتین میں حضرت کی بیٹی اور میری بیوی نے زیارت کی تھی حضور مثنیٰ میاں نے اپنا جو جانشین چھوڑا ہے وہ اسی طرح ہیں ان سے بھی میری محبت اور عقیدت اسی طرح ہے جیسے حضرت سے تھی انہوں نے ممبرا میں بہت بڑا دینی ادارہ شروع کیا ہے ان کے تعلیمی ذوق کو دیکھتے ہوئے میں نے حضرت کے انتقال کے بعد ممبئی ڈیویزنل بورڈ میں اردو ہائی اسکول میں ٹاپ کرنے والے کو حضرت کے نام سے اشکالرشپ جاری کروایا ہے۔

مثنیٰ میاں ایک پائے کے بزرگ تھے

الحاج بشیر موسیٰ پٹیل ایم،ایل،اے

پیر طریقت الحاج سید مثنیٰ میاں ایک صالح نیک اور پائے کے بزرگ تھے،میں ذاتی طور پر حضرت سے بہت عقیدت رکھتا تھا جب بھی ان کے پاس جاؤ وہ بہت خوش مزاجی سے ملتے اور کچھ نہ کچھ کھانے کے لئے پیش کردیتے تھے۔حرم شریف میں بھی ملاقات ہوئی تھی۔

ایک مرتبہ اڈیشنل ڈی آئی جی پارسنیس نے مجھ سے درخواست کی کہ وہ حضرت مثنیٰ میاں سے مل کر ان کی دعالینا چاہتے ہیں۔

جب میں انہیں حضرت کے پاس لے گیا تو وہ ان کی بزرگی اور ملنساری دیکھ کر پیر پر گر پڑے حضرت نے ان کی پریشانی سنی اور پانی پر دم کرکے ان کو دے دیا میں جب حج ہاؤس کے احاطے میں موجود کینٹین کو منتقل کرنے میں کامیاب ہوااور جب حج ہاؤس کا اوپسی ملا تو میں چابی اور کاغذات لے کر حضرت مثنیٰ میاں کے پاس گیااوران کے سپرد کردیا۔حضور مثنیٰ میاں کی کمی مسلمانوں میں ہمیشہ محسوس کی جائے گی کیونکہ وہ ملت کا درد رکھتے اوردرد کا مداوا کرنے کے لئے بے چین رہتے تھے۔

آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر میں ہمیشہ ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں اور یہ امید کرتا ہوں کہ شہیدراہ مدینہ حضرت مثنیٰ میاں کے جانشین سید معین میاں کی سرپرستی ہمیں حاصل رہے گی۔

میں اکثر وبیشتر ان سے ملنے کے لئے ان کے گھر پر جاتا اوراپنا دُکھ درد ان سے بیان کرتا وہ ہمیشہ میری حوصلہ افزائی کرتے تھے اور تسلی دیتے تھے کہ بیٹا ہمت مت ہارو اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھو ضرور کامیاب ہوجاؤ گے۔

ان کے قدم کی دھول بھی نہیں

محمد علی خان سابق ایم، ایل، اے، بھیونڈی

صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں میں اتنے بڑے بزرگ اور ولی کامل حضرت مولانا سید انوار اشرف اشرفی الجیلانی المعروف مثنیٰ میاں جیسا کوئی نہیں دیکھا بھیونڈی میں الجامعۃ الامجدیہ کے ہرسالانہ جلسہ میں حضرت مثنیٰ میاں کو ہی مدعو کرتا تھا ان کی سرپرستی میں ہی جامعہ چل رہا ہے الجامعۃ الامجدیہ کے احاطے میں مسجد کا سنگ بنیاد بھی حضرت کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا تھا۔

میں بہت مرتبہ حضرت مثنیٰ میاں سے ملا ہوں جب بھی ملتا اس کے بعد ملنے کی چاہت بڑھ جاتی وہ اتنے بڑے عظیم شخصیت کے مالک اور بلند پائے کے بزرگ تھے کہ ہم ان کے پیروں کی دھول بھی نہیں آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ایسا احساس ہوتا ہے کہ ہمارے آس پاس ہی موجودہ ہیں حضرت مثنیٰ میاں کے جانشین حضرت معین میاں آپ کے نقش قدم پر چل کر ہماری سرپرستی کر رہے ہیں جس سے ہماری ہمت بندھی ہوئی ہے۔

مثنیٰ میاں دنیائے سنیت کے جید پیر تھے

مظفر حسین۔ایم ایل سی (میرا روڈ)

جب یہ خبر ملی تھی کہ مثنیٰ میاں مکہ شریف سے مدینہ جاتے ہوئے سڑک حادثہ کا شکار ہوکر پردہ کر گئے تو دل دھک سے ہوگیا اور ہم اپنے آپ کو یتیم محسوس کرنے لگے وہ خبر عالم سنیت کے لئے اندوہ ناک تھی کیونکہ حضور مثنیٰ میاں عالم سنیت کے جید پیر تھے وہ اتنے پائے کے بزرگ تھے کہ بیان کرنا مشکل ہے کیونکہ جو انسان اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین ہوتا ہے اسی کو جنت البقیع میں آرام کرنا میسر ہوتا ہے حضور مثنیٰ میاں اسی جنت البقیع میں حضرت عثمان غنی کے پہلو میں آرام فرمار ہے ہیں مثنیٰ میاں کی کمی کو آپ کے جانشین حضرت سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی عرف معین میاں نے پوری کی ہے۔

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

نواں باب

غیر مسلم لیڈران کے تاثرات

مثنیٰ میاں سے مل کر روحانی تسکین ہوتی تھی وہ سچے اور اصلی پیر تھے

شرد پوار (قومی صدر این سی پی) (مرکزی وزیر برائے زراعت)

میں اپنی زندگی میں بہت سے صوفی سنتوں سے ملا ہوں ان کا آشیر واد لیا ہوں مگر حضرت مثنیٰ میاں سے ملاقات کے بعد جس طرح مجھے روحانی تسکین اور آتماء کو شانتی ملی ویسا کسی اور صوفی سنت سے ملنے کے بعد نہیں ملی حضرت مثنیٰ میاں واقعی میں اصلی پیر اور بزرگ تھے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے جب میں ان سے ملنے جنوبی ممبئی کے دوٹانکی علاقے میں واقع جامعہ قادریہ اشرفیہ میں گیا تھا تو ان سے پہلی ملاقات اور ان کا نورانی چہرہ دیکھ کر میں اپنے آپ کو بہت چھوٹا محسوس کر رہا تھا انہوں نے مسکراتے ہوئے ہمارا استقبال تو کیا مگر مجھے ایسا لگا کہ اتنی عظیم معتبر اور بزرگ شخصیت میرا استقبال کرے میں اپنے آپ کو ہی کوس رہا تھا۔

خیر جامعہ قادریہ اشرفیہ میں جتنے دیر میں رہا ایسا لگا کہ جیسے وہاں نور کی بارش ہو رہی ہے مدرسے کے بچے اور مدرسین سفید کپڑوں میں جس سلیقے سے بیٹھے تھے اس سے حضرت مثنیٰ میاں کے تئیں ان کے ادب واحترام اور تعظیم وتوقیر کا پتہ چلتا ہے۔

جب این سی پی کا نیا نیا وجود ہوا تھا تب میں ان کی دعائیں لینے کے لئے ان کے حضور گیا آج ان کی دعاؤں کی برکت ہے کہ ہم نے اپنا مقام بنایا ہے جب مجھے پتہ چلا کہ حضرت مثنیٰ میاں کا مدینہ شریف کے قریب ایک سڑک حادثہ میں انتقال ہو گیا تو مجھے یقین نہیں آیا اپنے کئی مسلم ساتھیوں سے اس کی تصدیق کی مگر آج بھی یہ محسوس نہیں ہو رہا ہے کہ وہ ہم سے الگ ہوئے ہیں ایسا لگتا ہے کہ وہ ہمارے درمیان میں ہیں اور اپنا آشیر واد ہم پر رکھے ہوئے ہیں اتنے بڑے بزرگ کے بارے میں کیا کہوں بس میں اتنا سمجھتا ہوں کہ ان سے ملنے اور ان کی دعائیں لینے کے بعد ہی مجھے اعلیٰ منصب ومقام مل سکا۔

حضور مثنیٰ میاں ہمارے درمیان نہیں ہیں مگر ان کی کمی بھی محسوس نہیں ہوتی اس لئے کہ ان کے آشیر واد کے ساتھ ساتھ اب ان کے جانشین معین میاں بھی اسی نورانی چہرے وہی انداز وگفتار اور ملنے

کے طریقے کو اپنائے ہوئے ہیں حضور مثنیٰ میاں کے عرس کے موقع پر میں ان کے لئے یہی پراتھنا کروں گا کہ بھگوان ان کی آتماء کو شانتی دے ان کا آشیرواد ہم پر قائم رہے اور ان کی روحانی شخصیت کا بھرم برقرار رہے اور اب ان کے جانشین حضرت معین میاں کی سرپرستی حاصل رہے یہی ہماری تمنا اور آرزو ہے۔

قدم بوسی کو سعادت سمجھتا ہوں

بھائی جگتاپ۔ایم، ایل، اے

مثنیٰ میاں میرے پیر تھے میں ان کی قدم بوسی کو سعادت سمجھتا تھا جے جے فلائی اوور برتج کو حضرت مخدوم علی مہائمی کے نام سے منسوب کرنے کی ان کی تجویز پر میں نے بھی محنت کی تھی اور کامیابی ملی حضور مثنیٰ میاں کی روحانی شخصیت سے صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ ہم جیسے لوگ بھی فیض پاتے تھے آپ کے وصال نے ہمیں جیسے یتیم کر دیا ہو مگر آپ کے جانشین حضرت معین میاں نے اپنے والد محترم کے جانشینی کا حق ادا کیا ہے جو انداز اور طریقہ حضور مثنیٰ میاں کا تھا حضرت معین میاں بھی اس طریقے کو اپنا کر ہم سب کی سرپرستی کررہے ہیں مثنیٰ میاں کے عرس پر میں انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

پیروں کے پیر تھے

بالا ناندگاؤکر،ایم،ایل،اے

پیر بابا سے میرے بہت تعلقات رہے ہیں مگر حضور مثنیٰ میاں پیروں کے پیر تھے وہ اتنے بڑے انسان تھے جس کا بیان کرنے کی ہمت میرے اندر نہیں ہے میں حضرت سے ملا ہوں ان کی دعائیں لیا وہ اور اب ان کے جانشین معین میاں سے تو ملاقات ہوتے رہتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ گھرانہ بہت عظمت والا ہے کیونکہ اتنے بڑے انسان ہو کر بھی یہ بہت خوش اخلاقی سے پیش آتے ہیں۔

حضور مثنیٰ میاں سے مل کر احساس ہوا کہ میں کسی ولی کامل سے مل رہا ہو

ولاس راؤ دیشمکھ (مرکزی وزیر)

مولانا انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں ایک ایسا نام اور ایک ایسی شخصیت جو ہمیشہ نظروں کے سامنے گھومتی ہے میں ان سے کئی مرتبہ ملا ہوں ان سے ملنے کے بعد احساس ہوتا تھا کہ جیسے کسی بڑے بزرگ سے مل رہے ہیں۔

پیری مریدی پر میرا اعتقاد ہے میرے علاقے لاتور میں میرے بہت سے مسلمان دوست ہیں جن سے میں نے پیر فقیر درویش اور صوفیوں کے بارے میں سنا لیکن حضرت مثنیٰ میاں کی عجیب روحانی شخصیت تھی جن سے مل کر محسوس ہوتا کہ میں کسی ولی کامل سے مل رہا ہوں حضور مثنیٰ میاں ایک سچے اور کھرے انسان تھے انہوں نے کبھی بھی سرکار سے کچھ نہیں چاہا میں مہاراشٹر کا وزیر اعلیٰ تھا وہ چاہتے تو خود کے لئے بہت کچھ مانگ سکتے تھے مگر انھوں نے اپنی قوم کا تحفظ مانگا قوم کے مسائل کو حل کرنے کی بات کہی۔

حضرت مثنیٰ میاں کی روحانی شخصیت ہی ایسی تھی کہ ہم ان سے مانگنے کے لائق تھے ہم ان کو کیا دے سکتے ہیں ان کے حضور میں پہنچ کر ہمیں یہ احساس ہوتا کہ ہم کتنے غریب اور مجبور اور بے بس ہیں۔

حضور مثنیٰ میاں کا یہ عرس ہے اتنے سال گزر گئے اس کے باوجود نہ جانے کیوں احساس ہوتا ہے کہ وہ یہیں کہیں آس پاس موجود ہیں۔ وہ تھے تو مسلم تنظیمیں متحرک تھیں کتنے ہی مسلم وفدان کی قیادت میں ہمارے پاس مسلم مسائل لیکر آئے تھے۔

حضرت مثنیٰ میاں ایک کامل پیر تھے

چھگن بھجبل (نائب وزیراعلیٰ)

حضرت مولانا مثنیٰ میاں ایک ایسے بلند پایہ بزرگ تھے جن سے ہم نے روحانی فیض حاصل کیا ہے ۱۹۹۰ء کا مشکل ترین دور جب میں شیوسینا چھوڑ کر کانگریس میں آیا تھا میری جان کے لالے پڑے تھے میں حد درجہ پریشان تھا ایسے میں مجگاؤں کے میرے چند مسلم دوستوں نے کہا کہ مثنیٰ میاں نامی ایک پیر صاحب ہیں ان کی دعائیں لے لو محفوظ ہو جاؤ گے مجھے یاد ہے کہ میں نے اپنے ان دوستوں سے کہا تھا کہ حضرت سے وقت لو ہم ان کے حضور میں چلتے ہیں جب میرے مسلم دوست حضرت مثنیٰ میاں کے پاس گئے اور میرے حالات بتائے تو آپ نے برجستہ کہا کہ ہاں اس کی جان کو خطرہ ہے مگر گھبراؤ نہیں اور نہ ہی انہیں یہاں آنے کی ضرورت ہے۔

میں اللہ سے دعا کروں گا بس اس کے بعد میرے مخالفین کی زبانیں بند ہونے لگیں۔ مجھ پر حملہ کرنے کی شدت میں بھی کمی آ گئی اور آج میں بے خوف ہو کر مہاراشٹر کا نائب وزیراعلیٰ بنا ہوں۔ ان کی شخصیت ایک کامل پیر کی تھی وہ روحانی پیشوا تھے۔

ایک دن کا واقعہ ہے میں کسی مسئلے پر ان سے ارجنٹ بات کرنا چاہتا تھا جب فون لگاؤ جواب ملتا کہ حضرت پڑھ رہے ہیں تقریباً دو گھنٹوں کے اندر میں نے دس بار کال کئے مگر یہی جواب ملا مجھے بتایا گیا کہ شام کو مغرب اور عشاء کے درمیان وہ پڑھائی کرتے ہیں اس درمیان وہ کسی سے بات نہیں کرتے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ آج کے دور میں اس طرح کی روحانیت اور اتنی سختی سے دنیا سے کنارہ کشی کرنے والا انسان انسان نہیں بلکہ بہت ہی غیر معمولی انسان ہوگا۔ آج ان کا عرس ہے میں انہیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں اور ان کے جانشین حضرت معین میاں سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے آپ کی بھی سرپرستی چاہتا ہوں۔

مثنیٰ میاں ایک روحانی شخصیت

کرپاشنکر سنگھ صدر ممبئی کانگریس کمیٹی

مثنیٰ میاں کو میں پیر مانتا تھا بہت مرتبہ میں انکا آشیر واد لیا ہوں اور کامیاب ہوا ہوں وہ ایسی روحانی شخصیت تھی جسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے

خوش نصیبی ان کی ایسی تھی کہ ہر مسلمان جس مقام پر موت کی تمنا کرتا ہے وہیں انکی موت ہوئی اور وہ جنت کے حقدار بنے مثنیٰ میاں کا سایہ اٹھ جانے سے میں محسوس کرتا تھا کہ اب ان کا ثانی نہیں ہوگا اور ہم ایک اچھے پیر سے محروم رہیں گےلیکن ان کے صاحبزادے اور جانشین حضرت معین میاں میں وہی خوبی وہی خاصیت اوراسی طرح کی روحانیت ہےاور ایسا لگتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت مثنیٰ میاں کا نعم البدل دے دیا ہے۔

حضرت سے مجھے حوصلہ ملا ہے

سچن بھاؤ اہیر صدر راشٹروادی کانگریس پارٹی ممبئی

مثنیٰ میاں سے میں جب بھی ملا ہوں مجھے ان سے زبردست حوصلہ ملا ہے وہ بڑے پیار سے یہی کہتے کہ بیٹا اچھا کام کروکسی کا دل نہ دکھالوگوں کی سیوا کروان کے ایک ایک شبد میری لئے انمول ہیں آج وہ ہمارے بیچ نہیں ہیں مگران کی نصیحتیں اورانکا آدرش ہمارے ساتھ ہے۔

سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ مثنیٰ میاں کے لڑکے حضرت معین میاں کی سرپرستی۔حاصل ہے جوانہیں کی نقش قدم پر چل کر ہم سب کی رہنمائی کررہے ہیں۔

مثنیٰ میاں کی شخصیت سب سے پُر بہار تھی

ایم این سنگھ (سابق پولس کمشنر ممبئی)

کبھی ہم پولس والوں میں بھی اس قدر انسانیت جاگتی ہے کہ ہم بھی امن وسکون کی تلاش میں کسی روحانی پیشوا سے دامن گیر ہوتے ہیں اسی تلاش میں حضرت انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں سے تعارف ہوا ان سے ملتے ہی میرے اندر کا وجود اپنے آپ کو بہت مختصر سمجھنے لگا اتنے بڑے شہر کا پولس کمشنر ایک شخص سے مل کر اگر اپنا قد چھوٹا سمجھے تو اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ کتنے بڑے شخص ہوں گے مجھے یاد ہے کہ جب میں پولس کمشنر تھا شہر کے ماحول کو پر امن بنانا تھا کئی مذاہب کے تہوار ایک ساتھ آرہے تھے تناؤ کی کیفیت تھی۔

میں نے سبھی مذاہب کے ذمہ داروں کو پریس کلب میں مدعو کیا تھا اسی میں حضرت مثنیٰ میاں بھی تشریف لائے تھے شیوسینا کے کارگزار صدر رادھوٹا کرے بھی تھے اس میٹنگ کا ماحول ہی جیسے گرمایا ہوا تھا مگر مثنیٰ میاں کی شخصیت سب پر بھاری تھی میٹنگ کے بعد ادھوٹا کرے جس انداز سے مثنیٰ میاں سے ملے تھے اس سے مجھے اندازہ ہوا کہ یہ صرف ایک پیر نہیں بلکہ کچھ اور ہی ہیں۔

آج مثنیٰ میاں نہیں ہیں مگر کبھی کبھی جب شہر کے حالات نا مساعد ہوتے ہیں تب ان کی کمی کا زبردست احساس ہوتا ہے کیونکہ وہی ایک ایسے بزرگ تھے جن کی بات ہر کوئی مانتا تھا ہر شخص ان کی عزت کرتا تھا حضرت کے عرس کے موقع پر میں اپنے اہل خانہ کی طرف سے انھیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔

مثنیٰ میاں پیروں کے پیر تھے

گنیش نائک وزیر برائے حکومت مہاراشٹر

مثنیٰ میاں پیروں کے پیر تھے میں جب بھی اپنا الیکشن لڑا ہوں سب سے پہلے ممبرا جا کر ان کا آشیروادلیاہوں آج میں وزیر ہوں تو انہیں کے آشیرواد سے ان کی شخصیت بڑی روحانی تھی ان سے ملنے پر دلی سکون ہوتا تھا اور ایسا لگتا تھا کہ بس ان کے پاس بیٹھے رہو اور ان کی باتیں سنتے رہو میں بہت سے پیر سے ملا مگر مثنیٰ میاں میں جو کشش تھی جو سچائی اور روحانیت تھی وہ کسی دوسرے پیر میں نہیں دیکھا۔ وہ پیر صاحب تھے اچھے انسان تھے، اور بہت بڑے سیکولر تھے ہر مذہب کے لوگوں کی عزت کرتے تھے ہر ایک سے ملتے اور ان کی دعاء میں اتنا اثر تھا کہ جو جس کے لئے کیا جاتا فائدہ پہنچتا تھا۔

مثنیٰ میاں جیسی شخصیت صدیوں میں ایک بار آتی ہے

گرو داس کامت (مرکزی وزیر)

مجھے یاد نہیں کہ میں حضرت مثنیٰ میاں سے کب ملا تھا مگر مجھے اتنا ضرور یاد ہے کہ ان سے ملنے کے بعد ہی مجھے کامیابی اور ترقی کا صحیح راستہ ملا ہے میں بزرگوں سے عقیدت اور محبت رکھتا ہوں میں اپنے ہر الیکشن کا آغاز حضرت مخدوم علی ماہمی کے آستانے پر حاضری دے کر ان کے سامنے اپنی عرضی پیش کر کے کرتا ہوں مگر جب میں نے حضرت مثنیٰ میاں سے ملاقات کی تو عجیب طرح کا احساس وروحانی سکون ملا تب مجھے لگا کہ حضرت مخدوم علی ماہمی کس قدر بلند پائے کے بزرگ ہوں گے کیوں کہ اس کا اندازہ مجھے حضرت مثنیٰ میاں کے فیض رساں ذات کو دیکھنے کے بعد ہوا حضرت مثنیٰ میاں سے میری چند ملاقتیں ہیں مگر ان کے صاحبزادے اور جانشین حضرت معین میاں سے کافی ملاقاتیں ہیں جامعہ قادریہ اشرفیہ دوٹانکی میں اور ان کی رہائش گاہ پر بھی۔

معین میاں سے ملنے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ جیسے ہم مثنیٰ میاں سے مل رہے ہیں۔وہی انداز وہی طریقہ اوراسی طرح کی خندہ پیشانی سے پیش آنا اورظلم وستم جبر وتشدد واستبداد سے لڑائی لڑنے کا حوصلہ انھیں بزرگوں سے ملا ہے اوراسی لئے بے خوف ہوکر ملتا ہوں۔پچھلے دوالیکشن میں حضرت معین میاں سے ملا ہوں ان کی دعائیں لیا ہوں اور کامیاب ہوا ہوں آج مرکز میں وزیر ہوں تو انھیں بزرگوں کی دعاؤں سے۔

مثنیٰ میاں سے مل کر ذہن وفکر کو تازگی اور حوصلہ ملتا تھا

سبودھ کانت سہائے،مرکزی وزیر دہلی

میں جب جب ممبئی آیا تب تب میں حضور مثنیٰ میاں سے مل کر ان کی دعائیں لیتا رہا۔وہ جب ہوٹل ساحل کے عقب میں رہتے تھے تب بھی اور جب وہ اگری پاڑہ کے گلستان اپارٹمنٹ میں گئے تب بھی ان سے ملنے کے بعد ذہن وفکر و تازگی اور حوصلہ ملتا۔

مجھے جب یہ بتایا گیا کہ مثنیٰ میاں بہت بڑے افسر تھے اوراب ریٹائر ہو چکے ہیں تو مجھے حیرت ہوئی کہ سرکاری محکمے میں اتنی عظیم شخصیت نے کیسے ۳۵/سال کا عرصہ نکالا ہوگا اوراپنے آپ کو تمام خرافات و لعنت سے کیسے بچایا ہوگا آج وہ ہمارے درمیان نہیں ہیں میں مرکز میں وزیر ہوں تو حضور مثنیٰ میاں کے جانشین حضرت معین میاں سے ملاقات کرتا ہوں تب بھی وہی احساس ملتا ہے۔

معین میاں نے اپنے آپ کو حضور مثنیٰ میاں کی طرح ہی بنایا ہے۔جنھیں دیکھ کر فوراً مثنیٰ میاں کا چہرہ سامنے آجاتا ہے مثنیٰ میاں کی شخصیت اتنی عظیم تھی کہ پورے ملک میں میں نے ان جیسا کہیں نہیں پایا کچھوچھہ شریف کے سجادہ نشین ہونے کے ناطے انہوں نے عقیدت مندوں کی جو خدمت کی جو سہولیات فراہم کی ہیں۔

اس کا چشم دید گواہ ہوں میں آج کے عرس کے موقع پر صرف یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح حضور مثنیٰ میاں کا سایہ ہم پر تھا ان کی شفقتیں ومہربانیاں اوردعائیں تھیں اسی طرح حضور معین میاں بھی رہیں تا کہ ہم ان کے حضور میں قدم بوسی کرکے روحانی سکون حاصل کرتے رہیں۔

مثنیٰ میاں کی شخصیت تابناک تھی

مرلی دیورامرکزی وزیر برائے پٹرولیم حکومت ہند

مولانا مثنیٰ میاں کو دیکھ کر حوصلہ ملتا تھا ان کی شخصیت تابناک تھی۔ میں کئی مرتبہ ان سے ملا ہوں مگر یہ میری بدقسمتی کہ جب بھی ملا اپنی سیاسی غرض کے لئے ملا کبھی وہ مجھے ڈانٹ بھی دیتے کہ تم کام برابر نہیں کر رہے ہو مسلمانوں کے مسائل پر توجہ نہیں دیتے وغیرہ میں خاموشی سے حضرت کی بات کو سن لیتا دوسرے ہی لمحے حضرت کا دل نرم ہو جاتا اور کہتے کہ میں تمہارے علاوہ کسی اور سے نہیں کہہ سکتا لیکن میری دعا تمہارے ساتھ ہے۔

جے جے فلائی اور برتج کا نام حضرت مخدوم علی مہائمی کرنے کے لئے حضرت نے مجھ سے کہا تھا میں نے اسے پورا بھی کیا۔

جب مدنپورہ مورلینڈ روڈ پران کے نام سے چوک کو منسوب کرنے کی بات تھی اس میں بھی میں نے پہل کی اور ملند سے کہا کہ ہر حالت میں مثنیٰ میاں چوک کو مونسپل کارپوریشن سے منظور کراؤ وہ بھی ہو گیا اس کا بھی افتتاح ہو گیا یہی میرے لئے سعادت کی بات ہے اب مثنیٰ میاں کے بعد ان کے بیٹے معین میاں جانشین ہیں ان میں بھی وہی خوبی اور اپنی قوم کے لئے دردمندی ہے ملند دیورا کے لئے ان کی دعائیں ساتھ تھیں اس لئے اس کی کامیابی ممکن ہو سکی۔

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

دسواں باب ۔۔۔۔۔منظوم خراج عقیدت

تیرے ایماں کی کسوٹی ہے مدینے کی فضا

نتیجہ فکر: ڈاکٹر سید امین اشرف صاحب

یوں ہوا خاک دل نغمہ سرا تیرے بعد
رنج میں ڈوب گیا شہر نوا تیرے بعد

شہر میں چین کے آثار نہ صحرا میں قرار
وائے آشفتگی موج صبا تیرے بعد

خالی خالی سا ہے گہوارۂ غوث العالم
سونی سونی سی ہے عالم کی فضا تیرے بعد

نہ رہی دلکشی طرّۂ دستار حسن
نہ رہی شوکت تاج فقراء تیرے بعد

تجھ سے قوت تھی کہ سب ہوگئے محروم عصا
پیر پیراں و شیوخ و علماء تیرے بعد

مسند آرا کوئی ملتا نہیں انوار صفت
گل کی خوشبو ہوئی رو رو کے جدا تیرے بعد

تجھ سے منسوب ہوئی اشرفیت کی توقیر
اشرفی مل گئے تجھ سا نہ ملا تیرے بعد

جیسے بادل کسی ویرانے پہ چھپ کر برسے
نہ رہی فضل و عطا تیرے بعد

ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو اٹھتے ہی نہیں تیرے بغیر
کھوگئی دشت میں تاثیر دعاء تیرے بعد

مرحبا یہ بھی تصرف تیرے اسلاف کا ہے
آ رہی ہے تیرے دامن کی ہوا تیرے بعد

اے خوشا چشم عنایت کہ مرے زخموں پر
جیسے رکھا ہوا ترا دست شفا تیرے بعد

تیرے ایمان کی کسوٹی ہے مدینے کی فضا
کاش مل جائے مجھے ایسی قضا تیرے بعد

نخل سرسبز رہے وادیٔ انوار اشرف
خوب برسے تیری یادوں کی گھٹا تیرے بعد

آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

نتیجہ فکر: مولانا مقصود احمد صاحب بستوی، پرنسپل جامعہ حنفیہ بستی

رنج و غم میں ہیں ڈوبے زمیں آسماں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں
دل پریشان ہے کافی رنجور ہے
آنکھ آنسوں بہانے پر مجبور ہے
تیرگی چھا گئی روشنی دور ہے
مہر رو پوش ہے چاند بے نور ہے
ذرہ ذرہ دیکھائی دے ماتم کناں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

آہ و جاری بھی ہے بے قراری بھی ہے
ہوش غائب ہوا عقل ماری بھی ہے
گھٹ رہا ہے یہ دم سانس جاری بھی ہے
زندگی اب تو کتنوں پہ بھاری بھی ہے
ایسی دو گے سزا کس کو تھا یہ گماں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

فخر اہل سنن قوم کی شان تھے
اشرفی خانوادے کی تم جان تھے
صدق واخلاص کی ایک پہچان تھے
یعنی مخدوم اشرف کے فیضان تھے
کشتی قوم و ملت کے تھے بادباں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

مرکز علم و حکمت تیری ذات تھی
وہ مزین بہر نوع کمالات تھی
باعث خیر و برکت تیری ذات تھی
ناز جس پہ تھا سب کو تیری ذات تھی
جان حسن و عمل اور شریں بیاں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

راہ طیبہ میں جس کا نیدھن ہوگیا
حشر تک اس کا چین وامن ہوگیا
واقعی اس کا پورا مشن ہوگیا
جو جوار نبی میں دفن ہوگیا
وہ بھی جنت بقیع ہے جنت نشاں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

ایسے چلتے بنے مڑ کے دیکھا نہیں
وصل شوق میں خود کو روکا نہیں
اور چلے گا مشن کیسے سوچا نہیں
یہ بڑا کام ہے کوئی چھوٹا نہیں
ہو گئے سب کے سب بے کس و ناتواں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

تیرا ہر فعل یوں مخلصانہ رہا
قدر داں جس کا سارا زمانہ رہا
غوث وخواجہ کا سچا دیوانہ رہا
اس لئے تم پہ شیدا زمانہ رہا
بھولے مقصودؔ کیسے تیری داستاں
آہ انوار اشرف گئے تم کہاں

جان بہار رحمت انوار اشرفی

نتیجہ فکر: شفیق جلال پوری

چشم نبی کی چاہت انوار اشرفی ہیں
شاہ نجف کی منت انوار اشرفی ہیں

جس عشق پر نماز حیدر قضا ہوئی ہے
اس عشق حق کی دولت انوار اشرفی ہیں

بغداد کی زمیں پر جو نور جلوہ گر ہے
اس نور کی ہے طلعت انوار اشرفی ہیں

اعلیٰ ہے ذات ان کی عالی نسب یہی ہیں
واللہ اعلیٰ حضرت انوار اشرفی ہیں

مخدوم اشرفی ہیں فیضان قادریت
فیضان اشرفیت انوار اشرفی ہیں

چراغ چشم خواجہ حضرت شاہ مثنیٰ ہیں

نتیجہ فکر: ذاکر بلرامپوری

شہید راہ طیبہ حضرت شاہ مثنیٰ میاں
میاں حور وغلماں حضرت شاہ مثنیٰ میاں

جو ہیں آل نبی مخدوم کے چہیتے ہیں
وہی اولاد زہرا حضرت شاہ مثنیٰ میاں

پکارو ہر گھڑی امداد کو شاہ مثنیٰ کو
مصیبت میں سہارا حضرت شاہ مثنیٰ میاں

یقیناً ثانیٔ مخدوم اشرف غوث کے نائب
چراغ چشم خواجہ حضرت شاہ مثنیٰ میاں

گزاری عمر جس نے خدمت اسلام میں اپنی
وہی قائد ہمارا! حضرت شاہ مثنیٰ میاں

پاک پنجتن سے ہے معطر شجرہ انوار اشرف کا

نتیجہ فکر: عبدالقدیر کچھوچھوی

نیر تاباں مہر درخشاں مکھڑا انوار اشرف کا
جلوہ کناں جلوہ ذیشاں جلوہ انوار اشرف کا
شافع محشر مولا علی فاطمہ زہرا حسن حسین
پاک پنجتن سے ہے معطر شجرہ انوار اشرف کا
حشر تلک دہلیز نبی پر صلی علیٰ یا صلّ علی
پڑھتا رہے گا خون کا اک اک قطرہ انوار اشرف کا
خلد کی ساری نعمت لے لے رضوان ہے منظور مجھے
رکھ دے میری خلد میں بس تو روضہ انوار اشرف کا
باندھ کے ہم احرام محبت کیوں نہ طواف یار کریں
اہل عقیدت کا کعبہ ہے روضہ انوار اشرف کا
ذکر ولی ہے ذکر نبی ذکر نبی ہے ذکر خدا
باعث رحمت باعث برکت چرچا انوار اشرف کا
رحمت و برکت والے فرشتے اس گھر میں اتریں گے
عشق و عقیدت سے جو لگا طغرا انوار اشرف کا
رم جھم رم جھم نور کی برکھا برسے گلیوں کوچوں میں
نور بداماں رشک جنت کوچہ انوار اشرف

نرالا ہے دربار، دربار اشرف

نتیجہ فکر: مولانا شاکر رونا ہی

نبی کا ہے گلزار گلزار اشرف
نرالا ہے دربار دربار اشرف

زمانے میں رائج ہے سکہ انھیں کا
نرالی ہے سرکار سرکار اشرف

گدا پلتے ہیں انکے در پہ ہزاروں
ہیں کیسے غریبوں کے غمخوار اشرف

شفا بٹ رہی ہے شب وروز در سے
عطائے خدا سے ہیں مختار اشرف

غم ورنج وکلفت کے چھٹ جائیں بادل
جو کر دیں کرم ہم پہ اک بار اشرف

ذرا تابش نور آ کر تو دیکھو
نبی کے ہیں انوار انوار اشرف

جہالت کی تاریکی و گمرہی میں
ہدایت کے ہیں مینار اشرف

یہ شاکرؔ کرم کا تیرے منتظر ہے
ادھر بھی ہو چشم گہر بار اشرف

آپ انوار المشائخ نازش علمائے دین

نتیجہ فکر: مولانا سید عارف اشرفی

مہر تاباں جانشین شاہ سمناں آپ ہیں
درد کے درماں مسیحائے مریضاں آپ ہیں

اے شہید راہ طیبہ لائق صد افتخار
پیکر عشق محبت جان جاناں آپ ہیں

آپ انوار مشائخ نازش علمائے دین
بے قراروں کے سکون و راحت جاں آپ ہیں

دیکھئے واللہ پروانوں کا اپنے حال زار
کیجئے خوشیاں عطا شمع فروزاں آپ ہیں

اے مقیم جنت البقیع شہید باوفا
قرب عثمان غنی شاداں و نازاں آپ ہیں

گردش دوراں کی ہم تاریکیوں میں غرق ہیں
روشنی کر دو عطا مہر درخشاں آپ ہیں

دور اب کر دیجئے عارفؔ کی یہ پژ مردگی
کھل اٹھے دل کی کلی جان بہاراں آپ ہیں

آیئے ہم بھی سوئے کچھوچھہ چلیں

نتیجہ فکر: ذاکر بلرامپوری

مرحبا مرحبا کتنے ذیشان ہیں
جس پہ انوار ملت مہربان ہیں

اس کو غم کیوں زمانے کا ہوگا بھلا
جس کے انوار ملت نگہبان ہیں

ان کے نقش قدم پر چلو دوستو!
اپنے رہبر ہیں وہ اپنے سلطان ہیں

ان کے دربار عالی کی وہ شان ہے
سر جھکاتے گدا اور سلطان ہیں

شاعری ہے کٹھن اتنی طاقت کہاں
میرے انوار ملت کے فیضان ہیں

آیئے ہم بھی سوئے کچھوچھہ چلیں
دل میں ذاکر مچلتے یہ ارمان ہیں

حضرت سید مثنیٰ اشرفی آل رسول

نتیجہ فکر: مولانا انجم کچھوچھوی

ہم شبیہ غوث العالم جانشین نور عالم
مظہر غوث الوریٰ ابن امام المشرقین

حضرت سید مثنیٰ اشرفی آل رسول
پیشوائے اہل سنت گلشن زہرا کے پھول

آپ کی صورت و سیرت دونوں مثل عین غین
کیوں نہ ہو جب آپ ہیں شان حسن جان حسین

ماہ رمضان المبارک اور عمرہ کا سفر
مرحبا افطار بھی جام شہادت نوش کر

اے سخی ابن سخی تیری سخاوت کے نثار
بارش گلہائے رحمت تجھ پہ ہو لیل و نہار

شمع محفل کی جدائی سے محبت ہے حال زار
انجمن بے نور پروانے سبھی ہیں اشکبار

اے سخی بہر نبی اے صاحب اعلیٰ صفات
انجم خستہ پہ بھی ہو جائے نگہ التفات

طیبہ گھر تھا گھر ہی پہنچے

نتیجہ فکر: منصور ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خان صاحب، سنی جمعیۃ العلما ممبئی

شیخ طریقت شاہ مثنیٰ — قائد ملت شاہ مثنیٰ
آل نبی اولاد علی ہیں — غوث کی نسبت شاہ مثنیٰ
مخدومی انوار سے روشن — آپ کی سیرت شاہ مثنیٰ
چہرے پر انوار کی بارش — یہ ہے حقیقت شاہ مثنیٰ
پاکیزہ کردار رہا ہے — پاک طبیعت شاہ مثنیٰ
گلشن علم سجائے کتنے — آپ کی حکمت شاہ مثنیٰ
ہاتھوں کی نرمی سے ظاہر — شان سخاوت شاہ مثنیٰ
ہر موقع پر قوم کو اپنی — بخشی قیادت شاہ مثنیٰ
سب کے سر پر آپ نے رکھا — دست کرامت شاہ مثنیٰ
چلتے چلتے راہ مدینہ — پہونچے جنت شاہ مثنیٰ
روئیں گے جب یاد کریں گے — آپ کی شفقت شاہ مثنیٰ
سولہ رمضان وقت سحر میں — پائی شہادت شاہ مثنیٰ
طیبہ گھر تھا گھر ہی پہونچے — یہ ہے رفاقت شاہ مثنیٰ
جامع قرآں کے پہلو میں — ملی ہے جنت شاہ مثنیٰ
آپ کے شہزادے ہیں جتنے — رہیں سلامت شاہ مثنیٰ
آپ کے نائب شاہ معین کی — عمر میں برکت شاہ مثنیٰ
مجھ کو بھی منصور ہی رکھیں — صاحب نصرت شاہ مثنیٰ

ہے اتنی بلندی پہ ایوان اشرف

نتیجہ فکر: مولانا شاکر علی رونا ہی

کروں کس زباں سے بیاں شان اشرف
جسے دیکھئے ہے ثناخوانِ اشرف

جدھر شرق سے غرب تک آپ دیکھیں
ہے ہر سورواں بحر فیضان اشرف

خرد کی رسائی نہیں ہے جہاں پہ
ہے اتنی بلندی پہ ایوان اشرف

نہیں لاتے خاطر میں تاج و حکومت
ملا ہے جنھیں جام عرفان اشرف

بہاریں رہیں اس حسینی چمن میں
پھلے اور پھولے گلستان اشرف

خدا یا معین اشرف با صفا کو
بنا دے تو شمع شبستان اشرف

یہ پھیلائیں انوار اشرف جہاں میں
منور کریں بزم عرفان اشرف

چہ گوید ثنائے شہ تخت سمناں
کجا بندہ شاکر کجا شان اشرف

کرے شاہ سمناں کی توصیف شاکرؔ
کہاں بندہ شاکر کہاں شان اشرف

کچھوچھہ میں ہے آفتاب ولایت

نتیجہ فکر: پروفیسر مولانا محمود علی خاں اشرفی

خدا کی محبت میں سرشار تم تھے — حبیب خدا کے دلدار تم تھے

سیادت، شرافت، نجابت کے حامل — کہ ابنِ علی سبطِ سرکار تم تھے

کچھوچھہ میں ہے آفتابِ ولایت — مگر ہر جگہ اس کے انوار تم تھے

ترقی پہ ہے اشرفی خانوادہ — کہ اس خانوادہ کے سردار تم تھے

جسے دیکھ کے خدا یاد آئے — ولایت کے ہوں جس میں آثار تم تھے

بہر سو جلایا چراغ علم دیں کا — میری قوم و ملت کے معمار تم تھے

ہزاروں کی کرتے تھے حاجت روائی — غریبوں فقیروں کے غمخوار تم تھے

مدینے میں ہے سب کی سرکارِ عالی — مگر ہند میں چھوٹی سرکار تم تھے

گم کردہ راہوں کو منزل ملی ہے — ہدایت کے روشن وہ مینار تم تھے

صحابہ کی جُھرمٹ میں سونا تھا تم کو — ازل ہی سے جس کے طلبگار تم تھے

معین وحسن اور سید علی کے — حسینِ گل ترکے گلزار تم تھے

خدارا بنے سب کی قبر بقیع میں — اے انوار تم پہ فدا کار ہم تھے

کرم تجھ پہ محمودؔ ہے آلِ نبی کا
یہ مانا کہ مجرم سزاوار تم تھے

ہم عاشقوں کی تمنا میاں مثنیٰ ہیں

نتیجہ فکر: اظہار مقدر کچھوچھوی

در علوم کے زینہ میاں مثنیٰ ہیں
رضائے فاطمہ زہرا میاں مثنیٰ ہیں

ہم عاشقوں کی تمنا میاں مثنیٰ ہیں
جمال و حسن سراپا میاں مثنیٰ ہیں

قلم کو روک مصنف ابھی نہ زحمت دے
سمجھ لے پہلے کیا کیا میاں مثنیٰ ہیں

ہمارے آپ کے جیسے یہ دو ہی چار ہیں کیا
سبھی کے مونس و ملجا میاں مثنیٰ ہیں

نظر سے دیکھ یا دل سے اگر عقیدت ہے
نبیرۂ شہ بطحا میاں مثنیٰ ہیں

اندھیرے دور نہ جائیں تو پھر کریں ہی کیا
سراج مجلس و جلسہ میاں مثنیٰ ہیں

حضور اشرف سمناں کے چہیتے ہیں
سخی شہر کچھوچھہ میاں مثنیٰ ہیں

مل گیا آج انواراشرف کوشہادت کامزہ

نتیجہ فکر: ہلال رانا کچھوچھوی

آفتاب ہاشمی کے عشق اور الفت کا چاند
تاجدار اولیاء کی آرزو و منت کا چاند
معرفت کا بدر کامل اور حکمت کا چاند
چھپ گیا طیبہ میں جاکر حسن کی طلعت کا چاند
غم زدہ ہر اشرفی ہے اشرفی ایوان میں
کوہ غم ٹوٹا ہوا ہے آج ہندوستان میں
مل گیا آج انوار اشرف کو شہادت کا مزہ
زہد و تقویٰ پارسائی اور عبادت کا مزہ
پیکر جود وسخا تجھ کو سخاوت کا مزہ
دولت ایمان و دین و شکر و قناعت کا مزہ
مرحبا پائی شہادت آپ نے رمضان میں
مرحبا مدفن ہوئے طیبہ کے قبرستان میں
آب زم زم سے عزیزوں نے نہلا دیا
اور کفن بھی جنتی انوار کو پہنا دیا
ہے فرشتوں اور شہیدوں کا یہاں پر ازدہام
آخری دیدار کی خاطر کھڑے ہیں خاص و عام

نور کے سائے تلے اٹھا جنازہ آپ کا
منزل مقصود تک پہنچایا جنازہ آپ کا

سید انوار اشرف کی نماز آخری
بالیقیں ولیوں فرشتوں اور شہیدوں نے پڑھی

قدسیان عرش زیارت کے لئے آنے لگے
اور تربت پر بہشتی پھول برسانے لگے

رحمت وانوار کی نوری گھٹا چھانے لگی
قبر انوار پر مسلسل نور برسانے لگی

نور سے معمور ان کی قبر انور ہوگئی
قبر میں انوار کو دید پیمبر ہوگئی

منتظر ہے خلد کا رضوان بھی انوار کا
شاہ سمناں سید اشرف کے برخور دار کا

بخش دے رانا کو یا رب مدح گوئی کے طفیل
اشرف انوار سے اس آشنائی کے طفیل

بخشنے کے واسطے تجھ کو بہانا چاہیئے
اور مجھے رحمت کا تیری شامیانہ چاہیئے

آج عرس مثنیٰ میاں ہے

نتیجہ فکر: پروفیسر مولانا محمود علی خاں اشرفی

کتنا پر کیف دلکش سماں ہے
آج عرسِ مثنیٰ میاں ہے

ان کے دیوانے آئے ہوئے ہیں
جس کو دیکھو وہی شادماں ہے

مہرباں جس پہ انوار اشرف
اس پہ اللہ بھی مہرباں ہے

جتنے آئے ہو سب بھر لو دامن
فیض کا آج دریا رواں ہے

آج جو بھی یہاں ہو رہا ہے
سید انوار پہ سب عیاں ہے

غم کا مارا یہ محمودؔ جائے کہاں
آسرا آپ کا آستاں ہے

گلِ زھرا

نتیجہ فکر: محمد راشد رضوی صابری

پلا دے مجھ کو پیمانہ میرے انوار اشرف کا
بنا اس دل کو دیوانہ میرے انوار اشرف کا

گل زہرا کی خوشبو سے ہزاروں دل معطر ہیں
رہے جاری یہ مہکانہ میرے انوار اشرف کا

وراثت میں ملی عزت انہیں مخدوم سمناں سے
عجب انداز شاہانہ میرے انوار اشرف کا

شہید راہِ طیبہ ہیں بقیع پاک میں دیکھو
بنا ہے آج کا شانہ میرے انوار اشرف کا

غریبوں دردمندوں کو وہ سینے سے لگاتے تھے
ہے انداز کریمانہ میرے انوار اشرف کا

ہمیشہ نور و رحمت کی جہاں بارش برستی ہے
بقیع پاک کا شانہ میرے انوار اشرف کا

ہے راشدؔ رضوی بھی اک رندِ کوئے اشرف سمناں
رہے آباد میخانہ میرے انوار اشرف کا

زمانہ کام کرتا ہے سدا، انوار اشرف کا

خدا و مصطفیٰ کا چاہنے والا ہے وہ بے شک
جو کوئی دل سے ہوتا ہے فدا انوار اشرف کا

زمانہ انکا خادم ہے وہ مخدوم زمانہ ہے
زمانہ کام کرتا ہے سدا انوار اشرف کا

سلامی پیش کرتے ہیں مہ و خورشید آ آکر
مہ خورشید ہے ادنی گدا انوار اشرف کا

قدم چومے زمین اور آسماں ترسا پیشانی کو
لحد میں جسد نوری جب چلا انوار اشرف کا

معین الدین اشرف مظہر انوار اشرف ہے
حسین اشرف ہیں حسن دلربا انوار اشرف کا

معین اشرف ہیں خلف و جانشین انوار اشرف کا
حسین ہیں خلف باصفا انوار اشرف کا

مساجد حسن ہیں مدرسے انوار ہیں ان کے
خوشا مسجد کی واں ہیں مدرسہ انوار اشرف کا

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

گیارہواں باب ۔۔۔۔۔تعزیتی خطوط

ان کے فیوضِ روحانی سے مستفیض فرمائے

منجانب: مفتی محمد میاں ثمر، قاضی اہل السنۃ دہلی

بخدمت گرامی محترم جناب شیخ الجامعہ و جملہ اراکین جامعہ قادریہ اشرفیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان کی روح پرنور کے لئے قرآن خوانی اور دیگر اوراد کا ایصال ثواب فقیر نے کرادیا ہے۔حق سبحانہ تعالیٰ وتقدس حبیب رؤف ورحیم علیہ التحیۃ والتسلیم کے طفیل اسے شرف قبولیت عطا فرمائے اور مرحوم کو جوار اقدس کی اوجگاہوں میں مقام رفیع عطا فرمائے اوران کے فیوض روحانی سے ہم سب اہل خلوص وعقیدت کو مستفیض فرمائے۔آمین آپ حضرات بھی فقیر کو دعائے خیر میں یاد فرمائیں۔

مرسلہ نقشہ کو پر کر کے بھیجنا غیر ضروری ہے۔والسلام

فقط: مفتی محمد میاں ثمر قاضی اہل السنۃ دہلی

گر قبول افتدز ہے عز وشرف

منجانب: مفتی محمد کوثر خان نعیمی، جامعہ عربیہ اظہار العلوم جہانگیر گنج، امبیڈ کر نگر

گرامی منزلت شہزادۂ دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمدہ تعالیٰ بخیر ہوں۔

خدا کرے مزاج بخیر ہوں

حضرت اشرف المشائخ رضی المولیٰ عنہ سے متعلق غیر مربوط فن مضمون نگاری سے کسی طرح دل کی بات کو ضبط تحریر میں لا کر حاضر کر رہا ہوں خدا کرے ان کی نگاہ ہم لوگوں کی طرف بھی ہو جائے۔

گر قبول افتدز ہے عز وشرف

والدہ مکرمہ سے سلام کے ساتھ ساتھ دعا کی درخواست، بھائیوں سے حسب مراتب سلام سنت

فقط والسلام، خیر اندیش

محمد کوثر خاں نعیمی

۲۰؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۵ھ/ ۱۰؍ جولائی ۲۰۰۴

جامعہ عربیہ اظہار العلوم نیا بازار، جہانگیر گنج امبیڈ کر نگر

اشرف المشائخ کوجنت الفردوس میں جگہ عطافرمائے

منجانب: سیدرئیس احمداشرفی، سربراہِ اعلیٰ ادارہ شرعیہ رائی پور

سلام مسنون

گذارش ہے کہ آپ کا لیٹر اشرف المشائخ الحاج الشاہ سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں اشرف الجیلانی علیہ الرحمۃ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت سلطان مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے عرس چہلم کے ایصال ثواب کے لئے آپ کا خط موصول ہوا۔ مدرسہ ادارہ شریعہ یتیم خانہ آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور رمضان المبارک میں انتقال کی خبر سن کر اسی دن قرآن خوانی کرا کر ایصال ثواب کیا گیا۔ ہم سب کی دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت اشرف المشائخ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

آپ کے حکم کے مطابق جتنے اوراد وظائف پڑھے گئے لیٹر کے ساتھ منسلک ہیں

ہم سب کی دعا ہے کہ اشرف امشائخ کے جانشین سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی صحیح جانشین بن کر چھا جائیں اور ان سے فیوض و برکات جاری وساری ہوں

سیدرئیس احمدالاشرفی الجیلانی

سربراہ اعلیٰ بانی مدرسہ ادارہ الشرعیہ یتیم خانہ

(ودیانگر، نزد پولس لائن، رائے پور، چھتیس گڑھ)

موصوف کے روپوش ہونے پر سخت افسوس ہوا

منجانب: کمال الدین شمسی، دارالعلوم اہل سنت، سدھارتھ نگر یوپی

مکرم ومحترم حضرات اساتذہ کرام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج گرامی!

آپ حضرات کا مکتوب گرامی بابت ایصال ثواب حضرت مثنیٰ میاں مرحوم ومغفور باصرہ نواز ہوا۔ حضرت موصوف کے ہم سے روپوش ہو جانے سے سخت افسوس ہوا حضرت موصوف ایک علمی وروحانی خانوادے کے ایک اہم فرد ہونے کے ساتھ میرے ضلع امیڈکرنگر کے تھے جس سے کچھ مزید افسوس ہوا مولیٰ تعالیٰ حضرت کو غریق رحمت فرمائے اور آپ کی قبر انوار کو رحمت ونور سے معمور فرمائے اور ہم سبھوں کو آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرماتا رہے۔ حضرت ممدوح کے ایصال ثواب کے لئے میں نے خاص اپنی نگرانی میں بیٹھ کر قرآن خوانی کروایا اور درود شریف وکلمہ شریف وغیرہ سونفر سے زیادہ درجات عالیہ کے طلبہ واساتذہ نے پڑھا اس کے مطابق آپ کے ارسال کردہ خانہ کو پر کرکے روانہ کیا ہے۔ ایصال ثواب فرمائیں اور دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔ سبھی ارا کین واساتذہ کو میرا سلام۔

فقط: شمشی

۲/ذوقعدہ ۱۴۲۴ھ

۲۶/دسمبر ۲۰۰۳

جماعت سرپرستی سے محروم ہوگئی

منجانب: محمد ابوبکر اشرفی ،سنی تبلیغی جماعت باسنی

حضور شہزادۂ عالی وقار مخدومی سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی صاحب سجادہ نشین وسید علی اشرف سید حسن اشرف سید حسین اشرف صاحب قبلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضور کا نوازش نامہ سنی تبلیغی جماعت باسنی کے ارکان کو دستیاب ہوا۔حضور سیدی سرکار سید مثنیٰ میاں صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی خبر سے پہلے ہی مغموم تھے جماعت کے دفتر میں فاتحہ خوانی وایصال ثواب ونذانہ عقیدت پیش کیا حضرت موصوف اہل سنت وجماعت کے ایک تابندہ نوری منار کی طرح تھے نہ جانے کتنے ادارے اور پوری جماعت حضرت کی سرپرستی سے محروم ہوگئے۔لہٰذا سنی تبلیغی جماعت کے اراکین کی طرف سے گہرے رنج وغم اور تعزیت کے ساتھ ہی وابستگی عقیدت سے منسلک رہیں گے۔چہلم شریف کا اشتہار بھی نمایاں جگہ چسپاں کیا گیا ہے حضور قبلہ علیہ الرحمہ کی باسنی میں تشریف آوری ہوئی تھی سنی تبلیغی جماعت کے لئے خصوصی دعائیں بھی فرمائی تھی حضرت مولینا مفتی ولی محمد صاحب حضرت مولانا حافظ محمد اکبر صاحب قبلہ حضرت مولانا حافظ اللہ بخش صاحب، حضرت مولانا غلام محمد صاحب وتمام اراکین سنی تبلیغی جماعت کا سلام قبول فرمائیں اور دعاؤں سے نوازتے رہیں۔

فقط والسلام

محمد ابوبکر اشرفی القادری

از دفتر سنی تبلیغی جماعت باسنی

جن کا بدل اب ممکن نہیں

منجانب: محمد ظفر اللہ خان اشرفی، جنرل سیکریٹری انجمن خاندیش

محترمی ومکرمی عالیجناب سید علی اشرف، اشرفی جیلانی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیر طریقت رہبر شریعت علامہ مولانا سید انوار اشرف، اشرفی جیلانی کا مورخہ ۱۵/ رمضان المبارک کوارضِ پاک مدینہ منورہ میں وصال ہوا۔ مریدین ومعتقدین کے لئے یہ خبر جانکا ثابت ہوئی۔ اہلیانِ رابوڑی بھی حضور کے دستِ شفقت سے محروم ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم خود حضرت سے وابسطہ داماں ہیں ہم ایسے اہل کہاں کہ ان کے لئے دعا کریں لیکن پاک پنجتن سے ہماری نسبت ہے اس لئے خالق و مالک کل، اللہ سبحان تعالیٰ سے اس کے حبیب اعظم امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں مرحوم پہ ہزاروں رحمتیں عطا کرے۔ آمین

یہ بات انجمن خاندیش کے لئے باعث فخر ہے کہ حضور مثنیٰ میاں کا دستِ شفقت انجمن واراکین انجمن خاندیش کے لئے ہمیشہ دراز رہا۔

محفلِ سماع ہو یا مذہبی تقاریب یا پھر رفاعِ عامہ کے پروگرام حضرت نے ہمیشہ لبیک کہا اور باجود خرابی صحت کے اپنی نورانی شخصیت سے عاشقان وتشنگان کو روحانی کیف وسرور بخشا جس کا بدل اب ممکن نہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر وفخر ہے کہ اہلیان رابوڑی کے لئے حضور مثنیٰ میاں کے دل پرنور میں ایک نرم گوشہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ حضرت کا روح افزاء دیدار گاہے بہ گاہے اہلیان رابوڑی کو نصیب ہوتا رہا۔ یہ اللہ سبحان تعالیٰ کا احسان عظیم ہے

رابوڑی میں حضرت کے مریدین، معتقدین وعاشقان وجاں نثاروں کا ہجوم رہا اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ آپ کی رہنمائی میں اب آپ کے برادر اصغر پیرِ طریقت حضرت علامہ مولانا سید معین اشرف،

اشرفی جیلانی، جاں نشین مثنیٰ میاں کے دست حق پرست پر ان شاء اللہ جاری وساری رہے گا۔ بارگاہِ الٰہی میں بطفیل سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ہم دعا گو ہیں مرحوم کو جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور وابسطہ دامانِ سید انوار اشرف کو روحانی فیوض وبرکات سے معمور فرمائے۔ آمین

اراکین انجمن خاندیش بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہیں کہ وہ آپ کو سید حسن اشرف صاحب، سید حسین اشرف صاحب وجملہ پس ماندگان ومتعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔ آمین

انجمن خاندیش

محمد ظفر اللہ خان اشرفی

جنرل سیکریٹری

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

بارھواں باب

عرس کے موقع پر اخباری رپورٹ

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا پہلا سالانہ عرس مقدس

شہید راہِ مدینہ کی زندگی قوم کے لئے مشعل راہ ہے

اسٹاف رپورٹ دوٹانکی/ بعد نماز تراویح عیدگاہ میدان چھوٹی مسجد چھوٹا سونا پور مولانا شوکت علی روڈ ممبئی ۸ میں شہید راہ مدینہ پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا پہلا سالانہ عرس مقدس نہایت ہی تزک و احتشام کے ساتھ منعقد ہوا، جس کی سرپرستی آبروئے اشرفیت حضرت علامہ سید نظام اشرف الاشرفی الجیلانی (ایڈوکیٹ) فیض آبادنے کی اور صدارت معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی (سجادہ نشین سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی) نے فرمائی۔شہید راہ مدینہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ملک وملت کے مشاہیر علماء ومشائخ ائمہ وشعراء کثیر تعداد میں تشریف فرماتھے۔

پروگرام کا آغاز حضرت علامہ قاری مشتاق احمد تیغی استاد جامعہ قادریہ اشرفیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔شیخ القرآن حضرت مولانا عبداللہ خاں عزیزی، نے کہا کہ شہید راہِ مدینہ کی زندگی قوم کے لئے مشعل راہ ہے۔شہنشاہ خطابت حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی اور فاتح کرناٹک ناشر سنیت منصور ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خاں صاحب قبلہ نے یکے بعد دیگرے حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی حیات وخدمات پر معلوماتی اور مفصل خطاب سے سامعین کو محظوظ کیا۔ڈاکٹر سید مناظر حسن اشرف،نسیم فرخ آبادی اوراشہر بہرائچی،نسیم حبیبی نے حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا اورٹھیک دو بجے قل شریف ہوا۔اس کے بعد معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کی دعا، صلاۃ وسلام پر جلسہ اختتام پذیر ہوا۔مذکورہ حضرات کے علاوہ جن قابل ذکر علماء ومشائخ اور مقتدر ہستیوں نے عرس میں شرکت کی ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔

سراج ملت حضرت علامہ سید سراج اظہر صاحب قبلہ خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، حضرت علامہ سید

گلزارالدین صاحب قبلہ برکاتی، سجادہ نشین مسولی شریف بارہ بنکی، حضرت علامہ مولانا مفتی رفیق احمد رضوی، حضرت سیدعلی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف (صاحبزدگان) حضور مثنیٰ میاں، حضرت علامہ نعمان خان، حضرت علامہ شاکرعلی، حضرت علامہ تسلیم رضا بریلی شریف، حضرت علامہ سید خلیق اشرف، حضرت علامہ قسیم اشرف، حضرت مولانا سید جاوید اشرف، حضرت سید ولی اشرف، حضرت علامہ ڈاکٹر تنویر انعام، حضرت علامہ سید نظام اشرف، حضرت علامہ سید خالد اشرف، حضرت علامہ مفتی شعبان علی صاحب، حضرت مولانا مشتاق احمد فیض آبادی، حضرت علامہ معین الحق علیمی، عالی جناب محمد سعید نوری صاحب، حضرت علامہ محمود عالم رشیدی، حضرت علامہ سید زبیر اشرف، حضرت علامہ عبدالجبار ماہر القادری، حضرت مولانا ولی اللہ شریفی، حضرت مولانا نصر اللہ قادری، حضرت مولانا اظہار بھیونڈی، مولانا محمود علی خاں اشرفی، حضرت علامہ قاری عارفین صاحب، حضرت مولانا عارف صاحب، حضرت مولانا عبدالغفار صاحب، حضرت علامہ مقبول احمد مصباحی، حضرت مولانا قاری شرف الدین صاحب، علاوہ ازیں علماء وشعراء شہر کی معزز شخصیات و دانشور ولیڈران، مدارس کے اساتذہ وطلبہ کافی تعداد میں موجود تھے۔ نظامت کے فرائض نہایت ہی خوش اسلوبی سے حضرت مولانا مقصود علی خان شہزادہ محبوب ملت نے انجام دیا۔

حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا دوسرا سالانہ عرس مقدس

جلسہ خراج عقیدت میں چوٹی کے علمائے کرام کی شرکت

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا دوسرا سالانہ عرس مقدس منعقد ہوا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے افضل الصوفیا حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت خاندان اہل بیت کے چشم و چراغ حضرت علامہ الحاج الشاہ السید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی معین میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیا۔

ورلڈ اسلامک مشن لندن کے قائد قوم وملت مفکر اسلام علامہ قمرالزماں خاں اعظمی نے حضور شہید راہ مدینہ انوار اشرف مثنیٰ میاں کے عرس کے موقع پر کہا کہ ہمارا المیہ یہ ہے کہ آج بھی اپنے قول وعمل کے پابند نہیں ہیں۔دوسرا المیہ ہماری جہالت ہے جس کی وجہ سے ہم ہندوستان کی دیگر پسماندہ قوموں سے بھی زیادہ پسماندہ ہوگئے ہیں۔تعلیم کے ساتھ ساتھ قوم وملت کی خدمت کا جذبہ سب سے بڑی سنت ہے اور سید انوار اشرف مثنیٰ میاں اسی سنت کے پابند تھے۔

اس اجلاس میں ملک کے مختلف علاقوں سے تشریف لائے علمائے کرام نے شرکت کی۔اس جلسہ خراج عقیدت کے موقع پر ہزاروں کا مجمع اپنے علماء کو سماعت فرمانے کے لئے جوق در جوق حاضر تھا۔ مفکر اسلام نے مزید فرمایا کہ علامہ مثنیٰ میاں مسلمانوں کی قیادت کی کمی کو ہر ممکن طور پر پورا کررہے تھے۔ دینی جذبہ کے ساتھ ساتھ انہوں نے اپنی زندگی میں تعلیم وتدریس کو بھی اہمیت دی۔اخلاق سے بھرپور شخصیت کی بناء پر جو کوئی بھی ان سے ایک بار ملاقات کرتا ان کے حسن سلوک سے متاثر ہوکر ان کا مرید بن جاتا۔اس کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے بھی اپنی تعزیتی تقریر کے دوران مثنیٰ میاں کی بلند شخصیت کو منقبت کے ذریعہ سامعین تک پہنچایا۔بالخصوص مولانا اشرف علی نوری نے مثنیٰ میاں کو آپ صلی اللہ علیہ

وسلم کی اس سنت کا زبردست پابند بتایا۔ جسے عام مسلمانوں نے پوری طرح نہیں سمجھا۔ ان کے مطابق قوم وملت کے لئے بے چین ہونا ہی عظیم سنت ہے۔ اور حضور مثنیٰ میاں اسی سنت کے قائل تھے۔ مولانا منصور علی خان نے مثنیٰ میاں کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے بیان فرمایا کہ سبحان اللہ آپ اپنی تمام تر زندگی دارالعلوم و مدرسہ کی سرپرستی کرتے رہے اور وصال کے بعد بھی آج ہی کے دن مقامی بچوں کی عربی تعلیم کے لئے مدرسہ انوار اشرف کا افتتاح بھی اس موقع پر عمل میں آیا۔ اس موقع پر بھیونڈی سے تشریف لائے علامہ مولانا سید اطہر حسین ضیائی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سید انوار اشرف مثنیٰ میاں کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ حضرت جہاں سے بھی گذرتے لوگ ان کے روشن چہرے کو دیکھ کر روحانیت سے متاثر ہوجاتے۔

آج یہاں ستاروں کی انجمن تو سجی ہوئی ہے آفتاب کھو گیا ہے اس جلسہ خراج عقیدت کے موقع پر مفتی سمیع اللہ، قاری عطاء اللہ، مولانا حبیب الرحمن، مولانا عرفان صاحب، مولانا وارث جمال، رضا اکیڈمی کے صدر محمد سعید نوری بھی شامل تھے۔ علاقے کی معزز شخصیتوں میں آدم میمن مچھی والا، ذاکر احمد، شریف اشرفی، صداقت حسین، ایڈوکیٹ شکیب خان، مولانا الطاف حسین، مولانا محمود علی خاں اشرفی، ڈی ڈی کمل راج عرف پپو سر وغیرہ موجود تھے۔ اس جلسہ کی نظامت مولانا توکیل احمد اور مولانا منصور علی خان نے انجام دیئے۔ اس جلسہ کا اختتام انوار اشرف مثنیٰ میاں کے جانشین پیر طریقت علامہ مولانا سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی کی دعائے خیر کے بعد ہوا۔ اشرفیہ غریب نواز کی جانب سے عرس کے موقع پر عام دعوت طعام کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں خواتین کے علاوہ ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔

تیسرا سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

علماء، ائمہ اور مشائخ نے شرکت فرما کرخراج عقیدت پیش کیا

نئی نسل کو تعلیم سے آراستہ کرنا انتہائی ضروری ہے (مولانا سید معین میاں)

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا تیسرا سالانہ عرس مقدس منعقد ہوا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے افضل الصوفیا حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت خاندان اہل بیت کے چشم و چراغ حضرت علامہ الحاج الشاہ السید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی معین میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیا۔

پروگرام شروع ہوتے ہی کثیر تعداد میں عوام الناس آنے لگے۔ لوگ محسوس کررہے تھے کہ اس نورانی جلسہ اور عرس کی تقریب میں حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی روحانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہورہے ہیں۔

اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہورہے تھے۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاذ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالستار صاحب مصباحی نظامت فرمارہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے حافظ وقاری ایاز ردولوی صاحب کو دعوت دی گئی انہوں نے بہترین انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا مختارالحسن بغدادی تشریف لائے انہوں نے کہا کہ حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دعا بارگاہ رب میں قبول ہوئی دفن کے لئے وہ سرزمین نصیب

ہوئی جو ہر ایک مومن کی دلی تمنا ہوتی ہے اور سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرزمین ممبئی میں قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لئے ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی جہاں سے علماء اور فضلا تیار ہونے لگے اور انسانیت کو فروغ ملنے لگا آپ نے مزید فرمایا کہ مثنیٰ میاں کی نمایاں خوبی تھی کہ آپ کی بارگاہ میں بے کمال لوگ با کمال ہو جایا کرتے آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کے تعلیمی مشن کو آگے بڑھایا جائے''

نباض قوم وملت استاذ الشعراء جناب ڈاکٹر سید مناظر حسین صاحب نے نعت منقبت نہایت ہی والہانہ انداز میں پیش کیا جسے خوب سراہا گیا جناب اشہر بہرائچی نے منقبت سنا کر سامعین سے داد تحسین حاصل کی، مداح رسول شاعر اسلام جناب تبسم عزیزی نے حسین پیرائے میں منقبت پاک پیش کیا شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی کلکتوی نے بارگاہ حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔

خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبد القادر علوی صاحب اختتامی بیان کے لئے رونق اسٹیج ہوئے اور انہوں نے کہا کہ حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں مسلسل حاضری دے کر خراج عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔ انہوں نے مختصر وقت میں ایک جامع تقریر فرمائی کہ وہ ایک ایسے پیر تھے جو نہ صرف اپنے مریدوں کی بلکہ پوری قوم وملت کی رہبری ونمائندگی پوری زندگی فرماتے رہے۔

رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت مولانا قاری عین الدین صاحب، حضرت حافظ وقاری مشتاق احمد تیغی صاحب نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ آخر میں جانشین حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال، مومنوں کے لئے عشق رسول، گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی اور قبلہ اول کی بازیابی کے لئے دعاء فرمائی۔

بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی سامعین نے باری باری حضور معین میاں کی دست بوسی سے فیض حاصل کیا۔ کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور ملند دیورا، جناب سنجے نروپم، جناب امین پٹیل، جناب یوسف ابرہانی، جناب بابا صدیقی، جناب جتیندر اوہاڑ، جناب شانو پٹھان، جناب حاجی عرفات، جاوید جنیجا کے علاوہ دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، اتنا بڑا مجمع ہونے کے باوجود بحمدہٖ تعالیٰ کسی طرح کی بدنظمی نہیں ہوئی کثیر تعداد میں علمائے کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام، عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص حضرت علامہ مفتی سید خلیق اشرف صاحب، مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب روناہی، مفتی منظر حسین صاحب گھاٹکوپر، مولانا غلام معصوم دارالعلوم محمدیہ، مولانا مقصود علی صاحب سنی بڑی مسجد مدنپورہ، مولانا نورالعین صاحب نور باغ مسجد، مولانا مقصود احمد بستوی، حضرت علامہ مولانا صوفی محمد عمر، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، مولانا محمود علی خاں اشرفی، حضرت علامہ مولانا عالم صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب، حضرت علامہ حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، مولانا اسماعیل صاحب شافعی، مولانا امان اللہ رضا صاحب، قاری قمر رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، مولانا عرفان علیمی صاحب، کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

چوتھا سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

حضور شہید راہِ مدینہ کے عقیدت مندوں اور مریدوں کا جم غفیر

دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کا ہونا بھی ضروری ہے (مولانا سید معین میاں)

(اسٹاف رپورٹر) دوٹانکی ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا چوتھا سالانہ عرس مقدس منایا گیا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ چھوٹا سونا پور مولانا شوکت علی روڈ ممبئی میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری عین الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ سے انجام دیا۔

اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ الحاج مفتی عبد الستار صاحب مصباحی نظامت فرمارہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے عالی جناب مداح رسول محمد ہارون اور بلبل باغ مدینہ عبدالعزیز صاحبان کو عوت دی گئی۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مولانا منظور صاحب کو دعوت دی گئی، ہالینڈ سے آئے ہوئے مقرر مفتی شفیق الرحمن عزیزی نے سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے تعلیمی میدان میں جو کارنامہ انجام دیا ہے اس کو فراموش نہیں کیا جاسکتا انہوں نے دینی تعلیم کے لئے مدارس کا جال بچھادیا اوران کے دل میں بچیوں کی تعلیم کے لئے بھی جذبہ تھا انہوں نے بچیوں کی تعلیم کے لئے ممبرا میں مدرسہ کنیزان فاطمہ کا قیام عمل میں لایا۔

شاعر اسلام جناب حیرت گونڈوی، جناب تبسم عزیزی، جناب نسیم حبیبی نے بارگاہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں یکے بعد دیگرے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔صدام یونیورسٹی کے فاضل مولانا مختارالحسن صاحب تشریف لائے انھوں نے اپنی 'اپنے ولولہ انگیز نہایت ہی معلوماتی بصیرت افروز بیان میں صاحبِ عرس سے متعلق فرمایا کہ ''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے قوم کو یکجہتی کا درس دیا ہے اور مسلکی اختلاف سے دور رہنے کی تلقین کی ہے آپ کے اندر قائدانہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود تھی لوگ بلا چوں و چراں آپ کو اپنا قائد تسلیم کرتے تھے آپ نے کبھی بھی اپنے مفاد کے لئے کام نہیں کیا بلکہ ہمیشہ قوم کے مفاد کو مدِ نظر رکھا۔

خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبدالقادر علوی صاحب نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں نے سیاسی ،سماجی ،بصیرت تھی آپ اپنی قائدانہ صلاحیت سے قوم کی رہبری فرمارہے تھے اور لوگ آپ کو اپنا تسلیم کرتے ہوئے پیروی بھی کرتے آپ نہ صرف ممبئ کی قیادت کی بلکہ پورے ہندوستان کی قیادت کرتے تھے آپ کی صدارت وسرپرستی میں نہ جانے کتنے جلسے اور جلوس کا انعقاد ہوا۔

آخر میں صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے بیماروں کی شفا، ایمان پر خاتمہ، ملک میں امن وشانتی، رزق میں ترقی، آپس میں اتحاد واتفاق، کاروبار اور تجارت میں ترقی کے لئے دعا کی ۔

پروگرام کے اختتام پر بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ وسلام کی ڈالی نچھاور کی گئی سامعین نے باری باری حضور معین میاں کی دست بوسی سے فیض حاصل کیا۔کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور ملند دیورا، جناب سنجے نروپم، جناب امین پٹیل، جناب سنجے دینا پاٹل، جناب بابا صدیقی، جناب شانو پٹھان، جناب حاجی عرفات، جناب وارث پٹھان، جناب حیدر اعظم، جناب عارف نسیم خان کے علاوہ دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، اتنا بڑا مجمع ہونے کے

باوجود بحمدہٖ تعالی بہترین انداز میں آئے ہوئے مہمان کی دیکھ بھال کی گئی، کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام، مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب، قاری یوسف صاحب برکاتی، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب روناہی، مولانا امان اللہ رضا صاحب، قاری قمر رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، مولانا محمود علی خاں اشرفی، حافظ وقاری مظفر حسین صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا عالم صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب، حضرت علامہ حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب، کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

پانچواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر
علماء اور مشائخ نے بارگاہِ مثنیٰ میاں میں خراج عقیدت پیش کی

اسٹاف رپورٹر دوٹانکی: بعد نماز تراویح عیدگاہ میدان چھوٹی مسجد چھوٹا سونا پور مولانا شوکت علی روڈ ممبئی ۸ میں شہید راہ مدینہ پیر طریقت حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کا پانچواں سالانہ عرس مقدس نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا، صدارت معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی (سجادہ نشین سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی) نے فرمائی۔

شہید راہ مدینہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ملک وملت کے مشاہیر علماء ومشائخ ائمہ وشعراء کثیر تعداد میں تشریف فرما تھے۔ پروگرام کا آغاز حضرت حافظ وقاری مشتاق احمد تیغی استاد جامعہ قادریہ اشرفیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں عمرہ کے ارکان وافعال سے فارغ ہوکر انوار تجلیات کی موسلا دھار بارش میں نہا کر حضور کی بارگاہ میں حاضری دینے کے لئے مدینہ منورہ کے سفر پر روانہ ہوئے اور اپنی جان اللہ کے راہ میں اپنے محبوب کے جوار میں پیش کردی۔ الجامعۃ الاسلامیہ سے آپ کا بڑا گہرا رابطہ اور تعلق تھا آپ علماء نواز اور خرد نواز تھے آپ کے احسانات کو ہم فراموش نہیں کرسکتے۔

فاتح کرناٹک ناشر سنیت منصور ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خاں صاحب قبلہ نے کہا کہ مثنیٰ میاں کی ذات ہم سبھوں کے لئے مشعل راہ تھی آپ کی قیادت میں میں کتنی بار دینی اور ملی اجلاس میں شرکت کرچکا ہوں آپ نے ہمیشہ قوم کے مفاد کے لئے بات کہی۔ ڈاکٹر سید مناظر حسن اشرف نے بارگاہِ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کیا، اشہر بہرائچی، نسیم حبیبی نے حضرت علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا اور ٹھیک دو بجے قل شریف ہوا۔ اس کے بعد معین المشائخ حضرت مولانا سید معین الدین اشرف الاشرفی الجیلانی کی دعا، صلاۃ وسلام پر جلسہ اختتام پذیر ہوگیا۔ مذکورہ حضرات کے علاوہ جن قابل

ذکر علماء ومشائخ اور مقتدر ہستیوں نے عرس میں شرکت کی ان کے اسماء مندرجہ ذیل ہیں۔
بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود علی خان، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب، حضرت مولانا محمد صوفی محمد عمر صاحب ناظم اعلی جامعہ قادریہ اشرفیہ، مفتی منظور صاحب خطیب وامام سنجری مسجد کماٹی پورہ، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، مولانا سید عدیل اشرف، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا نور العین صاحب نور باغ مسجد، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا امان اللہ رضا صاحب مسجد قباء، حضرت مولانا بخت القادری، علامہ مولانا عبد القیوم صاحب خطیب وامام بسم اللہ شاہ درگاہ وی ٹی، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم صاحب، مولانا معراج صاحب حبیبی، حضرت علامہ مولانا ابوبکر صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم صاحب، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت حافظ قاری طاہر صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت علامہ مولانا عبد الرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب، حضرت مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت مولانا عبد الشکور صاحب، حضرت مولانا شکیل احمد اشرفی، حافظ مختار عالم صاحب، قاری افضال صاحب، مولانا اکرام الدین صاحب، مولانا مسلم رضا صاحب، مولانا لطیف الرحمن صاحب، مولانا معصوم دریا آبادی، مولانا ریاض صاحب، حافظ وقاری جلال الدین برکاتی صدر المدرسین اعجاز العلوم کھیتا سرائے جونپور،

چھٹا سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا

عوام اور خواص کا جمِ غفیر دانشوارانِ قوم وملت کی شرکت

امن وشانتی کے ماحول میں ہی ملک ترقی کرسکتا ہے (مولانا سید معین میاں)

(اسٹاف رپورٹر) دوٹانکی ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا چھٹا سالانہ عرس بہترین انداز میں منایا گیا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری نظام الدین نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں کے شہزادے افضل الصوفیا حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے انجام دیا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور شہید راہ مدینہ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیئے۔

بزم قادریہ چشتیہ اشرفیہ کے نوجوان کارکنان اور جامعہ قادریہ اشرفیہ کے طلبہ پروگرام کے نظم وضبط کو سنبھالے ہوئے تھے، پروگرام شروع ہوتے ہی کثیر تعداد میں عوام الناس آنے لگے آئمہ مساجد، علمائے کرام ومشائخ عظام کا جم غفیر تھا اس نورانی محفل میں حضور مثنیٰ میاں کی نورانیت برس رہی تھی اور لوگ فیضیاب ہورہے تھے۔ اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہورہے تھے۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کے موقر استاذ مفتی منظور صاحب نظامت فرمارہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے حافظ وقاری اشفاق صاحب کو دعوت دی گئی انھوں نے بہترین انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا پھر افتتاحی خطاب کے لئے جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب رونق اجلاس ہوئے اور سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ حضور مثنیٰ

میاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے قوم کے لئے جو کارنامہ انجام دیا ہے اسے فراموش نہیں کیا جا سکتا انہوں نے قوم کے نوجوانوں کی عصری اور دینی تعلیم کے لئے ہمیشہ کوشش کی ہے اور ان کی یہ تمنا رہی کہ قوم کے بچے جہاں دینی تعلیم سے آراستہ ہوں ساتھ ہی ساتھ عصری علوم بھی حاصل کرے اس کے لئے انہوں نے ہر ممکن قدم اٹھایا اور اس میں کامیاب بھی رہے۔ سنی مسجد بلال کے خطیب وامام مولانا قاری مشتاق احمد تیغی نے منقبت کے اشعار پیش کئے۔ جناب قاری اسلام اللہ صاحب نے حضور شہید راہ مدینہ کی بارگاہ میں منقبت پیش کئے۔

شاعر اسلام جناب اشہر بہرائچی نے بارگاہ مثنیٰ میاں میں منظوم خراج عقیدت لا نذرانہ پیش کیا، مشہور شاعر اسلام جناب تبسم عزیزی صاحب تشریف لائے اور والہانہ انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے، سامعین نے خوب سراہا آپ کے بعد خانوادہ اشرفیہ کے چشم و چراغ شاعر اسلام جناب ڈاکٹر سید مناظر حسین صاحب رونق اسٹیج ہوئے بہت درد انگیز انداز میں نعت رسول پیش کی خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبد القادر علوی صاحب نے اپنی شاندار خطاب میں کہا کہ حضور مثنیٰ میاں کی ذات ہمارے لئے نمونہ حیات تھی میں نے بارہا ان کو اجلاس اور محفلوں کی صدارت کرتے ہوئے دیکھا ہے ان کے خطبہ صدارت میں وعظ ونصیحت کے ساتھ ساتھ قومی ترقی اور اصلاح کی باتیں بھی ہوا کرتی تھی بلاشبہ آپ کی قیادت اپنے اور غیر سبھی تسلیم کرتے تھے میں نے اپنی نظروں سے دیکھا ہے کہ اعلیٰ افسران کے سامنے اپنی بات کو بہترین طریقے سے رکھتے کہ سامنے والا متاثر ہو جاتا۔

کلکتہ سے آئے ہوئے شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی حاضر ہوئے اور اپنی مترنم آواز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔ رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب اور حضرت قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال، بیماروں کی شفاء، بے گناہ قیدیوں کی رہائی، ایمان واسلام پر

استقامت، بے روزگاروں کے لئے رزق حلال، مومنوں کے لئے عشق رسول، گنہگاروں کی مغفرت، ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی۔ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی سامعین نے باری باری حضور معین میاں کی دست بوسی سے فیض حاصل کیا۔ کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور سے اروند ساونت، سنجے دینا پاٹل، جتیندر اوہاڑ، سنجے نروپم، بابا صدیقی، یوسف ابرہانی، جناب عارف نسیم خان صاحب، سچن بھاؤ اہیر، ایم ایل اے جناب امین پٹیل صاحب، کارپوریٹر جناب جاوید جنیجا صاحب، کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، رضا کار اور جامعہ قادریہ کے طلبہ نے بڑے منظم طریقے سے سبھوں کا استقبال کیا۔ کثیر تعداد میں علمائے کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام، عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود علی خان، مفتی منظور احمد مصباحی، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، مولانا امان اللہ رضا مسجد قبا، مفتی نعیم صاحب دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، مولانا عبد الرحیم ممبرا، حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار جوگیشوری، حضرت مولانا ابراہیم آسی، جناب قاری فاروق صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم صاحب، حافظ وقاری مظفر حسین صاحب، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت قاری طاہر صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

ساتواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا

عوام وخواص، علماء اور ائمہ کی جوش وخروش کے ساتھ شرکت

(اسٹاف رپورٹر) ممبئ/حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا ساتواں سالانہ عرس مقدس تزک و احتشام کے ساتھ اختتام پزیر ہوا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری عین الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے انجام دیا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیئے آئمہ مساجد علمائے کرام و مشائخ عظام کا جم غفیر تھا۔اس بارونق اجلاس میں حضور مثنی میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہورہے تھے۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کے مدرس مولانا مفتی منظور احمد صاحب نظامت فرمارہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے جامعہ قادریہ اشرفیہ کے ہونہار طالب علم محمد شمیم رضا کو دعوت دی گئی انھوں نے بہترین انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا پھر خطابت کے لئے یوپی سے آئے ہوئے شعلہ بار مقرر حضرت علامہ مولانا سید خلیق اشرف نے حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی سیرت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ان کی زندگی کے مختلف گوشوں پر اگر روشنی ڈالی جائے تو رات چھوٹی پڑ جائے گی مختصر یہ ہے کہ آپ نے ملی، سماجی، سیاسی اور اصلاحی ہر نہج پر کام کیا ہے بالخصوص آپ نے تعلیم کی طرف توجہ دی ہے اور اس سلسلہ میں ممبئ، بیرون ممبئ اور ہندوستان کے مختلف صوبوں میں مدارس اور مکاتب کا قیام عمل میں لایا اور تاحیات ان مدارس اور مکاتب کی سرپرستی فرماتے رہے۔انہوں نے یہ کوشش کی کہ نئ

نسل کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم سے بھی مزین کیا جائے۔شاعر اسلام جناب اشہر بہرائچی نے بارگاہ مثنیٰ میاں میں منظوم خراج عقیدت کا نذرانہ پیش کیا۔

پھر خطابت کیلئے حضرت علامہ مولانا امان اللہ رضا خطیب وامام مسجد قباء تشریف لائے مثنیٰ میاں کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ میں نے حضرت کے ساتھ متعدد بار جلوس میں شرکت کی ہے جس جلوس میں آپ نے شرکت کی وہ جلوس کامیاب رہا اور آپ نے قوم کو جو پیغام دیا وہ اصلاحی نکتہ نظر سے کامیاب رہا آپ کی یہ ہمیشہ کوشش رہی کہ قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور آپسی انتشار اور خلفشار کو ختم کردیا جائے اس معاملہ میں آپ کو کافی کامیابی بھی ملی ہے۔ملی اور سماجی کارناموں کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے رہتی دنیا تک آپ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا جائے گا۔

مشہور شاعر اسلام جناب تبسم عزیزی صاحب تشریف لائے اور والہانہ انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے، سامعین نے خوب سراہا آپ کے بعد ہندوستان کے مشہور ومعروف شاعر اسلام اشعر بہرائچی نے چند اشعار نعت پاک کے اور چند اشعار منقبت کے پیش کر کے سامعین کے قلوب واذہان کو منور فرمایا حاضرین نے آپ کے کلام کو خوب خوب سراہا اور بارہا نعرۂ تکبیر ورسالت کی صدا بلند ہوئی خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبدالقادر علوی صاحب نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے جو قوم کے لئے مشن پیش کیا اس پر ان کے صاحبزادہ معین المشائخ کام کر رہے ہیں آپ کی اور ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مثنیٰ میاں کے بعد ان کے جانشین معین میاں کی قیادت میں قوم و ملت کے لئے کام کریں اور بالخصوص تعلیمی میدان میں غور وفکر کے ساتھ دینی تعلیم اور عصری تعلیم دونوں کو فروغ دینے کی سخت ضرورت ہے الحمدللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ معین المشائخ اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے مشن کو آتے بڑھا رہے ہے یہ ایک خوش آئند بات ہے۔کلکتہ سے آئے ہوئے شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی حاضر ہوئے اور اپنی مترنم آواز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔

مقرر خصوصی الجامعۃ الاسلامیہ روناہی کے شیخ الحدیث جامع معقولات ومنقولات حضرت علامہ

مولانا مفتی شبیر حسن رضوی کو دعوت سخن دی گئی آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک معرکتہ الاراء تقریر سامعین کے سامنے پیش کی اور انہوں نے کہا کہ حضور مثنی میاں کی خدمات کو قوم فراموش نہیں کر سکتی ہے انہوں نے مزید کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کے دل میں عشق رسول اور محبت رسول معجزن تھا اور آپ موت کی تمنا مدینہ منورہ میں ہونے کی فرماتے تھے اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ شہید راہ مدینہ کے لقب سے منسوب ہوئے اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا کہ آپ ہزاروں صحابہ کرام کے جھرمٹ میں جنت البقیع کے مقدس قبرستان میں آرام فرما ہیں اللہ نے آپ کو یہ صلہ عشق رسول کے بدلہ میں عطا فرمایا۔ رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب اور حضرت علامہ قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔

آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال مومنوں کے لئے عشق رسول گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی۔ آخر میں بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی۔ کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور پر جناب عارف نسیم خان صاحب، ایم ایل اے جناب امین پٹیل صاحب، ایم ایل سی جناب بھائی جگتاب صاحب، منسے کے ایم ایل اے بالا نندراؤ کر، منسے کے نائب صدر جناب حاجی عرفات صاحب، جناب سنجے نائک صاحب، کارپوریٹر منوج جام سنکر صاحب، کارپوریٹر جناب جاوید جنیجا صاحب، کارپوریٹر جناب فیاض صاحب، جناب نسیم صدیقی صاحب کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔ تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی۔

بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خان خطیب وامام سنی بڑی مسجد مدنپورہ، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، حضرت علامہ

مولانا بخش اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین صاحب علیمی جمد اشاہی، حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوحید صاحب بہرائچ شریف، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، مفتی منظر حسین صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب، حضرت علامہ مولانا ابوبکر صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مولانا ابراہیم آسی صاحب، حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، حضرت علامہ مولانا اشفاق رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم صاحب، حافظ وقاری مظفر حسین صاحب، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت قاری طاہر صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا طفیل احمد صاحب، حافظ عثمان غنی صاحب، مولانا حسیب الرحمان صاحب، حافظ مقیم احمد صاحب، مولانا اکرام الدین صاحب، مولانا مسلم رضا صاحب، مولانا لطیف الرحمن صاحب، حضرت علامہ مولانا معصوم صاحب (دریا آباد یوپی)، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب، حضرت مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب، حضرت مولانا شکیل احمد اشرفی، حافظ مختار عالم صاحب کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

آٹھواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر

ممبئ اور بیرون ممبئ کے مشاہیر علمائے کرام اور ائمہ مساجد نے شرکت فرمائی

(اسٹاف رپورٹر) ممبئ حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا آٹھواں سالانہ عرس مقدس اپنی آن بان اور شان کے ساتھ اختتام پزیر ہوا۔

بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری نظام الدین صاحب کے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے انجام دیا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیئے شہر کے حالات کے پیش نظر اعلی سیکورٹی کا بندوبست تھا پولس افسران کے ساتھ زائرین حفاظتی اقدام میں بھرپور تعاون دے رہے تھے پروگرام شروع ہوتے ہی کثیر تعداد میں عوام الناس آنے لگے۔ آئمہ مساجد علمائے کرام و مشائخ عظام کا جم غفیر تھا تھوڑے ہی دیر میں جامعہ قادریہ اشرفیہ کا وسیع عریض ہال کھچا کچھ بھر گیا یوں محسوس ہو رہا تھا کی اس نورانی محفل میں حضور مثنیٰ میاں کی نورانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے (حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف) بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ الحاج مفتی عبدالستار صاحب نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے جامعہ قادریہ اشرفیہ کے طالب علم فہد رضا کو دعوت دی گئی انھوں نے بہترین انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا خطاب فرمانے کے لئے ممبرا سے تشریف لائے عالم جلیل حضرت علامہ مولانا توکیل شمسی صاحب مائک پر تشریف لائے

کم وقت میں آپ نے ایک جامع اور پر مغز تقریر سامعین کو سنایا پھر سامعین کو منظوم کلام سنانے کے لئے ناظم اجلاس نے مولانا شفیق الرحمٰن عزیزی (ہالینڈ) کے صاحبزادہ عزیزم محمد انس نورانی کو آواز دی انھوں نے مبلغ اسلام علامہ میرٹھی علیہ الرحمۃ الرضوان کی نعتیہ غزل پیش کر کے سامعین سے خوب خراج تحسین حاصل کیا۔ بہرائچ سے تشریف لائے ہوئے جامعہ غازیہ سید العلوم کے پرنسپل حضرت مفتی عبدالسمیع صاحب نے ایک مختصر تقریر میں حضور مثنیٰ میاں کی حیات پاک پر روشنی ڈالی اور آپ کی زندگی کو لوگوں کے لئے نمونہ حیات بتایا، شاعر اسلام جناب اشہر بہرائچی نے بارگاہ مثنیٰ میاں میں منظوم خراج عقیدت کا نذرانہ پیش کیا۔

پھر خطابت کے لئے مرکزی درسگاہ جامعہ حنفیہ بستی کے پرنسپل حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب رونق اجلاس ہوئے اور سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے سرزمین ممبئی میں دولت کے حصول کے لئے کوئی فیکٹری نہیں ڈالی بلکہ علم وفضل کا ایک ایسا کارخانہ ڈالا جہاں سے علماء اور فضلا تیار ہونے لگے اور انسانیت کو فروغ ملنے لگا آپ نے مزید فرمایا کہ مثنیٰ میاں کی نمایاں خوبی تھی کہ آپ کی بارگاہ میں بے کمال لوگ با کمال ہو جایا کرتے آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کے مشن کو آگے بڑھا جائے، پروگرام کے درمیان رضا اکیڈمی کی جانب سے کنزالایمان کا انگریزی میں ترجمہ شدہ نسخہ کا پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ کے ہاتھوں اجرا ہوا۔ مشہور شاعر اسلام جناب تبسم عزیزی صاحب تشریف لائے اور والہانہ انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے، سامعین نے خوب سراہا۔

ہندوستان کے مشہور ومعروف شاعر اسلام راہی بستوی نے چند اشعار نعت پاک کے اور چند اشعار منقبت کے پیش کر کے سامعین کے قلوب واذہان کو منور فرمایا حاضرین نے آپ کے کلام کو خوب خوب سراہا اور بار ہا نعرہ تکبیر ورسالت کی صدا بلند ہوئی خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت

علامہ عبدالقادر علوی صاحب نے مختصر وقت میں ایک جامع تقریر فرمائی اور اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے مختلف گوشۂ حیات پر روشنی ڈالی اور لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ وہ ایک ایسے پیر تھے جو نہ صرف اپنے مریدوں کی بلکہ پوری قوم وملت کی رہبری ونمائندگی پوری زندگی فرماتے رہے۔کلکتہ سے آئے ہوئے شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی حاضر ہوئے اور اپنی مترنم آواز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔

پروگرام کے اختتام پر آخری مقرر کی حیثیت سے الجامعۃ الاسلامیہ روناہی کے شیخ الحدیث جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مولانا مفتی شبیر حسن رضوی کو دعوت سخن دی گئی آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں اولیاء کرام کی فضیلت اور مدینہ منورہ میں وفات پانے کی عظمت بہت ہی نفیس انداز میں بیان فرمایا۔ اور حضور مثنیٰ میاں کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب اور حضرت قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔

آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت مومنوں کے لئے عشق رسول گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی۔بعدہ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ وسلام کی ڈالی نچھاور کی گئی سامعین نے باری باری حضور معین میاں کی دست بوسی سے فیض حاصل کیا۔تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا۔

رضا کار اور جامعہ قادریہ کے طلبہ نے بڑے منظم طریقے سے سبھوں کا استقبال کیا کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص محقق مسائل جدیدہ حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین صاحب (اشرفیہ مبارک پور) شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا منصور

علی خان خطیب وامام سنی بڑی مسجد مدنپورہ، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب روناہی، حضرت علامہ مولانا بخش اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین صاحب علیمی جمدا شاہی، حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوحید صاحب بہرائچ شریف، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہرالقادری صاحب، خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم صاحب خطیب وامام ناریل واڑی قبرستان، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا امان اللہ رضا خطیب وامام مسجد قباء، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا مختار الحسن صاحب فاضل بغداد یونیورسٹی، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب، حضرت علامہ مولانا ابوبکر صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مولانا ابراہیم آسی صاحب، حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، حضرت علامہ مولانا اشفاق رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم صاحب، حافظ وقاری مظفر حسین صاحب، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت قاری طاہر صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت علامہ مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب، حضرت مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب، حضرت مولانا شکیل احمد اشرفی، حافظ مختار عالم صاحب، حافظ عثمان غنی صاحب، مولانا حسیب الرحمان صاحب، حافظ مقیم احمد صاحب، مولانا اکرام الدین صاحب، مولانا مسلم رضا صاحب، مولانا لطیف الرحمن صاحب، حضرت علامہ مولانا معصوم صاحب دریا آباد یوپی، جناب نجم الاسلام اشرفی ان کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

نواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا

شہید راہِ مدینہ کے مشن کو آگے بڑھایا جائے

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا نواں سالانہ عرس مقدس اختتام پزیر ہوا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری نظام الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔

پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے انجام دیا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیئے۔ تھوڑے ہی دیر میں جامعہ قادریہ اشرفیہ کا وسیع عریض ہال کھچا کچھ بھر گیا یوں محسوس ہورہا تھا کہ اس نورانی محفل میں حضور مثنیٰ میاں کی نورانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہورہے ہیں۔ اس بارونق اجلاس میں حضور مثنی میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہورہے تھے۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ الحاج مفتی عبد الستار صاحب نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے جامعہ قادریہ اشرفیہ کے ہونہار طالب علم محمد فہد رضا کو دعوت دی گئی انھوں نے بہترین انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا پھر خطابت کے لئے مرکزی درسگاہ جامعہ حنفیہ بستی کے پرنسپل حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب رونق اجلاس ہوئے اور سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے سرزمین ممبئی میں ایک قائد، ایک پیر، ایک قومی رہنما کی حیثیت سے زندگی گزارے ان کا بارعب چہرہ دیکھ کر کتنے لوگ گناہوں سے دور ہوگئے بڑے سے بڑے افسر سے بھی آپ کبھی مرعوب نہیں ہوتے، آپ نے

تعلیمی مشن کو آگے بڑھایا۔شاعر اسلام جناب اشہر بہرائچی نے بارگاہ مثنیٰ میاں میں منقبت پیش کی پھر خطابت کیلئے حضرت علامہ مولانا امان اللہ رضا خطیب وامام مسجد قباء تشریف لائے مثنیٰ میاں کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ تاریخی عید میلاد النبی کا سالانہ جلوس جو خلافت کمیٹی کے زیر اہتمام نکلتا ہے جب سے مثنیٰ میاں نے قیادت فرمائی اس دن سے لے کر آج تک جلوس کی روانگی کے وقت صلوۃ وسلام پیش کیا جاتا ہے صدام یونیورسٹی کے فاضل مولانا مختار الحسن صاحب نے ایک پر مغز تقریر پیش کی۔

مشہور شاعر اسلام جناب تبسم عزیزی صاحب تشریف لائے اور والہانہ انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے ،سامعین نے خوب سراہا۔خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبدالقادر علوی صاحب نے مختصر وقت میں ایک جامع تقریر فرمائی اور کہا کہ حضور مثنیٰ میاں بالغ النظر دانشور کے ساتھ ساتھ حالات شناس رہبر بھی تھے آپ نے قوم کو جو پیغام دیا ہے اس پر عمل پیرا ہونے کی سخت ضرورت ہے۔کلکتہ سے آئے ہوئے شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی حاضر ہوئے اور اپنی مترنم آواز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔

پروگرام کے اختتام پر آخر میں مقرر خصوصی صاحب علم وفن حضرت علامہ مولانا مختار الحسن بغدادی نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں جیسی شخصیت صدیوں میں جنم لیتی ہے آپ کی ذات دینی اور عصری علوم کا سنگم تھی آپ نے قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دی۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب اور حضرت علامہ قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال مومنوں کے لئے عشق رسول گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی۔بعدہ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی۔کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور پر

مہاراشٹر کے ہوم منسٹر جناب آر آر پاٹل صاحب، اقلیتی امور کے منسٹر جناب عارف نسیم خان صاحب، ہاوسنگ منسٹر سچن بھاؤ اہیر، مولانا آزاد فائینسیل کے چیرمین اور ایم، ایل، اے، جناب امین پٹیل صاحب، ایم ایل سی جناب بھائی جگتاب صاحب، منسے کے ایم ایل اے بالا نندراؤ کر، منسے کے نائب صدر جناب حاجی عرفات صاحب، کارپوریٹر جناب سنجے نائک صاحب، کارپوریٹر منوج جام سنکر صاحب، سابق کارپوریٹر جناب جاوید جنیجا صاحب، کارپوریٹر جناب فیاض صاحب، اقلیتی کمیشن کے سابق چیرمین جناب نسیم صدیقی صاحب کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، رضا کار اور جامعہ قادریہ کے طلبہ نے بڑے منظم طریقے سے سبھوں کا استقبال کیا اتنا بڑا مجمع ہونے کے باوجود بحمدہٖ تعالیٰ کسی طرح کی بدنظمی نہیں ہوئی کثیر تعداد میں علمائے کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام، عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خان خطیب وامام سنی بڑی مسجد مدنپورہ، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، حضرت علامہ مولانا بخش اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی نظام الدین صاحب علیمی جمداشاہی، حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوحید صاحب بہرائچ شریف، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، مفتی منظر حسین صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مولانا ابراہیم آسی صاحب، حضرت علامہ مفتی منظور احمد

صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، حضرت علامہ مولانا اشفاق رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم صاحب، حافظ وقاری مظفر حسین صاحب، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت علامہ قاری طاہر صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب، حضرت مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب حضرت مولانا شکیل احمد اشرفی، مولانا حسیب الرحمان صاحب، حافظ مقیم احمد صاحب، مولانا اکرام الدین صاحب، مولانا مسلم رضا صاحب، مولانا لطیف الرحمٰن صاحب، کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

دسواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا

ہندوستان کے جید علمائے کرام اور مشائخ کی حاضری

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی/حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا نواں سالانہ عرس مقدس منایا گیا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری نظام الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔

پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے انجام دیا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیئے۔ اس بارونق اجلاس میں حضور مثنی میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ الحاج مفتی عبد الستار صاحب نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے جامعہ قادریہ اشرفیہ کے ہونہار طالب علم محمد اقبال رضا کو دعوت دی گئی انھوں نے بہترین انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

خطابت کے لئے یوپی سے آئے ہوئے مقرر حضرت علامہ مولانا مفتی خلیق اشرف نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مثنیٰ میاں کی ذات ایک تنظیم تھی وہ پوری قوم وملت کے لئے دردرکھتی تھی آپ نے ہمیشہ قوم کے مفاد کے لئے کام کیا آپ کی زندگی کا اصل مقصد دینی اور عصری تعلیم کو فروغ دینا تھا۔

مداحِ رسول جناب ہارون اشرفی نے بارگاہ مثنیٰ میاں میں منظوم خراج عقیدت نذر کیا پھر خطابت کیلئے حضرت علامہ مولانا امان اللہ رضا خطیب وامام مسجد قباء تشریف لائے مثنیٰ میاں کی شخصیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ ہر طبقہ اور ہر مکتبہ فکر کے لوگ حضور مثنیٰ میاں کی قیادت کو تسلیم کرتے تھے اعلیٰ

افسران پر آپ کا اثر ورسوخ تھا۔صدام یونیورسٹی کے فاضل مولانا مختارالحسن صاحب نے ایک پر مغز تقریر پیش کی۔مشہور شاعر اسلام جناب تبسم عزیزی صاحب تشریف لائے اور والہانہ انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے،سامعین نے خوب سراہا۔

خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبدالقادر علوی صاحب نے مختصر وقت میں ایک جامع تقریر فرمائی اور اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے مختلف گوشۂ حیات پر روشنی ڈالی اور کہا کہ حضور مثنی میاں کی علمی وفکری مشن کو آگے بڑھانا وقت کی اہم ضرورت ہے ان کی بارگاہ میں بہترین خراج عقیدت یہ ہے کہ ان کے مشن کو آگے بڑھایا جائے۔

بلبل باغِ رسالت جناب نسیم حبیبی حاضر ہوئے اور اپنی مترنم آواز میں منقبت کے اشعار پیش کئے پروگرام کے اختتام پر آخری مقرر کی حیثیت سے مفتی عبدالوحید نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ آج ہم مثنیٰ میاں کو یاد کرنے پر مجبور ہیں قوم کے لئے انہوں نے وہ خدمات انجام دیں جسے ہم فراموش نہیں کر سکتے زندگی کے مختلف شعبوں پر آپ نے خدمات انجام دی جہاں آپ ایک خانقاہ کے پیر ہیں وہیں آپ قوم کے رہبر ورہنما بھی ہیں۔رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔

آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے عالم واسلام کے لئے دعائیں کی۔بعدہ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی۔کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی،سچن بھاؤ اہیر،ایم ایل اے جناب امین پٹیل صاحب،ایم ایل سی جناب بھائی جگتاب صاحب،منسے کے ایم ایل اے بالا نندراؤ کر،منسے کے نائب صدر جناب حاجی عرفات صاحب،کارپوریٹر جناب سنجے نائک صاحب،کارپوریٹر منوج جام ستکر صاحب،کارپوریٹر جناب جاوید جنیجا صاحب،کارپوریٹر جناب فیاض صاحب،جناب نسیم صدیقی صاحب کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔

کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص شہزادہ

محبوب ملت حضرت علامہ مولانا منصور علی خان خطیب وامام سنی بڑی مسجد مدنپورہ، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب روناہی، حضرت علامہ مولانا بخش اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالوحید صاحب بہرائچ شریف، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، مفتی منظر حسین صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہرالقادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا ابوبکر صاحب، حضرت علامہ مولانا عبد الجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مولانا ابراہیم آسی صاحب، حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب، حضرت علامہ حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت علامہ مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب، حضرت علامہ مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت مولانا شکیل احمد اشرفی، حافظ مختار عالم صاحب، حافظ عثمان غنی صاحب، مولانا حسیب الرحمان صاحب، حافظ مقیم احمد صاحب، مولانا اکرام الدین صاحب، مولانا مسلم رضا صاحب کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

گیارہواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

ائمہ مشائخ علماء، ائمہ، عمائدین اور

مہاراشٹر کے وزیراعلیٰ پرتھوی راج چوہان نے شرکت فرمائی

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا گیارہواں سالانہ عرس مقدس ہر سال کی طرح امسال بھی منایا گیا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری نظام الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ انجام دیا۔

پورا اسٹیج علماء، ائمہ، شعراء اور مشائخ سے بھر گیا لوگ محسوس کر رہے تھے کہ اس نورانی جلسہ اور عرس کی تقریب میں حضور مثنیٰ میاں کی روحانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔

دارالعلوم معینیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے دو جڑواں بھائی محمد ہارون اور عبدالعزیز صاحبان کو عوت دی گئی۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مولانا شمس القمر کو دعوت دی گئی ہالینڈ سے آئے ہوئے مقرر مفتی شفیق الرحمن عزیزی نے سامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ "حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرزمین ممبئی میں قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی جہاں سے علماء اور فضلا تیار ہونے لگے اور انسانیت کو فروغ ملنے لگا آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کے کا بہترین

طریقہ یہ ہے کہ آپ کے تعلیمی مشن کو آگے بڑھا جائے''

طوطی ہند جناب حیرت گونڈوی، جناب تبسم عزیزی، جناب نسیم حبیبی، جناب راہی بستوی، وغیرہ نے بارگاہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں یکے بعد دیگرے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔صدام یونیورسٹی کے فاضل مولانا مختارالحسن صاحب تشریف لائے انھوں نے اپنی خطابت میں فرمایا کہ''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے عمل کے ذریعہ مسلمانوں کو قریب کیا۔آپ فرماتے تھے کہ دینی اور دنیوی دونوں علوم کا ہونا ضروری ہے آپ بارہا فرماتے کہ ہمیں چاہئیے کہ تعلیم کی ضرورت کو سمجھیں اور اسکے حصول کے لئے عملی جدوجہد کریں' معین ملت ہمارے تاجدار روحانیت ہیں اور صحیح معنیٰ میں شہید راہ مدینہ کی جانشینی نبھارہے ہیں۔

آپ کے بعد مناظر اہل سنت مفتی مطیع الرحمن مضطر کو دعوت دی گئی انھوں نے فرمایا کہ''سرکار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ادائیگی کے لئے ہم مثنیٰ میاں کا عرس منارہے ہیں یہ بات روایت سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام تابعین تبع تابعین نے عرس منایا ہے۔حضور شہید راہِ مدینہ علیہ الرحمہ کی قومی ملی تعلیمی خدمات کی بنا پر ہم انھیں خراج عقیدت پیش کرنے پر مجبور ہیں'' عین پروگرام کے دوران شہر کی معزز ہستیوں اور سیاسی شخصیتوں اور قوم وملت کے دانشوروں کا ملاقات و نیاز حاصل کرنے کی غرض سے آمد کا سلسلہ جاری رہا۔

حضور شہید راہِ مدینہ کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کرنے والے شعراء واعظین ائمہ اور درسگاہوں کے مدرسین کی لمبی فہرست تھی مگر وقت کے کمی کے سبب سب کو موقع نہ مل سکا جس سے انتظامیہ کو بے حد افسوس ہوا۔رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا، جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاذ حضرت قاری عین الدین صاحب اور حضرت قاری مشتاق احمد تیغی نے قل پڑھا۔

جانشین مثنی میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں تمام مسلمانوں کی جان ومال عزت وآبرو کے لئے، بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی، ایمان واسلام پر استقامت، بے روزگاروں کے لئے روزگار اور رزق حلال،

مومنوں کے لئےعشق رسول، گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاءفرمائی۔ بعدہ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی حاضرین عرس نے حضور معین میاں کی دست بوسی کی اور فیض حاصل کیا۔

کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور پر مہاراشٹرا کے وزیر اعلی پرتھوی راج چوہان، ریاستی وزیر جناب چھگن بھجبل، ایم ایل اے جناب امین پٹیل صاحب، جناب کرپا شنکر سنگھ، جناب مناف حکیم، ایم ایل اے جیتندر راوہاڑ، یوسف ابراہانی، سنجے دینا پاٹل، ایم ایل سی جناب بھائی جگتاب صاحب، سچن بھاؤاہیر، باباصدیقی، اشیش شیلار، کرشنا پاریکھ، حاجی عرفات، یشونت جادھو، نصیر پٹھان، عبدالرحمن انجاریہ، الحاج محمد سعید نوری رضا اکیڈمی، پروفیسر قاسم امام، ڈاکٹر ماچس والا، سعید حمید، قاضی مہتاب، کارپوریٹر جناب سنجے نائک صاحب، کارپوریٹر منوج جام سنکر صاحب، کارپوریٹر جناب جاوید جنیجا صاحب، عامرادریسی، مبین قریشی، عثمان غنی لالی کے علاوہ اور دیگر اشخاص بھی موجود تھے۔

سامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا۔ کثیر تعداد میں علمائے کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام، عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود علی خان، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب روناہی، مرکزی درسگاہ جامعہ حنفیہ بستی کے پرنسپل حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب، حضرت مولانا محمد صوفی محمد عمر صاحب ناظم اعلی جامعہ قادریہ اشرفیہ، مفتی منظور صاحب خطیب وامام سنجری جامع مسجد کماٹی پورہ، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، مولانا سید عدیل اشرف، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا ابراہیم آسی صاحب جامعہ قادریہ اشرفیہ، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہرالقادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا نورالعین صاحب نور باغ مسجد، حضرت علامہ مولانا

عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مو لا نا اما ن اللہ رضاصاحب مسجد قباء، حضرت مولانا بخت القادری، علامہ مولانا عبدالقیوم صاحب خطیب وامام بسم اللہ شاہ درگاہ وی ٹی، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، مولانا معراج صاحب حبیبی، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری، حضرت مولانا قاری ولی اللہ صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب، حضرت علامہ مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت مولانا شکیل احمد اشرفی، حافظ مختار عالم صاحب، حافظ عثمان غنی صاحب، حضرت مولانا حافظ وقاری غلام اشرف، مولانا فیضان صاحب، قاری افضال صاحب، اور دیگر لوگ موجود تھے۔

بارہواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

دانشواران قوم وملت شعراء اسلام نے خراج عقیدت پیش کیا

(اسٹاف رپورٹر) ممبئ حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا بارہواں سالانہ عرس مقدس حسب روایت تکمیل کو پہونچا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال شکلاجی اسٹریٹ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت قاری سرور صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنی میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال کا وسیع عریض جلسہ گاہ کھچا کھچ بھر گیا۔ لوگ محسوس کر رہے تھے کہ اس نورانی جلسہ اور عرس کی تقریب میں حضور مثنیٰ میاں کی روحانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔

حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے شاعر اسلام اقبال صاحب کو عوت دی گئی۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مولانا توکیل شمسی صاحب کودعوت دی گئی۔

مفتی منظور احمد مصباحی صاحب نے کہا کہ حضور شہید راہ مدینہ گونا گوں خصوصیات کے مالک تھے آپ نے قوم کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی آپ نے ہمیشہ یہ کوشش کی کہ قوم وملت میں اتحاد واتفاق برقرار رہے اور قوم مسلم ایک پلیٹ فارم پر گامزن رہے انہوں نے ملی اور قومی مسائل کو حل کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جس میں انہیں کافی حد تک کامیابی بھی ملی۔

مداح بارگاہِ رسالت جناب حیرت گونڈوی، جناب تبسم عزیزی، جناب نسیم حبیبی، جناب راہی بستوی وغیرہ نے بارگاہ مُثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں یکے بعد دیگرے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔صدام یونیورسٹی کے فاضل مولانا مختارالحسن صاحب تشریف لائے انھوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضور مُثنیٰ میاں علیہ الرحمہ سب سے زیادہ تعلیمی میدان میں کارنامہ انجام دیا ہے۔انہوں نے دینی اور عصری تعلیم کے لئے حتی الامکان کوشش کی انہوں نے قوم کی نئی نسل کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے کے لئے ہمیشہ لوگوں پر زور دیتے رہے ان کی ذات قوم کے لئے مشعل راہ تھی ہمیں چاہئے کہ ان کے مشن کو آگے بڑھائے اور ان کے جانشین معین المشائخ کے شانہ بشانہ چل کر ان کی قیادت میں قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے کام کرے۔

خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبدالقادر علوی صاحب نے کہا کہ یہ میری خوش نصیبی ہے کہ ہر سال عرس شہیدراہ مدینہ میں حاضری دے کر ان کی برگاہ میں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔حضور شہیدراہ مدینہ کی زندگی کا ہر گوشہ تابناک ہے انہوں نے قوم کے ہر مسائل کو بہت ہی اچھے انداز میں سلجھایا ہے وہ قوم میں اختلاف وانتشار کے مخالف تھے ان کی یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ قوم آپس میں اتحاد واتفاق سے رہ کر ترقی کی راہ ہموار کریں انہوں نے ہمیشہ یہ تلقین کی کہ اختلاف اورانتشار سے قوم میں ترقی نہیں ہوسکتی ہے۔

صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے بیماروں کی شفا، ایمان پر خاتمہ، ملک میں امن وشانتی، رزق میں ترقی، آپس میں اتحادواتفاق، کاروبار اور تجارت میں ترقی کے لئے دعا کی۔ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی سامعین نے باری باری حضور معین میاں کی دست بوسی سے فیض حاصل کیا۔کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اورعمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور ملند دیورا، جناب سنجے نروپم، جناب امین پٹیل، جناب اشیش شیلار، جناب سنجے دینا پاٹل، جناب بابا صدیقی، جناب جتیندر اوہاڈ، جناب بابا صدیقی، جناب شانو پٹھان، جناب حاجی عرفات، جناب وارث پٹھان، جناب حیدر اعظم، جناب عارف نسیم خان کے علاوہ دیگر اشخاص موجود تھے۔

کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام، مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص حضرت علامہ مولانا عبدالقادر علوی صاحب، جناب مولانا مختار الحسن بغدادی صاحب، مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب، قاری یوسف صاحب برکاتی، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب روناہی، مولانا امان اللہ رضا صاحب، قاری قمر رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا عالم صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، مولانا محمود علی خاں اشرفی، حضرت علامہ حافظ وقاری فاروق صاحب ڈمن، کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

تیرہواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

قبلہ اول کی بازیابی کے لئے بھرپور کوشش، قحط زدہ اورسوکھے سے پریشان برادران وطن کی مدد کریں (معین میاں)

کثیر تعداد میں ہندوستان کے مختلف گوشہ سے علماء ومشائخ نے شرکت کی

اسٹاف رپورٹر دوٹانکی/ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا تیرہواں سالانہ عرس مقدس اپنی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال شکلاجی اسٹریٹ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت حافظ وقاری سرور صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے افضل الصوفیا حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت خاندان اہل بیت کے چشم وچراغ حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیا۔ بزم قادریہ چشتیہ اشرفیہ کے نوجوان کارکنان انتظام وانصرام کو بحسن وخوبی سنبھالے ہوئے تھے پروگرام شروع ہوتے ہی کثیر تعداد میں عوام الناس آنے لگے ائمہ مساجد علمائے کرام ومشائخ عظام کا جم غفیر تھا تھوڑی ہی دیر میں سنی مسجد بلال کا وسیع عریض صحن کھچا کھچ بھر گیا۔لوگ محسوس کررہے تھے۔

اس نورانی جلسہ اور عرس کی تقریب میں حضور مثنیٰ میاں کی روحانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہورہے ہیں۔اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہورہے تھے۔جامعہ قادریہ اشرفیہ کے صدر المدرسین حضرت علامہ الحاج مفتی عبدالستار صاحب

مصباحی نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے حافظ وقاری مولانا نظام الدین کو دعوت دی گئی۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مشہور عالم دین خطیب بے مثال حضرت علامہ مولانا خورشید الاسلام صاحب رونق اسٹیج ہوئے اور سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرزمین ممبئی میں قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی جہاں سے علماء اور فضلا تیار ہونے لگے اور انسانیت کو فروغ ملنے لگا آپ کی زندگی قوم کے لئے مشعل راہ تھی۔

مخیر قوم وملت جناب ڈاکٹر سید مناظر حسین صاحب نے نعت منقبت نہایت ہی والہانہ انداز میں پیش کیا جناب اشہر بہرائچی نے منقبت سنا کر سامعین سے داد وتحسین حاصل کی مداح رسول شاعر اسلام تبسم عزیزی نے حسین پیرائے میں منقبت پاک پیش کیا شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی نے بارگاہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں یکے بعد دیگرے منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ مرکزی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ کے نائب شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالحق صاحب قبلہ تشریف لائے انھوں نے اپنے ولولہ انگیز نہایت ہی معلوماتی بصیرت افروز بیان میں صاحب عرس سے متعلق خطاب میں فرمایا کہ ''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے عمل کے ذریعہ مسلمانوں کو قریب کیا۔ آپ فرماتے تھے کہ دینی اور دنیوی دونوں علوم کا ہونا ضروری ہے آپ بارہا فرماتے کہ ہمیں چاہئے کہ تعلیم کی ضرورت کو سمجھیں اور اسکے حصول کے لئے عملی میدان میں آئیں آپ نے مزید کہا کہ حضور صاحب سجادہ اس وقت قوم وملت کے قائد ہیں اور پوری قوم آپ کے ساتھ ہے قوم کی فلاح وبہبود کا جذبہ رکھتے ہیں پوری قوم کو چاہئے کہ آپ کے ساتھ چلیں اس وقت حالات کے تناظر میں قوم کو آپ جیسے ہی قائد کی سخت ضرورت ہے۔

مرکزی درسگاہ جامعہ حنفیہ بستی کے پرنسپل حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب رونق اجلاس ہوئے اور انہوں نے حضور مثنیٰ میاں کی بارگاہ میں نہایت ہی والہانہ انداز منظوم خراج عقیدت پیش کیا سامعین کافی محظوظ ہوئے شہرہ آفاق شاعر جناب راہی بستوی نے بارگاہ رسالت میں نذرانہ

عقیدت پیش کیا۔قل شریف سے قبل صاحب سجادہ کے مقدس ہاتھوں سے سید انوار اشرف اسلامک سینٹر کی نصابی کتاب سمنانی قاعدہ کا رسم اجرا ہوا۔ رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب، حضرت قاری مشتاق احمد تیغی اور قاری سرور حسین صاحب نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔

جانشین مثنی میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال، سماج اور معاشرہ کو نشہ کی لعنت سے پاک، مومنوں کے لئے عشق رسول، گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی اور خشک سالی سے نجات قبلہ اول کی بازیابی کے لئے دعاء فرمائی۔ صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے اپنی پرسوز الحاج وزاری سے معمور دعا کے بعد مسلمانوں سے اس بات کی اپیل بھی کی کہ قحط زدہ اور سوکھے سے پریشان برادران وطن کی رمضان کے مہینے میں مالی تعاون بھی کریں ان کی خبرگیری اور حاجت براری دینی اخلاقی فریضہ ہے نیز قبلہ اول کی بازیابی کے لئے بھی مسلمانان عالم کمر ہمت کس لیں صرف دعا پر اکتفانہ کرتے ہوئے اس کے حصول کی خاطر ہر ممکن تدبیر کریں یہودیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملادیں اس بات کی بھرپور کوشش کریں کہ یہودیوں کی شرپسند اسلام مخالف صہیونی تحریک اپنے مقصد میں ہرگز کامیاب نہ ہونے پائے یہودیوں کی تخریب کاری عالم اسلام کے تعلق سے انتہا کو پہنچ گئی ہے اس سے مسلمانوں کو ہرگز غافل نہ رہنا چاہئے تازہ خبر کے مطابق فلسطین کے آبی ذخائر میں زہر ملانے کی سازش اور یہودی پیشوا کی تائید حد درجہ قابل مذمت ہے مسلم ممالک کے سربراہان کو چاہئے کہ مظلوم فلسطینی مسلمانوں کا ساتھ دیں اور یہودیوں سے کلی انقطاع اوران کا بائیکاٹ کریں۔ بعدہٗ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی سامعین نے باری باری حضور معین میاں کی دست بوسی سے فیض حاصل کیا۔ کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے

شرکت کی خاص طور ملند دیورا، جناب سنجے نرو یم، جناب امین پٹیل، جناب یوسف ابرہانی، جناب اشیش شیلار، جناب سنجے دینا پاٹل، جناب بابا صدیقی، جناب جتیندر اوہاڑ، جناب بابا صدیقی، جناب شانو پٹھان، جناب حاجی عرفات، جناب وارث پٹھان، جناب حیدر اعظم، جناب عارف نسیم خان، کرپاشنکر سنکھ کے علاوہ دیگر اشخاص موجود تھے۔

سبھی آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام، مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص حضرت علامہ مولانا عبدالقادر علوی صاحب، جناب مولانا مختارالحسن بغدادی صاحب، مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب، قاری یوسف صاحب برکاتی، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، مولانا امان اللہ رضا صاحب، قاری قمر رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، حضرت علامہ مولانا رفیق صاحب، حضرت علامہ مولانا علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا عالم صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مفتی منظور احمد صاحب خطیب وامام سنجری مسجد، مولانا محمود علی خاں اشرفی، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت علامہ حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالشکور صاحب، حافظ مختار عالم صاحب، حافظ عثمان غنی صاحب، مولانا حسیب الرحمان صاحب، حافظ مقیم احمد صاحب، مولانا اکرام الدین صاحب، مولانا مسلم رضا صاحب کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

چودھواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن خوبی اختتام پزیر ہوا

ممبئی اور مضافاتِ ممبئی کے علمائے کرام اور ائمہ عظام نے شرکت فرمائی

طلاق ثلاثہ کا بہانہ بنا کر مسلم پرسنل لا میں مداخلت برداشت نہیں کی جائے گی (علامہ غلام عبدالقادر علوی)

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا ۱۴/سالانہ عرس مقدس جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت مولانا قاری غلام سرور نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرفی جیلانی نے انجام دیا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور شہید راہ مدینہ خاندان اہل بیت کے چشم وچراغ پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیئے، اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہورہے تھے۔ حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب نظامت فرمارہے تھے۔

بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے سب سے پہلے حافظ ساجد کو دعوت دی گئی انھوں نے بہترین انداز میں ہدیہ نعت پیش کیا پھر افتتاحی خطاب کے لئے مرکزی درسگاہ جامعہ حنفیہ بستی کے پرنسپل حضرت علامہ مولانا الحاج مقصود احمد صاحب رونق اجلاس ہوئے اور سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ الرضوان نے آپ نے مزید کہا کہ حضور شہید راہ مدینہ کے چہرے کی رونق آپ کے تقویٰ اور پرہیز گاری کی بنیاد پر تھی۔ سنی مسجد بلال کے خطیب وامام مولانا قاری مشتاق

احمد تیغی نے منقبت کے اشعار پیش کئے۔ جناب قاری اسلام اللہ صاحب نے حضور شہید راہ مدینہ کی بارگاہ میں منقبت پیش کئے۔

بلبل باغ رسالت جناب حیرت گونڈوی نے بارگاہ مثنیٰ میاں میں منظوم خراج عقیدت کا نذر کیا، آپ کے بعد خانوادہ اشرفیہ کے چشم و چراغ شاعر اسلام جناب ڈاکٹر سید مناظر حسین صاحب رونق اسٹیج ہوئے بہت درد انگیز انداز میں نعت رسول پیش کی خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبد القادر علوی صاحب نے مزید سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ حکومت طلاق ثلاثہ کا بہانہ بنا کر مسلم پرسنل لا میں مداخلت کرنا چاہتی ہے جسے برداشت نہیں کیا جاسکتا۔ کلکتہ سے آئے ہوئے شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی حاضر ہوئے اور اپنی مترنم آواز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔

قل شریف سے قبل سعید نوری صاحب کے صاحبزادے احمد رضا نوری میاں نے خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں نہایت ہی پر سوز انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے، رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب اور حضرت قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے مسلمانوں کی جان و مال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال مومنوں کے لئے عشق رسول گنہگاروں کی مغفرت نشہ کی لعنت سے چھٹکارا، ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی۔ بعدہ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی۔ کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور سے پرکاش مہتا ہاؤسنگ منسٹر، اروند ساونت، سنجے دینا پاٹل، جتیندر اوہاڑ، سنجے نروپم، بابا صدیقی، یوسف ابرہانی، رئیس شیخ، ابو عاصم اعظمی، جناب عارف نسیم خان صاحب، سچن بھاؤ اہیر، ایم ایل اے جناب امین پٹیل صاحب، کارپوریٹر جناب جاوید جنیجا صاحب، کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، کثیر تعداد میں علمائے

کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام، عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود علی خان، مفتی منظور احمد مصباحی، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا معین الحق علیمی، مولانا امان اللہ رضا مسجد قبا، مفتی نعیم صاحب دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا رشید احمد شریفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہر القادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، حضرت علامہ مولانا عالم مصباحی صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود عالم رشیدی صاحب، حضرت علامہ مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت علامہ مولانا ابراہیم آسی، جناب قاری فاروق صاحب، حضرت علامہ مولانا محمد شمیم صاحب، حافظ وقاری مظفر حسین صاحب، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب، حضرت قاری طاہر صاحب، حضرت مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت مولانا ابرار احمد ڈونگری کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

پندرھواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

کثیر تعداد میں حضور شہید راہِ مدینہ کے مریدین متوسلین

اور معتقدین نے شرکت فرمائی

حالات کے پیش نظر اتحادو اتفاق نہایت ضروری ہے (سید معین میاں)

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا ۱۵ روا ں سالانہ عرس مقدس بحسن وخوبی اختتام کو پہنچا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال شکلا جی اسٹریٹ میں پروگرام کا آغاز ہوا حضرت حافظ وقاری عمران صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔

پروگرام کی سرپرستی حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے افضل الصوفیا حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں پیر طریقت رہبر شریعت خاندان اہل بیت کے چشم و چراغ حضرت علامہ الحاج الشاہ السید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی معین میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے انجام دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں سنی مسجد بلال کا وسیع عریض صحن کھچا کھچ بھر گیا۔ لوگ محسوس کر رہے تھے کہ اس نورانی جلسہ اور عرس کی تقریب میں حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی روحانیت برس رہی ہے اور لوگ فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت سید حسین اشرف بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاذ حضرت علامہ مولانا مفتی منظور احمد صاحب مصباحی نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے حافظ وقاری اسلم صاحب کو

دعوت دی گئی انہوں نے بہترین انداز میں منقبت کے اشعار پیش کئے۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مشہور عالم دین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کے استاذ ماہنامہ اشرفیہ کے ایڈیٹر خطیب بے مثال حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی تشریف لائے انہوں نے کہا کہ حضورشہیدراہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی دعا بارگاہ رب میں قبول ہوئی دفن کے لئے وہ سرزمین نصیب ہوئی جو ہر ایک مومن کی دلی تمنا ہوتی ہے اور سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرزمین ممبئی میں قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی جہاں ایسے علماء فارغ ہونے لگے جو دینی تعلیم کے ساتھ عصری علوم کے بھی ماہر ہوتے ہیں آپ نے مزید فرمایا کہ مثنیٰ میاں کی نمایاں خوبی تھی قومی اور ملی مسائل کو بہترین انداز میں حل فرمادیا کرتے تھے۔ آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کے تعلیمی مشن کو آگے بڑھایا جائے۔''

نباض قوم وملت استاذ الشعرا جناب ڈاکٹر سید مناظر حسین صاحب نے نعت منقبت نہایت ہی والہانہ انداز میں پیش کیا جسے خوب سراہا گیا جناب اشہر بہرائچی نے منقبت سنا کر سامعین سے داد تحسین حاصل کی، مداح رسول جناب تبسم عزیزی نے حسین پیرائے میں منقبت پاک پیش کیا شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی کلکتوی نے بارگاہ حضورشہیدراہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا یوپی سے تشریف لائے ہوئے استاذ حضرت علامہ مولانا مختار الحسن بغدادی صاحب تشریف لائے انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضورشہیدراہ مدینہ قوم وملت کے ایک بے باک اور نڈر قائد تھے وہ اپنی قیادت میں قوم وملت کے مسائل کو حل کرنا چاہتے تھے ایسے قائد صدیوں میں پیدا ہوتے ہیں ان کی قیادت صرف بمبئی یا مہاراشٹر تک محدود نہ تھی بلکہ پورے ہندوستان کی قیادت فرماتے تھے ہندوستان میں مختلف صوبوں میں اجلاس اور کانفرنس کی صدارت وسرپرستی فرمایا کرتے ان کی صدارت یا سرپرستی جلسہ کی کامیابی سمجھی جاتی تھی۔

حضور شہید راہ مدینہ کے بعد آپ کے جانشین حضور معین ملت بہت ہی اچھے طریقے سے قیادت سنبھال رہے ہیں پوری ملت کو چاہئے کہ آپ کے ساتھ چلیں اس وقت حالات کے تناظر میں قوم کو آپ جیسے ہی قائد کی سخت ضرورت ہے۔خانقاہ فیض الرسول براؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبدالقادر علوی صاحب اختتامی بیان کے لئے رونق اسٹیج ہوئے اورانہوں نے کہا کہ حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں ہرسال حاضری دے کرخراج عقیدت پیش کرنے کا شرف حاصل کررہاہوں۔

انہوں نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ قوم وملت کے لئے درد رکھتے تھے اور قوم کی ترقی کے لئے ہمیشہ فکر مند رہا کرتے تھے ایک سچے قائد کی یہی علامت ہے کہ وہ قوم کا درد اپنا درد سمجھے انہوں نے پوری ملت کو ایک ساتھ دیکھنا چاہتے تھے انہوں نے نامساعد حالات میں بھی اپنی قائدانہ صلاحیت سے قوم وملت کے مسائل کو حل فرمایا ہے میں نے بارہا دیکھا کہ انہوں نے افسران اور سیاست داں کے سامنے حق بات کہنے میں قیل وقال سے کام نہ لیا بلکہ حق بات کہہ دی۔

رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب،حضرت قاری مشتاق احمد تیغی صاحب نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔آخر میں جانشین حضور شہید راہ مدینہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال،سماج اور معاشرہ کو نشہ کی لعنت سے پاک، مومنوں کے لئے عشق رسول،گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی۔

بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ وسلام کی ڈالی نچھاور کی گئی کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور ملند دیورا، جناب سنجے نروپم، جناب امین پٹیل، جناب یوسف ابرہانی، جناب سنجے دینا پاٹل، جناب بابا صدیقی، جناب جتیندر اوہاڑ، جناب شانو پٹھان، جناب حاجی عرفات، جناب وارث پٹھان، جاوید جنیجا کے علاوہ دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین کے لئے سحری کا معقول بندوبست تھا، کثیر تعداد میں علمائے کرام، ائمہ عظام، مشائخ کرام، عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص حضرت علامہ مولانا عبدالقادر علوی صاحب، جناب مولانا مختارالحسن بغدادی صاحب، حضرت علامہ مفتی سید خلیق اشرف صاحب، مفتی عبدالمنان کلیمی صاحب، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا شاکر صاحب رونا ہی، مفتی منظر حسین صاحب گھاٹکوپر، مولانا مقصود علی صاحب سنی بڑی مسجد مدنپورہ، مولانا نورالعین صاحب نور باغ مسجد، مولانا مقصود احمد بستوی صاحب دارالعلوم حنفیہ بستی، مولانا امان اللہ رضا صاحب، قاری قمر رضا صاحب، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، مولانا عرفان علیمی صاحب، حضرت علامہ مولانا صوفی محمد عمر، حضرت علامہ مولانا ابرار احمد خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار ماہرالقادری صاحب خطیب وامام ہندوستانی مسجد، مولانا محمود علی خاں اشرفی، حضرت علامہ مولانا مفتی سمیع اللہ صاحب، حضرت قاری الیاس صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب کے علاوہ دیگر علمائے کرام نے شرکت فرمائی۔

سولھواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

ممتاز مقررین کا خطاب ہزاروں علماء وعوام الناس کی شرکت

ممبئی: ''حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان اس عظیم ترین خانوادے کے چشم و چراغ تھے جن کے جد امجد نے بادشاہت ٹھکرادی تھی اور خدمت خلق کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا۔ حضرت مثنیٰ میاں کو فقر و درویشی وراثت میں ملی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خلوص وللّٰہیت کے ساتھ خدمت دین متین فرمائی، مسلمانوں کے مسائل میں ان کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور ملت اسلامیہ کے صحیح قائد ہونے کا حق ادا فرمایا۔''

ان خیالات کا اظہار معروف عالم دین مولانا مبارک حسین مصباحی (ایڈیٹر ماہ نامہ اشرفیہ مبارک پور) نے پندرہ رمضان المبارک کی شب میں چشم و چراغ خاندان اشرفیہ، پیر طریقت، رہبر شریعت شہید راہ مدینہ حضرت علامہ الحاج الشاہ سید انوار اشرف عرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے ۱۶ رویں عرس مبارک میں عوام الناس اور خواص کی ایک کثیر تعداد کو خطاب کرتے ہوئے کہا۔

مولانا موصوف نے کہا کہ حضرت مثنیٰ میاں وقت کی ضرورت کو اچھی طرح سمجھتے تھے چنانچہ وہ اسی کے مطابق کام کرتے رہے۔ انہیں مسلمانوں کی ہر طرح کی ضرورتوں کا احساس تھا اسی لیے انہوں نے مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے مختلف مقامات پر مدارس اور مساجد قائم فرمائیں جن سے آج لاکھوں لوگ مستفید ہو رہے ہیں۔ مولانا مبارک صاحب قبلہ کا کہنا تھا کہ اگر مثنیٰ میاں چاہتے تو مدارس کے بجائے اسکول و کالج قائم کر دیتے اور اس کے ذریعے دنیا کماتے مگر انہوں نے دنیا کمانے کے بجائے دین کمانے کو ترجیح دی اور بے لوث اور بے غرض ہو کر اسلام کی تبلیغ بھی کی اور مخلوق کی خدمت بھی۔ مولانا مبارک حسین مصباحی نے اخیر میں کہا کہ حضرت شہید راہ مدینہ کا دوسرا سب سے بڑا کارنامہ معین المشائخ حضرت معین میاں صاحب قبلہ ہیں۔ حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ نے خدمت دین اور

خدمت خلق کے لیے جو پودے لگائے تھے،حضرت معین ملت اپنی بےلوث قیادت اورفکر وتدبر سے ان کی سینچائی اور باغبانی کرر ہے ہیں۔

اس پروگرام کی نظامت حضرت علامہ مولانا عبدالرحیم صاحب ممبرا نے انجام دیا اس عرس پاک کے دوسرے اہم مقرر مفکر اسلام خطیب لاثانی حضرت مولانا غلام عبدالقادر علوی (براؤں شریف یوپی) نے اپنے پرمغز اورعقیدت ومحبت سے معمور خطاب میں حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کی حیات کے چند اہم ترین روشن گوشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خاص طور پر ان کی قیادت وبصیرت اور حکمت عملی وژرف نگاہی کے بارے میں بھی بتایا۔مولانا غلام عبدالقادر علوی نے حضرت مثنی میاں علیہ الرحمہ کے ساتھ اپنی ملاقاتوں اوران ملاقاتوں سے حاصل ہوئے فیوض وبرکات کو بڑی محبتوں کے ساتھ بیان کیا۔ مولانا علوی کا کہنا تھا کہ حضرت مثنی میاں علیہ الرحمہ کا سب سے بڑا کارنامہ میرے نزدیک ممبئی میں اہل سنت وجماعت کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم مہیا کرنا ہے۔انہوں نے اپنی ذمے داری کو محسوس کیا اور اس کے لیے سیاست دانوں سے لے کر حکمرانوں وافسروں تک اورعوام الناس سے لے کر خواص تک اپنی مضبوط قیادت کا لوہا منوایا۔یہی وجہ تھی کہ حکومت بھی ان کی ایک آواز پر کان دھرنے کو تیار ہو جاتی تھی۔

مولانا علوی نے حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے صاحب زادہ عالی وقار معین ملت حضرت مولانا الحاج الشاہ سید معین الدین اشرف اشرفی جیلانی کے علم وفضل اورعمر میں برکتوں کی بے شمار دعائیں کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ وقت میں ممبئی میں اہل سنت کی قیادت وسرپرستی کا جو فریضہ آپ انجام دے رہے ہیں وہ نہایت بے مثال ہے اورتاریخی ہے۔حضرت معین میاں صاحب قبلہ مدظلہ نے ممبئی کے مسلمانوں کو ظلم وباطل کے سامنے کھڑے ہونے کا حوصلہ دیا ہے۔حضرت معین میاں نے بکھری ہوئی سنیت کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی ہے اور وہ بہت حد تک اس میں کامیاب بھی رہے ہیں۔مولانا غلام عبدالقادر علوی نے اخیر میں یہ بھی فرمایا کہ حضرت معین ملت نے اپنے والد ماجد حضرت مثنی میاں علیہ الرحمہ کی جانشینی کا صحیح حق ادا کیا ہے اور کرر ہے ہیں مولانا زاہد حسین صاحب اتراکھنڈ نے بھی مختصر وقت

میں جامع خطاب کر کے حضرت مثنی میاں کی بارگاہ میں خراج عقیدت پیش کیا اور حضور شہید راہ مدینہ کے سبھی صاحبزادے مخیر قوم وملت سید علی اشرف، نباض قوم وملت سید حسن اشرف کے ساتھ سادات کرام بھی کثیر تعداد میں موجود تھے پروگرام کی سرپرستی شہزادہ حضور شہد راہ مدینہ اشرف الصوفیا سید حسین اشرف الاشرفی الجیلانی نے فرمائی۔

ان کے علاوہ دیگر مقامی اور بیرونی خطباوشعرانے بھی اپنے اپنے طور پر حضرت مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کوخراج عقیدت پیش کیا۔ اس محفل میں ''سید انوار اشرف اسٹڈی سینٹر'' کے طلبہ وطالبات کے لیے تحریر کی گئی نصاب کتاب انوار دینیات حصہ دوم کا اجرا بھی عمل میں آیا۔ یہ کتاب جامعہ قادریہ اشرفیہ کے مؤقر استاذ مولانا محمد ابراہیم آسی صاحب نے مرتب کی ہے۔ پھر دو بجے قل شریف شروع ہوا اور صاحب سجادہ حضرت معین ملت شاہ سید معین الدین اشرف مدظلہ العالی کی پرسوز دعاؤں پر عرس پاک کی محفل ختم ہوئی۔ قل شریف اور دعاوسلام کے بعد سحری کا معقول بندوبست تھا چنانچہ ہزاروں علما، عوام الناس، سماجی عہدے داران، اساتذہ مدارس، ائمہ مساجد اور عوام اہل سنت نے سحری تناول کی۔ خیال رہے کہ یہ عرس پاک سالہائے گزشتہ کی طرح امسال بھی جامعہ قادریہ اشرفیہ کے زیر اہتمام سنی بلال مسجد چھوٹا سونا پور ممبئی کے وسیع وعریض صحن میں منعقد ہوا تھا۔

جس میں ممبئی ومضافات کے بلا مبالغہ سیکڑوں علما، ائمہ مساجد، اور ذمے داران تشریف لائے تھے۔ سیاسی وسماجی نمائندوں کی ایک لمبی فہرست ہے جو یہاں موجود تھی بزم قادری چشتی اشرفی کے اراکین نے بحسن وخوبی انتظام وانصرام کوسنبھالا۔ جو حضرات اس محفل عرس میں بطور خاص شریک رہے ان کے نام اس طرح لیے جاسکتے ہیں۔ حضرت علامہ مفتی سید خلیق اشرف، ڈاکٹر سید مناظر حسین، علامہ مختار الحسن بغدادی، مولانا مقصود احمد بستوی، حضرت مولانا صوفی محمد عمر اشرفی، مولانا معین الحق علیمی، مفتی منظر حسن اشرفی، عبدالجبار ماہر القادری، الحاج محمد سعید نوری، مولانا اعجاز کشمیری، حضرت مولانا توکیل احمد شمسی، مولانا محمود علی خاں اشرفی وغیرہ

سترہواں عرس شہید راہ مدینہ ضرورت مندوں کو راشن تقسیم کر کے منایا گیا

ضرورت مندوں کو راشن تقسیم کرنا بڑا کار خیر ہے

سرمایہ دار زیادہ سے زیادہ راشن تقسیم کریں (مولانا معین میاں)

لاک ڈاؤن کی وجہ سے اس سال عرس شہید راہ مدینہ کے موقع پر ایک ہزار ضرورت مند افراد کو راشن تقسیم کیا گیا۔ ۱۵/ویں رمضان المبارک کی رات آن لائن ۱۷/واں عرس شہید راہ مدینہ منایا گیا۔ یہ آن لائن پروگرام میرانی گروپ آفیشیل فیس بک پیج پر براہ راست نشر کیا گیا۔

جس میں ملک اور بیرون ملک کے علمائے کرام مشائخ عظام نے آن لائن شرکت کی ورلڈ اسلامک مشن لندن کے جنرل سیکریٹری علامہ قمر الزماں خان اعظمی نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان پیران عظام میں دوسروں سے منفرد تھے دینی علم اور اسلامی معلومات کے علاوہ عصری علوم وفنون سے مالا مال تھے ان کے نزدیک کام کرنے والے علماء اور افراد کی بڑی قدر تھی ملاقات کے دوران آپ ایسے لوگوں کا تذکرہ کرتے اور ان کے کاموں اور خوبیوں کو سراہتے انہوں نے محض خانقاہ کی حد تک رہنا ہرگز پسند نہ کیا بلکہ حدود خانقاہ سے باہر نکل کر رسم شبیری ادا کی اور ملت کا بے لوث کام کیا۔

علامہ فروغ القادری لندن نے اپنے بیان میں کہا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی قائدانہ صلاحیت متفق علیہ اور اظہر من الشمس تھی قومی ملی قیادت کے لئے جن عناصر کا ہونا لازمی ہے ان کے اندر وہ مکمل پائے جاتے تھے میں نے آپ کے اس دور کو بھی دیکھا ہے جس میں آپ کی شخصیت عالمی پیشوا کی حیثیت رکھتی تھی۔ مفتی اعظم ہالینڈ حضرت علامہ مولانا مفتی شفیق الرحمن عزیزی نے کہا کہ حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان ایسے جامع صفات بزرگ تھے جن کا پورا وجود عشق رسول کی خوشبو سے مشکبار تھا ان کے پاس بیٹھنے والا بھی مہک اٹھتا خصوصاً تعلیمی میدان میں ان کی خدمات کو ہمیشہ یاد کیا جائے گا۔ علامہ مبارک حسین مصباحی نے کہا کہ میدان سیاست میں دخیل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے

لوگوں کی دنیاوی حاجتوں کو اپنے سیاسی تدبر سے پورا کیا جماعت کی فلاح اور بہبود کے لئے اپنی فہم وفراست سے ایسے اصول بنائے جن پر چل کر جماعت اپنے مقاصد حاصل کرتی رہی۔

علامہ توصیف رضا خان بریلی شریف نے کہا کہ روحانیت کے ایسا با کمال پیکر اور عصری اور اسلامی تعلیمات کا ایسا محور حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کے بعد ممبئی کی سرزمین پر اب نظر نہیں آتا۔اس آن لائن پروگرام میں عربی فارسی خواجہ معین الدین چشتی یونیورسیٹی لکھنو کے پروفیسر ڈاکٹر سید شفیق اشرف، استاذ الشعرا جناب ڈاکٹر سید مناظر حسین صاحب، رضا اکیڈمی کے بانی اور روح رواں الحاج سعید نوری صاحب، سید نور میاں کچھو چھہ شریف، مولانا عبدالرحیم اشرفی ممبرا بھی شریک پروگرام تھے بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پاک عالمی مشہور نعت خواں حافظ طاہر حسین پاکستان، مبلغ سنی دعوت اسلامی مولانا قاری رضوان صاحب نے پیش کیا۔

پروگرام کی نظامت حضرت علامہ سید جامی میاں کھمبات گجرات نے فرمائی عالمی شہرت یافتہ نعت خواں اویس رضا قادری نے کہا کہ میں ہمیشہ ایک بزرگ ہستی سے مدینہ منورہ میں ملاقات کیا کرتا تھا جن کا نورانی چہرہ دیکھ کر ایمان تازہ ہوجاتا تھا آج ان کے عرس کے موقع پر ان کے مریدین خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جنہیں شہید راہ مدینہ سید انوار اشرف عرف مثنی میاں کہا جاتا ہے۔آخر میں صاحب سجادہ نے پیغام دیا کہ اس لاک ڈاؤن کے موقع پر سرمایہ دار اپنے ماتحتوں اور ملازموں کی تنخواہ بلا کٹوتی وقت پر ادا کر دیں تا کہ انکی ضرورت پوری ہو سکے ضرورت مندوں اور محتاجوں کا خیال رکھیں زیادہ سے زیادہ راشن تقسیم کریں تا کہ کوئی بھوکا نہ رہ جائے ٹھیک رات ۲؍بجے قل شریف اور ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا ملک میں امن وشانتی، ایمان پر خاتمہ اور عالمی وبا کرونا وائرس سے حفاظت کے لئے دعائیں مانگی گئیں۔

اٹھارہواں عرس شہید راہ مدینہ ضرورت مندوں میں راشن کٹ تقسیم کر کے منایا گیا

عالمی وبا کرونا وائرس کے مدنظر پریشان حال لوگوں کی مدد قابل تحسین اقدام (حضرت سید معین میاں)

(اسٹاف رپورٹر دوٹانکی ممبئی) عالمی سطح پر کرونا کا قہر جاری ہے ہندوستان میں اس وقت یہ بیماری پھیلی ہوئی ہے خوف ودہشت کا ماحول ہے لاک ڈان کی وجہ سے عام انسان سخت بدحالی کا شکار ہو گئے ہیں گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی عرس شہید راہ مدینہ کی تقریبات عالمی وبا کے مدنظر جانشین حضور شہید راہ مدینہ حضور معین المشائخ حضرت سید معین میاں صاحب قبلہ نے بڑا اہم فیصلہ لیتے ہوئے ملک بھر میں پھیلے اپنے مریدین ومتوسلین کو یہ پیغام نشر کیا کہ اس سال چوں کہ پچھلے سال کی بہ نسبت حالات بہت ابتر ہیں لوگ اپنی ضروریات زندگی کے لئے بے حد متفکر ہیں۔

ایسے نازک ماحول میں لوگوں کی پریشانیوں کو دیکھتے ہوئے خدمت خلق کے جذبے کے تحت ضرورت مندوں میں راشن کٹ تقسیم کر کے حضور شہید راہ مدینہ سید انوار اشرف مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا عرس منایا گیا منظم طریقے سے تقسیم کا اہتمام کیا گیا اور خصوصاً اس بات کا خیال رکھا گیا کہ مستحق حضرات محروم نہ رہ جائیں واضح رہے کہ ممبئی عظمی کی دینی مذہبی سیاسی سماجی سطح پر حضرت سید مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ اہل سنت و جماعت کے میر کارواں رہے۔ تعلیم سے لے کر ہر میدان میں حضرت کی خدمات روز روشن کی طرح عیاں ہے مدارس، مساجد کا قیام اور رفاہی کام حضرت کی زندگی کا نصب العین تھا۔ گویا خدمت خلق اور فلاح قوم وملت سے آپ کی زندگی عبارت تھی۔ اسی وجہ سے آپ کا شمار عروس البلاد ممبئی عظمیٰ کے نامور شخصیات میں ہوتا تھا آپ ایک بالغ نظر دانشور اور حالات شناس رہبر تھے۔ آپ

کا ہر ہر قدم قوم مسلم کے مفاد میں اٹھتا تھا آپ خردنواز اور علماء نواز تھے، حسن واخلاق آپ کو اپنے ابا واجداد سے ورثہ میں ملا تھا، نرمی اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرنا آپ کی سرشت میں داخل تھا۔ دوران گفتگو ہر شخص کے مقام ومرتبے کا خیال رکھتے تھے۔

ان کے دربار میں آئے ہوئے پریشان حال لوگوں کی پریشانی کو صرف سنتے ہی نہیں تھے بلکہ حتیٰ المقدور ان کی پریشانی دور بھی کرتے تھے۔ آپ کا اثر ورسوخ اور وقار وعزت صرف دینی حلقوں تک محدود نہیں تھی بلکہ سیاسی وسماجی اداروں اور سرکاری افسروں تک آپ کا رعب ودبدبہ تھا آپ نے زندگی میں کبھی بھی قوم مسلم کا سودا نہیں کیا اور نہ ہی قوم مسلم کے مفاد کے خلاف بات کرنے والوں کا مشورہ قبول کیا چاہے وہ کتنا بڑا سیاسی لیڈر یا اعلیٰ عہدہ پر فائز افسر کیوں نہ ہو۔

پریس کانفرس سیمینار سیاسی وسماجی میٹنگوں میں آپ کبھی حق بات کہنے سے پیچھے نہیں ہٹے، برجستہ حق بات آپ کی زبان پر آجاتی حق گوئی آپ کا طرۂ امتیاز رہا۔ آپ ۲۰۰۳ء میں عمرہ کے لئے حرمین شریفین تشریف لے گئے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ کا رخت سفر باندھا دوران سفر راہ مدینہ میں ۱۶/رمضان کو ایک حادثے میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے آپ کی تدفین جنت البقیع میں ہوئی جس کی خواہش آپ اپنی زندگی میں اکثر فرمایا کرتے تھے ع

موت آئے تو درِ پاک نبی پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

انیسواں سالانہ عرس شہید راہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

شہید راہ مدینہ کی زندگی کا مقصد ہی تعلیم کو عام کرنا تھا

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہید راہ مدینہ علیہ الرحمہ کا ۱۹ رواں سالانہ عرس مقدس اختتام پزیر ہوا۔ بعد نماز تراویح جامعہ قادریہ اشرفیہ سنی مسجد بلال عیدگاہ میدان شکلاجی اسٹریٹ میں پروگرام کا آغاز ہوا، حضرت قاری قطب الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیرطریقت رہبر شریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ وصدر آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء نے انجام دیا۔

معین المشائخ نے پروگرام کے اختتام پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ الحمدللہ عرس کا پروگرام کامیاب رہا۔ ہندوستان کے مختلف گوشوں سے علمائے کرام ائمہ عظام اور مشائخ کرام نے شرکت فرمائی اور ساتھ ہی ساتھ ممبئی اور برون ممبئی کے علماء نے بھی بارگاہِ حضور شہید راہِ مدینہ میں خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے اس عرس میں تشریف لائے میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

بزم قادری چشتی اشرفی کے رضا کاران اور جامعہ قادریہ اشرفیہ کے طلبہ نے آئے ہوئے مہمانوں کا استقبال کیا۔

اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت سید علی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اشرفی نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے بلبل گجرات قاری قطب الدین صاحب

کوعوت دی گئی۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے حضرت علامہ مولانا مقصود احمد بستوی صاحب، مائک پر تشریف لائے اور سامعین سے مخاطب ہوکر سادات کرام اور تارک السلطنت مخدوم سمناں کے فضائل و مناقب پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ حضرت علامہ مولانا عبدالقادر علوی صاحب نے کہا معین میاں کی قیادت ایک مستحکم قیادت ہے۔ آپ مفاد سے اوپر اٹھ کر قوم کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ معین ملت ہمارے تاجدار روحانیت ہیں اور صحیح معنی میں شہید راہ مدینہ کی مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔

یوپی سے آئے ہوئے مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا سید خلیق اشرف نے سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ''حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرزمین ممبئی میں قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لئے ہر ممکن کوشش کی اور ایسے ادارے کی بنیاد ڈالی جہاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کا بھی بہترین انتظام تھا آپ کے یہاں سے فارغ ہونے والے طلباء نہ صرف دینی تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں بلکہ عصری علوم سے بھی مزین ہوتے ہیں آپ کی زندگی کا مقصد ہی یہ تھا کہ زیادہ سے زیادہ تعلیم کو عام کیا جائے اور قوم کے بچے تعلیم سے بہرہ ور ہوں۔

حضور مثنیٰ میاں کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور مدارس اسلامیہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس اسلامیہ دین وسنت کے قلع ہیں ہمارے مذہب وعقائد کا تحفظ انہیں مدارس کے ذریعے ہو رہا ہے یہ اسلامی تشخص کی ضمانت ہیں ہم ان کے بارے میں کوئی منفی فکر واقدام نہیں برداشت کر سکتے۔

مداح رسول استاذ الشعرا جناب ڈاکٹر سید مناظر حسن صاحب نے والہانہ انداز میں نعت پاک پیش کی۔ شاعر اسلام جناب سید عدنان صاحب نے نعت پاک پیش کرکے خراج تحسین حاصل کی۔ الحاج سعید نوری کے صاحبزادے عالمی شہرت نعت خواں جناب نوری میاں نے سامعین کو نعت سنا کر محظوظ کیا۔

شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی نے بارگاہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ یوپی کے مشہور شاعر جناب اشہر بہرائچی نے منقبت کے اشعار پیش کئے۔ سنی مسجد بلال کے خطیب امام قاری

مشتاق نے لحن داودی میں منقبت پیش کی ۔رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب، حضرت قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال، سماج اور معاشرہ کونشہ کی لعنت سے پاک، مومنوں کے لئے عشق رسول، گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی اور خاص کرترکی، سریا اور فلسطین کے مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی۔ بعدہٗ بارگاہ نبوی میں صلوٰۃ سلام کی ڈالی نچھاور کی گئی کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور جناب سچن بھاؤ اہیر، جناب امین پٹیل، لا اینڈ آرڈر دیوین بھارتی، ملند دیورا، سنجے سنگھ ایم پی، راہل کنال سراج قریشی، کرپاشنکر، جناب اسلم شیخ کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔

جملہ زائرین وسامعین کے لئے سحری کا بندوبست تھا۔کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی بالخصوص شہزادہ محبوب ملت حضرت علامہ مولانا مقصود علی خان، جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب رضا اکیڈمی، مولانا عبدالجبار ماہری صاحب، مولانا محمد عمر صوفی صاحب، مولانا نورالعین صاحب، حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، مفتی منظور احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ، حضرت علامہ مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالحکیم صاحب، حضرت مولانا محمود علی خان صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب۔

بیسواں سالانہ عرس شہیدراہ مدینہ بحسن وخوبی اختتام پزیر ہوا

فلسطین پر ظلم وستم نا قابل برداشت ۔رمضان کے اس مبارک مہینے میں ترکی اورسیریا کے زلزلہ سے متاثرین کی بھرپور مدد کریں،(مولانا سید معین میاں)

(اسٹاف رپورٹر) ممبئی حضور شہیدراہ مدینہ علیہ الرحمہ کا ۲۰ رواں سالانہ عرس مقدس لاک ڈاؤن کے بعد پھر سے جوش وخروش سے منایا گیا حضرت قاری قطب الدین صاحب نے تلاوت کلام پاک سے عرس کا آغاز فرمایا۔ پروگرام کی سرپرستی حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ کے شہزادے حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی نے فرمائی۔صدارت کے فرائض صاحبزادہ وجانشین حضور مثنیٰ میاں پیرطریقت رہبرشریعت حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ و صدرآل انڈیا سنی جمیعۃ العلماء نے انجام دیا۔

معین المشائخ نے فرمایا کہ الحمدللہ عرس کا پروگرام کامیاب رہا۔ترکی اورسیریا کے دورہ کے تعلق سے صحافیوں کو بتایا کہ ترکی اورسریا کے جو حالات میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ نا قابل بیان ہے۔وہاں کے متاثرین دانہ اور پانی کو ترس رہے ہیں۔میں لوگوں سے گزارش کروں گا کہ اس رمضان کے مبارک مہینے میں ترکی اورسریا کے متاثرین کے لئے زیادہ سے زیادہ امداد دے کر بھائی چارگی کا ثبوت پیش کریں۔فلسطین پر ظلم وستم کے تعلق سے آپ نے فرمایا کہ یہ انسانیت سوز حرکت ہے اور حقوق انسانی کے منافی ہے۔ایسی حرکتوں کو برداشت نہیں کیا جاسکتا۔پروگرام شروع ہوتے ہی کثیر تعداد میں عوام الناس آنے لگے ائمہ مساجد علمائے کرام ومشائخ عظام کا جم غفیر تھا تھوڑی ہی دیر میں سنی مسجد بلال کا وسیع عریض صحن کھچا کھچ بھر گیا۔یوں محسوس ہورہا تھا کہ اس نورانی جلسہ اور عرس کی تقریب میں حضور مثنیٰ میاں کی روحانیت برس رہی ہے۔

اور لوگ فیضیاب ہورہے ہیں۔اس بارونق اجلاس میں حضور مثنیٰ میاں کے سبھی شہزادے حضرت

سیدعلی اشرف، حضرت سید حسن اشرف، حضرت الشاہ السید حسین اشرف اشرفی جیلانی بنفس نفیس موجود رہے سامعین سبھی شہزادوں کے رخ زیبا سے مستنیر ہو رہے تھے۔ مولانا عبدالرحیم صاحب اشرفی نظامت فرما رہے تھے۔ بارگاہ رسالت میں سب سے پہلے ہدیہ نعت پاک پیش کرنے کے لئے بلبل گجرات قاری قطب الدین صاحب کو عوت دی گئی۔ پھر افتتاحی خطاب کے لئے مفتی منظر حسن اشرفی صاحب رونق اجلاس ہوئے اور سامعین سے مخاطب ہوکر سادات کرام اور تارک السلطنت مخدوم سمناں کے فضائل و مناقب پر سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ الجامعۃ الاشرفیہ کے جید استاذ حضرت علامہ مولانا مفتی عبدالحق صاحب نے کہا معین میاں کی قیادت ایک مستحکم قیادت ہے۔ آپ مفاد سے اوپر اٹھ کر قوم کے لئے کام کرتے ہیں۔ آپ نے قوم کے لئے ہر محاذ پر کام کیا ہے۔

مولانا عباس رضوی نے اپنی تقریر میں کہا کہ اب مسلمانوں کو متحد ہوکر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ فلسطین پر ظلم کے خلاف آواز بلند کرنے کی ضرورت ہے۔

مشہور عالم دین اور اسلامک اسکالر حضرت علامہ مولانا مختار الحسن بغدادی نے سامعین سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ’’حضور مثنیٰ میاں علیہ الرحمۃ والرضوان نے سرزمین ممبئی میں قوم وملت کی فلاح وبہبود کے لئے دینی اداروں کی بنیاد رکھی اور آپ یہ کہا کرتے تھے کہ ہر گلی اور ہر بلڈنگ میں ایک دینی مکتب ہونا چاہئے تا کہ ہماری قوم کے بچے دین سے آشنا رہیں۔ آپ کی توجہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری علوم پر بھی تھی آپ یہ چاہتے تھے جہاں ہماری قوم کے بچوں کو دینی تعلیم ملے ساتھ ہی ساتھ دنیاوی علوم پر بھی عبور ہونا چاہئے تا کہ معاشی طور پر کسی کا محتاج نہ ہو اس مشن پر آپ نے کافی حد تک کام کیا اور لوگوں کو اس جانب توجہ دلائی۔

آپ کو خراج عقیدت پیش کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ کے تعلیمی مشن کو آگے بڑھا جائے‘‘ حضور مثنیٰ میاں کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی اور مدارس اسلامیہ پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس اسلامیہ دین وسنت کے قلع ہیں ہمارے مذہب وعقائد کا تحفظ انہیں مدارس کے ذریعے ہو رہا ہے یہ

اسلامی تشخص کی ضمانت ہیں ہم ان کے بارے میں کوئی منفی فکر واقدام نہیں برداشت کر سکتے۔

مداح رسول استاذ الشعرا جناب ڈاکٹر سید مناظر حسن صاحب نے والہانہ انداز میں نعت پاک پیش کی۔ شاعر اسلام جناب سید عدنان صاحب نے نعت پاک پیش کر کے خراج تحسین حاصل کی۔ الحاج سعید نوری کے صاحبزادے عالمی شہرت نعت خواں جناب نوری میاں نے سامعین کو نعت سنا کر محظوظ کیا۔

شاعر اسلام جناب نسیم حبیبی نے بارگاہ مثنیٰ میاں علیہ الرحمہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ یوپی کے مشہور شاعر جناب اشہر بہرائچی نے منقبت کے اشعار پیش کئے۔ سنی مسجد بلال کے خطیب امام قاری مشتاق نے لحن داودی میں منقبت پیش کی۔

رات ٹھیک دو بجے قل شریف کا آغاز ہوا۔ جامعہ قادریہ اشرفیہ کے استاد حضرت قاری عین الدین صاحب، حضرت قاری مشتاق احمد تیغی نے تلاوت کلام پاک فرمائی۔ آخر میں جانشین مثنیٰ میاں حضرت علامہ الحاج السید الشاہ معین الدین اشرف سجادہ نشین آستانہ عالیہ کچھوچھہ مقدسہ نے رقت انگیز انداز میں مسلمانوں کی جان ومال بیماروں کی شفاء بے گناہ قیدیوں کی رہائی ایمان واسلام پر استقامت بے روزگاروں کے لئے رزق حلال، سماج اور معاشرہ کو نشہ کی لعنت سے پاک، مومنوں کے لئے عشق رسول، گنہگاروں کی مغفرت اور ملک میں امن وشانتی کے لئے دعاء فرمائی اور خاص کر ترکی، سریا اور فلسطین کے مسلمانوں کے لئے دعا فرمائی۔

کثیر تعداد میں سیاسی رہنما اور عمائدین شہر نے شرکت کی خاص طور جناب سچن بھاؤ اہیر، جناب امین پٹیل، ستیہ نرائن چودھری، لا اینڈ آرڈر دیوین بھارتی، ملند دیورا، یشونت جادھو، سنجے سنگھ ایم پی، راہل کنال سراج قریشی، کرپا شنکر، جناب اسلم شیخ، جناب شانو پٹھان، جناب حاجی عرفات کے علاوہ اور دیگر اشخاص موجود تھے۔

تمام آئے ہوئے زائرین وسامعین اطمینان وسکون کے ساتھ سحری تناول فرمائے کثیر تعداد میں علمائے کرام ائمہ عظام مشائخ کرام عمائدین شہر نے شرکت فرمائی جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب

رضا اکیڈمی، حضرت علامہ مولانا مفتی سید خلیق اشرف صاحب، مولانا عبدالجبار ماہری صاحب، مولانا محمد عمر صوفی صاحب، مولانا نورالعین صاحب۔

حضرت علامہ مولانا سید نجم الدین اشرف صاحب، مفتی منظور احمد صاحب، حضرت علامہ مولانا معصوم رضا دارالعلوم محمدیہ۔ حضرت علامہ مولانا عالم صاحب، حضرت مولانا الطاف لطیفی صاحب، حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب، حضرت علامہ مولانا عبدالجبار جوگیشوری، حضرت مولانا قاری الیاس صاحب، حضرت حافظ وقاری فاروق صاحب دمن، حضرت مولانا طفیل احمد صاحب، حضرت مولانا امین الدین صاحب۔

موت آئے تو درِ نبی پاک پر سید
ورنہ تھوڑی سی جگہ ہو شہ سمناں کے قریب

تیرہواں باب ------خاتمہ

عرس شہیدراہِ مدینہ ماہ وسال کے آئینے میں

عرس شہید راہِ مدینہ ماہ وسال کے آئینے میں

۱۴۲۵ھ مطابق ۲۰۰۴ء سے ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۰۲۴ء تک

نمبر شمار	عرس	دن	عربی تاریخ	عربی ماہ	ہجری	انگریزی تاریخ	انگریزی ماہ	عیسوی
۱	پہلا	سنیچر	۱۵	رمضان	۱۴۲۵	۳۰	اکتوبر	۲۰۰۴
۲	دوسرا	جمعرات	۱۵	رمضان	۱۴۲۶	۲۰	اکتوبر	۲۰۰۵
۳	تیسرا	پیر	۱۵	رمضان	۱۴۲۷	۹	اکتوبر	۲۰۰۶
۴	چوتھا	جمعہ	۱۵	رمضان	۱۴۲۸	۲۸	ستمبر	۲۰۰۷
۵	پانچواں	منگل	۱۵	رمضان	۱۴۲۹	۱۶	ستمبر	۲۰۰۸
۶	چھٹا	اتوار	۱۵	رمضان	۱۴۳۰	۶	ستمبر	۲۰۰۹
۷	ساتواں	جمعرات	۱۵	رمضان	۱۴۳۱	۲۶	اگست	۲۰۱۰
۸	آٹھواں	منگل	۱۵	رمضان	۱۴۳۲	۱۶	اگست	۲۰۱۱
۹	نواں	اتوار	۱۵	رمضان	۱۴۳۳	۵	اگست	۲۰۱۲
۱۰	دسواں	بدھ	۱۵	رمضان	۱۴۳۴	۲۴	جولائی	۲۰۱۳
۱۱	گیارہواں	پیر	۱۵	رمضان	۱۴۳۵	۱۴	جولائی	۲۰۱۴
۱۲	بارہواں	جمعہ	۱۵	رمضان	۱۴۳۶	۳	جولائی	۲۰۱۵
۱۳	تیرہواں	منگل	۱۵	رمضان	۱۴۳۷	۲۱	جون	۲۰۱۶

۱۴	چودھواں	سنیچر	۱۵	رمضان	۱۴۳۸	۱۰	جون	۲۰۱۷
۱۵	پندرہواں	جمعرات	۱۵	رمضان	۱۴۳۹	۳۱	مئی	۲۰۱۸
۱۶	سولہواں	منگل	۱۵	رمضان	۱۴۴۰	۲۱	مئی	۲۰۱۹
۱۷	سترہواں	سنیچر	۱۵	رمضان	۱۴۴۱	۹	مئی	۲۰۲۰
۱۸	اٹھارہواں	بدھ	۱۵	رمضان	۱۴۴۲	۲۸	اپریل	۲۰۲۱
۱۹	انیسواں	اتوار	۱۵	رمضان	۱۴۴۳	۱۷	اپریل	۲۰۲۲
۲۰	بیسواں	جمعہ	۱۵	رمضان	۱۴۴۴	۷	اپریل	۲۰۲۳
۲۱	اکیسواں	منگل	۱۵	رمضان	۱۴۴۵	۲۶	مارچ	۲۰۲۴

OOOOOOOOO

شہیدراہِ مدینہ کے قائم کردہ اورزیراہتمام اداروں کامختصرتعارف

دارالعلوم اشرفیہ غریب نواز: ممبئ کالونی اشرف نگر ممبرا تھانہ میں حضورشہیدراہِ مدینہ نے آج سے تقریباً نصف صدی پہلے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ جب کہ ممبرا کے سرزمین دینی اداروں سے خالی تھی آپ نے تشنگانِ علوم کی پیاس کو بجھانے کے لئے علم کا یہ سرچشمہ جاری کیا جو آج تک جاری وساری ہے ادارہ کی عمارت سات منزلہ پر مشتمل ہے۔

جامعہ قادریہ اشرفیہ: قلب شہر ممبئ عظمیٰ مولانا شوکت علی روڈ چھوٹا سونا پور میں حضورشہید راہِ مدینہ نے آج سے ۲۷ رسال پہلے اس ادارہ کی بنیاد ڈالی،جس کا مقصد یہ تھا کہ طلبہ دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم اور کمپیوٹر کی تعلیم بھی حاصل کریں۔الحمدللہ اس میں بڑی کامیابی ملی اس ادارہ سے جہاں بچے حفظ اور فضیلت کی تعلیم مکمل کی ساتھ ہی ساتھ ایس ایس سی،ایچ ایس سی،ڈی ایڈ،ڈی فارما،لیب ٹیکنشن کے میدان میں بھی طلبہ نے کامیابی حاصل کی۔

مدرسہ کنیزان فاطمۃ الزہراء: قوم کی بیٹیوں کی تعلیم کے لئے حضورشہیدراہِ مدینہ نے امرت نگر کوسہ ممبرا میں مدرسہ کنیزانِ فاطمۃ الزہراء قائم کیا جس میں نادار بچیاں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم بھی حاصل کرتی ہیں۔

دارالعلوم قادریہ اشرفیہ غریب نواز: سرزمین دمن گجرات میں حضورشہیدراہ مدینہ نے علم دین کوفروغ دینے کے لئے اس ادارے کی بنیاد رکھی اب تک سینکڑوں طلبہ علم دین سے مستفیض ہوکر قوم وملت کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

مدرسہ اشرفیہ قادریہ: بسکھاری شریف، ضلع فیض آباد میں حضور مخدوم سمناں علیہ الرحمہ کی درگاہ سے قریب دینی تعلیم کے لئے اس ادارے کی بنیاد رکھی جہاں موقر اساتذہ کی نگرانی میں ناظرہ اور حفظ قرآن کی تعلیم دی جاتی ہے اور علاقہ کے بچے مستفیض ہورہے ہیں۔

مدرسہ معینیہ اشرفیہ: رشید کمپاؤنڈ کوسہ ممبرا میں حضور شہید راہِ مدینہ نے نادار چھوٹے طلبہ کے لئے اس ادارہ کی بنیاد رکھی۔ اس ادارے سے قوم کے بچوں نے علم دین اور قرآن کی تعلیم سیکھا۔

جامعہ اشرفیہ اہل سنت مظہر العلوم: دھانے پور ضلع گونڈہ میں ایک عظیم الشان ادارہ قائم ہے جس میں حفظ اور فضیلت کی تعلیم اعلیٰ پیمانے پر دی جارہی ہے اس ادارے سے علم دین کا خوب خوب فروغ ہورہا ہے۔

دارالعلوم مخدوم سمنانی: مرزا پور بازار ضلع گورکھپور میں حضور شہید راہ مدینہ نے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ تاکہ قوم کے بچوں کو علم دین سے آراستہ کیا جاسکے۔ آج بھی اس ادارے سے علم دین کی ترویج واشاعت ہورہی ہے۔

مدرسہ اشرفیہ انوار العلوم: سرزمین ایٹوراہ ضلع مئو میں حضور شہید راہِ مدینہ کی سرپرستی میں اس مدرسہ نے کافی ترقی کی اور علم دین سے طلبہ آج بھی آراستہ ہو رہے ہیں۔ حضو شہید راہِ مدینہ تا حیات اس ادارے کی سرپرستی فرماتے رہے اور کوشش سے ادارے کو بام عروج تک پہنچایا۔